عمران سیریز
ہاٹ ریز
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول " ہاٹ ریز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں اسرائیل اور ایکریمیا کی پاکیشیا کے ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف ایسی بھیانک سازش سامنے آئی ہے جس سے پاکیشیا اور شوگران دونوں کے ایٹمی ہتھیار کسی کے علم میں لائے بغیر زیرو کیئے جاسکتے تھے اور چونکہ اس سازش کے تحت "ہاٹ ریز" نامی آلہ پاکیشیا میں زمین کی اتھاہ گہرائیوں میں نصب کیا گیا تھا اس لئے اس کی تلاش ہی ناممکن تھی لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس جنہوں نے ہمیشہ پاکیشیا کے تحفظ کے لئے دیوانہ وار جدوجہد کی ہے اس بھیانک سازش کے خلاف جدوجہد ضرور کی لیکن عمران اس میں شامل نہ ہوا۔ جبکہ بلیک زیرو اور سیکرٹ سروس نے علیحدہ علیحدہ آپریشن کیا۔ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ عمران کو پاکیشیا کا دفاع عزیز نہ تھا۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کا فیصلہ تو آپ ناول پڑھ کر ہی کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی ہر لحاظ سے آپ کو پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کریجئے۔

حافظ آباد سے محمد مزمل لطیف خان لکھتے ہیں۔" میں آپ کا بہت پرانا اور محبت کرنے والا قاری ہوں۔ آپ کا ناول " سٹار مشن" بے حد

پسند آیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے کچھ عرصہ بعد اچھے ناول دوبارہ لکھنے شروع کر دیئے ہیں ورنہ آپ جو تین چار حصوں پر مشتمل ناول لکھتے ہیں وہ اتنے خاص نہیں لگتے تھے اور اب آپ کے ناولوں میں عمران نے اپنے آپ کو بوڑھا کہنا شروع کر دیا ہے۔ آپ عمران کو منع کریں کہ وہ ایسی غلطی نہ کیا کرے کیونکہ عمران ہمارا آئیڈیل ہے اور اس کی ایسی باتیں چاہے وہ مذاق میں ہی کیوں نہ ہوں ہم میں مایوسی پیدا کر دیتی ہیں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے"۔

محترم محمد مزمل لطیف خان صاحب۔ خط لکھنے اور محبت کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ جیسے محبت کرنے والے قاری واقعی کسی بھی مصنف کے لئے انمول سرمایہ ہوتے ہیں۔ جہاں تک ناولوں کی بات ہے تو محترم چونکہ میرے ناولوں کے قارئین میں تمام طبقے شامل ہیں اس لئے مجھے ہر قاری کی پسند کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ہو سکتا ہے جو ناول آپ کو پسند نہیں آئے وہ دیگر قارئین کو بے حد پسند آئے ہوں۔ بہرحال میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں ہر طبقے کے قاری کے لئے اچھے سے اچھا لکھوں۔ جہاں تک عمران کے بوڑھا ہونے کا تعلق ہے تو محترم بڑھاپا تو بہرحال ہر شخص پر آتا ہے لیکن عمران جو کچھ اپنے بارے میں کہتا ہے وہ مذاق ہی ہوتا ہے ورنہ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ عمران کی کارکردگی پر بڑھاپے کے اثرات سامنے نہیں آتے۔ اس کے باوجود عمران تک آپ کا پیغام پہنچا دیا جائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کراچی سے محمد اکبر باروی لکھتے ہیں۔ "گذشتہ تقریباً دس بارہ سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ آپ کا ناول "کیٹ ریٹ گیم" انتہائی دلچسپ ناول ہے۔ آپ جاسوسی ادب کے ذریعے جس طرح نوجوان نسل کی کردار سازی کر رہے ہیں وہ واقعی اپنی مثال آپ ہے۔ البتہ آپ سے چند شکایات بھی ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے عمران کے کردار کو مافوق الفطرت بنا دیا ہے۔ وہ نہ جسمانی طور پر کسی سے شکست کھاتا ہے اور نہ ذہنی طور پر۔ اس کی ذہانت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر چاہے وہ سینکڑوں فٹ کی بلندی سے کیوں نہ گرے اس کی ہڈیاں نہیں ٹوٹتیں۔ کیا عمران کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ دوسری یہ کہ خیر وشر پر آپ کے ناول گو بے حد شاندار ہوتے ہیں لیکن ان میں آپ نے ایک بار "صوفی" کو روحانی عہدہ لکھا تھا حالانکہ روحانیت میں صوفی نہ کوئی مقام ہوتا ہے اور نہ ہی عہدہ۔ صوفی محض ایک لقب ہے جو نیک اور پاک طینت لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ نے ایک ناول "جے ایس پی" لکھا اور اسے جیوش سنٹرل پوائنٹ کا مخفف ظاہر کیا جبکہ سنٹرل کا مخفف ایس نہیں ہوتا سی ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ جے ایس پی کی بجائے جے سی پی ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح "سنیک سرکل" میں سنٹرل ڈیفنس ایریا کا مخفف ایس۔ ڈی۔ اے لکھا گیا ہے حالانکہ اسے سی۔ ڈی۔ اے ہونا چاہئے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم محمد اکبر باروی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے

حد شکریہ۔آپ کی شکایات سرآنکھوں پر۔جہاں تک عمران کے مافوق الفطرت ہونے کا تعلق ہے تو یہ تاثر آپ کے ذہن میں اس لئے پیدا ہوا ہوگا کہ عمران کی کارکردگی اب واقعی مافوق الفطرت حد تک تیز ہوگئی ہے۔ اس کی ذہانت اور اس کے تجربات نے مل کر اسے واقعی کارکردگی کے لحاظ سے مافوق الفطرت بنا دیا ہے لیکن محترم اگر آپ موجودہ تیز رفتار دور کو سامنے رکھیں اور پھر عمران کی کارکردگی کا تجزیہ کریں تو پھر آپ کو شکایت نہ ہوگی۔لیکن اگر آپ بیل گاڑی کو مدنظر رکھ کر جیٹ جہاز کی رفتار کو دیکھیں گے تو آپ کو جیٹ جہاز یقیناً مافوق الفطرت دکھائی دے گا۔جہاں تک عمران کو چوٹ نہ لگنے کی بات ہے تو عمران زخمی بھی ہوتا ہے اور بیمار بھی۔لیکن محترم یہاں بھی وہی بات آپ کو پیش نظر رکھنا ہوگی کہ عمران اور اس کے ساتھی باقاعدہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور انہیں ایسے موقعوں پر اپنے آپ کو بچانے کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔عمران یا اس کے ساتھیوں کی جگہ اگر ہم اس سے بہت کم بلندی سے گریں تو یقیناً ہمارے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی کیونکہ ہم نے ایسے مواقع پر اپنے آپ کو بچانے کی کوئی تربیت نہیں لی ہوئی۔اس لئے آپ عام آدمی کو مدنظر رکھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ دیکھا کریں بلکہ ان کی تربیت اور تجربہ کو بھی مدنظر رکھا کریں۔پھر آپ کی شکایت خودبخود دور ہو جائے گی۔جہاں تک صوفی کے روحانی مقام کا تعلق ہے تو آپ کی بات درست ہے۔صوفی واقعی لقب ہے لیکن عام آدمیوں کے نزدیک روحانیت میں ہر شخص کو صوفی کا لقب نہیں مل سکتا۔مزید تفصیل لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔جہاں تک سنٹرل کے مخفف سی کی بجائے ایس لکھنے کا تعلق ہے تو اس کی وضاحت پہلے بھی کئی خطوط کے جواب میں کی جا چکی ہے کہ آپ کے سامنے گریٹ لینڈ کی زبان ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ ایکریمین زبان گو وہی ہے لیکن ایکریمیوں نے بہت سی گرائمر کی پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد کرا لیا ہے۔وہ جیسے بولتے ہیں ویسے لکھتے ہیں۔مثلاً آپ کلر کے ہجے سی۔او۔ایل۔او۔یو۔آر لکھیں گے لیکن ایکریمین اسے سی۔او۔ایل۔او۔آر لکھیں گے۔اسی طرح انہوں نے سنٹرل کا تلفظ سی کی بجائے ایس اختیار کیا ہوا ہے۔اس لئے اب عام طور پر سی کی جگہ ایس استعمال ہوتا ہے۔ امید ہے اب آپ کی شکایات دور ہو جائیں گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

رنگپور سے ملک مصعب عمیر ملانہ لکھتے ہیں۔"آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔لیکن اب آپ نے اپنے ناولوں میں کرنل فریدی، توصیف اور میجر پرمود کو شامل کرنا چھوڑ دیا ہے۔آپ ضرور ان کرداروں پر بھی ناول لکھیں۔اسی طرح ہمیں اس وقت بے حد افسوس ہوتا ہے جب عمران کے والد اسے نکما اور نکھٹو کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔آپ انہیں بتا دیں کہ عمران ایکسٹو ہے تاکہ وہ آئندہ عمران کو نکما اور نکھٹو نہ کہہ سکیں۔امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے"۔

"محترم ملک مصعب عمیر ملانہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند
کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی فرمائش سر آنکھوں پر۔ انشاء اللہ جلد ہی
آپ ان کرداروں پر بھی ناول پڑھیں گے جہاں تک سر عبدالرحمان پر
ایکسٹو کے راز کا انکشاف ہے تو محترم یہ مسئلہ صرف جذباتی نہیں ہے
بلکہ ایسا سیٹ اپ ملک و قوم کے مفاد کے لئے کیا گیا ہے اور عمران
جسے نکما اور نکھٹو کہا جاتا ہے اس لئے کان لپیٹے سن لیتا ہے کہ اسے اپنی
عزت سے زیادہ ملک و قوم کا مفاد عزیز ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط
لکھتے رہیں گے"۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

* * *

عمران نے کار ہوٹل گرانڈ کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر
اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کے
مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ دوپہر کا وقت تھا اور چونکہ سلیمان
گزشتہ تین روز سے اپنے گاؤں گیا ہوا تھا کیونکہ وہاں اس کے کسی
عزیز کی شادی تھی اس لئے عمران ان دنوں لنچ اور ڈنر ہوٹلوں میں ہی
کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ لنچ کے لئے ہوٹل گرانڈ آیا تھا۔ لنچ اور ڈنر
کے وقت ڈائننگ ہال میں خاصا رش دکھائی دیتا تھا۔ عمران ایک
خالی میز پر جا کر بیٹھ گیا اور پھر ویٹر کے آنے پر اس نے مینو دیکھ کر
اسے آرڈر دیا اور خود اٹھ کر ہاتھ دھونے کے لئے ایک طرف موجود
واش بیسن کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ بڑے ہوٹلوں میں کھانے سے
پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا رواج تقریباً نہ ہونے کے برابر
تھا۔ ہاتھ اور منہ کی صفائی کے لئے ٹشو پیپرز استعمال کئے جاتے تھے

اس لئے ایک کونے میں ایک ہی واش بیسن تھا۔ عمران کی عادت تھی کہ وہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد لازماً ہاتھ دھوتا تھا اس لئے وہ آرڈر دے کر اٹھ کر واش بیسن کی طرف بڑھ گیا لیکن جب وہ واپس آیا تو یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ اس کی میز پر ایک خوبصورت نوجوان لیکن خاصی ماڈرن لڑکی بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ چونکہ اس میز کے علاوہ اور کوئی میز خالی نہ تھی اس لئے عمران اس میز کی طرف ہی بڑھ گیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں"...... عمران نے قریب جا کر انتہائی مہذبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس"...... لڑکی نے چونک کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ آپ کی خوشگوار قربت کے لمحات میرے لئے یادگار رہیں گے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو لڑکی کے چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ اس قدر بیک ورڈ زبان آپ کیسے بول لیتے ہیں"...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بلیک ورلڈ۔ اوہ نہیں۔ یہ الفاظ تو وائٹ ورلڈ کے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ جادوئی الفاظ نہیں بلکہ اخلاق و تہذیب پر مبنی الفاظ ہیں"...... عمران نے بیک ورڈ کو بلیک ورلڈ میں تبدیل کرتے ہوئے جواب دیا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یہاں واقعی آپ جیسے لوگوں کے داخلے پر پابندی ہونی چاہئے۔ آپ جیسے لوگوں کو تو کسی بھٹیار خانے کا رخ کرنا چاہئے"...... لڑکی نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا قریب آ گیا اور اس نے عمران کے سامنے کھانا لگانا شروع کر دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ خود جا کر آرڈر دے کر آئے تھے"۔ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"محترمہ فارورڈ کے لئے بھی کھانا لے آؤ۔ چوہوں کی زبان، مینڈکوں کی آنکھیں، جھینگوں کی دمیں"...... عمران نے ویٹر سے مخاطب ہو کر باقاعدہ اونچی آواز میں آرڈر دینا شروع کر دیا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ نانسنس۔ آپ کو تمیز ہے بات کرنے کی۔ جاؤ ویٹر۔ میرے لئے سپیشل ڈشز لے آؤ"...... لڑکی نے انتہائی غصیلے لہجے میں عمران کی بات کو درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ میں بھی تو سپیشل ڈشز ہی لکھوا رہا ہوں۔ آپ جیسی فارورڈ کے لئے تو یہی کھانا ہو سکتا ہے کیونکہ باقی کھانے تو ظاہر ہے بیک ورڈ ہوں گے اور صدیوں سے لوگ کھاتے چلے آ رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ واقعی کوئی خاص چیز ہیں۔ کون ہیں آپ اور کیا کرتے ہیں"...... لڑکی نے بے باکانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے میں کھانا کھالوں پھر تعارف کراؤں گا کیونکہ بیک ورڈ لوگوں کا قول ہے کہ اول طعام بعد کلام۔ یعنی پہلے کھانا پھر بات چیت اور بھوک کی شدت سے چونکہ میرے پیٹ میں آپ کی سپیشل ڈش دوڑتی پھر رہی ہے اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ کے پیٹ میں سپیشل ڈش ۔ کیا مطلب"...... لڑکی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ۔ وہ بیک ورڈ لوگ اسے چوہے کہتے ہیں جبکہ آپ جیسے فارورڈ اسے سپیشل ڈش کہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو لڑکی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ اسی لمحے ویٹر ٹرالی لے کر پہنچ گیا اور اس نے لڑکی کے سامنے ڈشیں لگانا شروع کر دیں۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور پھر اس نے اس طرح کھانا کھانا شروع کر دیا جیسے صدیوں بعد کسی بھوکے کے سامنے کھانا لایا گیا ہو۔ لڑکی نے عمران کے بسم اللہ پڑھنے پر چونک کر اسے دیکھا اور پھر عمران کے کھانے کا انداز دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ سوچ رہی ہو کہ کس گھٹیا ٹائپ کے آدمی سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ بہرحال اس نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔

"الحمد للہ"...... عمران نے کھانا ختم کر کے ایک بار پھر اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر دوبارہ واش بیسن کی طرف

بڑھ گیا۔ لڑکی نے ایک بار پھر چونک کر عمران کی طرف دیکھا لیکن خاموش رہی ۔ عمران نے ہاتھ دھوئے، کلی کی اور پھر وہ اطمینان سے چلتا ہوا واپس میز کے قریب پہنچ گیا۔ اسی لمحے لڑکی نے کھانا ختم کر کے میز پر موجود ڈبے سے ٹشو کھینچ کر اس سے بڑی نفاست سے ہونٹ صاف کئے اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"ارے ۔ ارے ۔ آپ کہاں چل دیں۔ ابھی تو میں نے تعارف کرانا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"تم جیسے پسماندہ ذہن کے آدمی کے ساتھ بیٹھنا دنیا کی سب سے بڑی سزا ہے۔ نانسنس"...... لڑکی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"آپ نے مس سویٹی کو ناراض کر دیا ہے جناب"...... ویٹر نے میز سے برتن اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سویٹی ۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مس سویٹی جنرل مینجر راشد خان کی اکلوتی بیٹی ہے اور ایکریمیا میں رہتی ہے۔ چند روز کے لئے یہاں آئی ہے۔"

"راشد خان کی اکلوتی بیٹی ۔ مگر اس کا نام تو شاہدہ تھا"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"اب وہ سویٹی کہلاتی ہے"...... ویٹر نے جواب دیا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر اس نے چائے منگوائی اور پھر بل اور ٹپ دے کر وہ ڈائننگ ہال سے باہر آ کر

بجائے بیرونی دروازے کی طرف جانے کے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔
اسے معلوم تھا کہ جنرل مینجر راشد خان کا آفس دوسری منزل پر ہے اور چونکہ عمران کئی مرتبہ اس سے مل چکا تھا اس لئے وہ بھی اسے اچھی طرح جانتے تھے اور چونکہ راشد خان سرسلطان کے عزیزوں میں سے تھے اور کئی بار سرسلطان کی ذاتی تقریبات میں بھی اس کی ان سے ملاقات ہو چکی تھی اور عمران انہیں چڑانے کے لئے انکل بلڈونا کہہ دیتا کیونکہ راشد خان سر سے مکمل طور پر گنجے تھے اور گنجے کو بالڈون کہا جاتا ہے اس لئے عمران انہیں بلڈونا کہتا تھا اور راشد خان ظاہر ہے سمجھ جاتے کہ عمران ان پر کس انداز میں طنز کر رہا ہے۔ ویسے بھی گنجے افراد اپنے گنجے پن کی طرف سے بے حد ٹچی ہوتے ہیں اس لئے راشد خان عمران کے اس لقب پر غصے میں آجاتے تھے لیکن ظاہر ہے عمران جیسے ڈھیٹ آدمی پر ان کے غصے کا کیا اثر ہو سکتا تھا اس لئے راشد خان خود ہی خاموش ہو جایا کرتے تھے۔ عمران کے پاس چونکہ ان دنوں کوئی کیس نہ تھا اور لنچ بھی کر چکا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ راشد خان سے مل کر اس کی ماڈرن ٹائپ بیٹی مس سویٹی سے بھی گپ شپ کر لی جائے۔ اسے یقین تھا کہ وہ راشد خان کے آفس میں موجود ہو گی۔ راشد خان کے آفس کے باہر موجود مسلح دربان نے عمران کو دیکھ کر بے اختیار مسکراتے ہوئے سلام کیا۔
وہ عمران کو بہت اچھی طرح پہچانتا تھا۔
"کیا مس سویٹی بھی اندر ہیں"...... عمران نے بڑے پراسرار سے

انداز میں سر آگے جھکاتے ہوئے کہا تو دربان بے اختیار ہنس پڑا اور ساتھ ہی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران نے جیب سے ہاتھ نکال کر اس کی مٹی میں ایک بڑا نوٹ تھمایا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر آفس میں داخل ہو گیا۔ آفس میں راشد خان میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر موجود تھے جبکہ سویٹی سائیڈ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور وہ دونوں باپ بیٹی آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی دونوں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

"تم عمران۔ اس وقت یہاں"...... راشد خان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کبھی کبھار ہی کسی خاص موقع پر ان کے آفس کا رخ کرتا تھا اس لئے انہیں اس وقت اس کی اچانک آمد پر حیرت ہو رہی تھی جبکہ سویٹی اس طرح عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے یقین ہی نہ آرہا ہو کہ عمران جیسا آدمی جنرل مینجر کے آفس میں داخل بھی ہو سکتا ہے۔

"سس۔ سوری انکل۔ میں نے مس سویٹی کو اپنا تعارف کرانا ہے اور یہ تعارف حاصل کئے بغیر ہی چلی آئی ہیں"...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا اور سویٹی کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے جان بوجھ کر راشد خان کو انکل بلڈونا نہ کہا تھا کیونکہ بیٹی کے سامنے اس کی اس انداز کی گفتگو اس کے نزدیک اخلاقیات کے خلاف تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ تم تھے جس کی بات سویٹی کر رہی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ پسماندہ ذہن کے لوگوں کو ہوٹل میں داخلے کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔

"سویٹی۔ یہ علی عمران ہیں۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کا اکلوتا صاحبزادہ۔ اور عمران یہ میری بیٹی ہے سویٹی۔ یہ ایکریمیا میں سیٹل ہے اور مجھ سے ملنے چند روز کے لئے آئی ہوئی ہے"...... راشد خان نے باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"انکل۔ سر عبدالرحمن نے شاید اکلوتا ہونے کی وجہ سے ان کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی ہو گی اس لئے یہ پسماندہ ذہن کے مالک ہیں"...... سویٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو راشد خان بے اختیار ہنس پڑے۔

"سویٹی ڈیئر۔ عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور اس نے جو کچھ تم سے باتیں کی ہوں گی یہ اس نے جان بوجھ کر کی ہوں گی۔ یہ ایسا ہی آدمی ہے۔ دوسروں کو زچ کر کے رکھ دیتا ہے"...... راشد خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اور یہ۔ نہیں ڈیڈی۔ آپ کو یقیناً غلط بتایا گیا ہے"...... سویٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راشد خان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... راشد خان نے کہا۔

"اوہ اچھا"...... راشد خان نے دوسری طرف سے بات سننے کے

بعد رسیور سویٹی کی طرف بڑھا گیا۔

"ایکریمیا سے تمہاری کال ہے سویٹی"...... ارشد خان نے کہا اور رسیور سویٹی کی طرف بڑھا دیا جبکہ انہوں نے خود انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو ایپل جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"سویٹی بول رہی ہوں"...... سویٹی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ بے اختیار چونک پڑی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں تو کل واپسی کا پروگرام بنا رہی تھی۔ ٹھیک ہے۔ میں رک جاتی ہوں"...... سویٹی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سننے لگی۔

"کل صبح فلائٹ پر۔ ٹھیک ہے۔ میں ایئرپورٹ پہنچ جاؤں گی"۔ سویٹی نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ کام درست طریقے سے ہو جائے گا"...... سویٹی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر رسیور خود ہی کریڈل پر رکھ دیا۔

"ڈیڈی۔ میرے مہمان آ رہے ہیں ایکریمیا سے اور میں نے ان کے استقبال کے لئے کچھ تیاریاں کرنی ہیں۔ اوکے مسٹر عمران۔ آپ سے پھر تفصیلی ملاقات ہو گی۔ بائی بائی"...... سویٹی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑی اور دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"آپ نے کوئی خفیہ شادی کر رکھی ہے"...... عمران نے سویٹی کے باہر جانے کے بعد کہا تو راشد خان بے اختیار اچھل پڑے۔

"خفیہ شادی۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میری بیگم پانچ سال پہلے روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئی تھی اور تب سے میں اکیلا ہی رہ رہا ہوں"...... راشد خان نے کہا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے آپ کی ایک بیٹی شاہدہ ہوتی تھی۔ بڑی دبلی پتلی اور شرمیلی سی۔ پھر یہ سویٹی کہاں سے آ گئی"...... عمران نے کہا تو راشد خان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"یہی وہ شاہدہ ہے۔ اب یہ سویٹی ہے۔ اس کی پھوپھی ایکریمیا میں سیٹل ہے اور یہ اس کے ساتھ ہی رہتی ہے اور چونکہ شاہدہ اس کے اور اس کی پھوپھی کے نزدیک بیک ورڈ سا نام ہے اس لئے اب یہ سویٹی ہے"...... راشد خان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ویٹر ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ایپل جوس کے تین گلاس موجود تھے۔

"ایک گلاس واپس لے جاؤ"...... راشد خان نے کہا تو ویٹر نے اثبات میں سرہلایا اور ایک ایک گلاس اس نے عمران اور راشد خان کے سامنے رکھا اور پھر تیسرا گلاس ٹرے میں رکھے وہ واپس مڑ گیا۔

"سویٹی ایکریمیا میں کیا کرتی ہے"...... عمران نے کہا تو راشد خان بے اختیار چونک پڑے۔

"وہاں کے ایک ہوٹل میں اسسٹنٹ منیجر ہے۔ فور سٹار ہوٹل ہے۔ ویسے اس نے ہوٹل بزنس میں ماسٹر ڈگری کی ہوئی ہے۔ ولنگٹن کی نیشنل یونیورسٹی سے"...... راشد خان نے قدرے فخریہ لہجے میں

کہا۔

"کیا نام ہے اس ہوٹل کا"...... عمران نے کہا۔

"برائٹ سٹار ہوٹل نام ہے اس کا۔ فور سٹار ہوٹل ہے"۔ راشد خان نے جواب دیا تو عمران نے جوس کا آخری گھونٹ حلق میں اتارا اور پھر راشد خان کا شکریہ ادا کر کے وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک بھاری اور چوڑے چہرے کے مالک آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... اس آدمی نے رسیور اٹھا کر بھاری لیکن تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نیلسن کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... اس آدمی نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا۔

"نیلسن بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... باس نے کہا۔

"ٹارگٹ نمبر ون ہٹ کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

"کوئی پرابلم"...... باس نے کہا۔

"نو سر۔ تمام کام پلاننگ کے مطابق ہوا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کون گیا تھا ٹارگٹ ہٹ کرنے"...... باس نے پوچھا۔

"آرتھر باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹارگٹ نمبر ٹو پر کس کی ڈیوٹی ہے"...... باس نے پوچھا۔

"سویٹی کی باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... باس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک کارڈلیس فون پیس نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس کی سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا تو اس پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد بلب ایک جھماکے سے مسلسل جلنے لگ گیا۔

"یس۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ ایک ایسی آواز سنائی دی جیسے بہت سی فولادی گراریاں ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کھا کر چل رہی ہوں اور ان کی رگڑ سے یہ آواز نکل رہی ہو۔

"بی ایس ون۔ ہوگن کالنگ چیف"...... باس نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا۔

"سپیشل کوڈ"...... دوسری طرف سے وہی گراریوں کی رگڑ سے نکلنے والی آواز سنائی دی۔

"نو سپیشل کوڈ"...... ہوگن نے کہا۔

"ویٹ فار کال"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ ٹرنر کالنگ"...... ایک انسانی آواز سنائی دی ۔ لہجے میں خاصی کرختگی تھی۔

"ہوگن بول رہا ہوں چیف"...... ہوگن نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مشن براؤن فاکس کا پہلا ٹارگٹ ہٹ کر دیا گیا ہے"۔ ہوگن نے کہا۔

"گڈ ۔ کوئی پرابلم"...... دوسری طرف سے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"نو پرابلم"...... ہوگن نے کہا۔

"تیزی سے کام کراؤ ۔ اس سے پہلے کہ ملٹری انٹیلی جنس پوری طرح حرکت میں آئے دس کے دس ٹارگٹس ہٹ ہو جانے چاہئیں"۔ ٹرنر نے کہا۔

"یس چیف ۔ ایسا ہی ہوگا۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ برائٹ سٹار اسی انداز میں کام کرتے ہیں"...... ہوگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہوگن نے فون آف کر کے اسے میز کی دراز میں

رکھ دیا۔ پھر وہ مختلف فائلوں پر کام کرتا رہا کہ اچانک فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور ہوگن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ہوگن نے کہا۔

"ماسٹر کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ماسٹر کی ۔ کراؤ بات"...... ہوگن نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہیلو ۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ماسٹر۔ تمہاری خلاف توقع کال نے مجھے حیران کر دیا ہے"...... ہوگن نے کہا۔

"کیا تمہاری تنظیم پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کر رہی ہے"۔ ماسٹر نے کہا تو ہوگن بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیا میں مشن۔ نہیں۔ وہاں ہمارا کیا مشن ہو سکتا ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... ہوگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں تمہاری معروف ایجنٹ سویٹی دیکھی جا رہی ہے"۔ ماسٹر نے کہا تو ہوگن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تمہیں نہیں معلوم کہ سویٹی تو ہے ہی پاکیشیائی نژاد۔ اس کا والد وہاں ہوٹل گرانڈ میں جنرل مینجر ہے اور وہ ان دنوں چھٹیاں

گزارنے وہاں گئی ہوئی ہے"...... ہوگن نے کہا۔

"اچھا۔ لیکن ایک بات میں بتا دوں جس کی وجہ سے میں نے خاص طور پر تمہیں فون کیا ہے۔ میرا سیٹ اپ بھی پاکیشیا میں موجود ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ سویٹی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران ہوٹل گرانڈ کے ڈائننگ ہال میں اکٹھے بیٹھے دیکھے گئے ہیں اور پھر سویٹی پہلے اٹھ کر جنرل منیجر کے آفس میں چلی گئی جبکہ عمران بھی اس کے پیچھے چلا گیا اور وہاں یہ دونوں کافی دیر تک رہے۔ اس کے بعد سویٹی واپس چلی گئی اور اس کے کچھ دیر بعد وہ عمران بھی واپس چلا گیا"...... ماسٹر نے کہا۔

"تو اس میں حیران ہونے والی کون سی بات ہے"...... ہوگن نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اس عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتے"...... ماسٹر نے کہا۔

"بہت کچھ جانتا ہوں لیکن سویٹی واقعی چھٹیاں گزارنے گئی ہوئی ہے اس لئے مجھے کیا تشویش ہو سکتی ہے"...... ہوگن نے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال پھر بھی محتاط رہنا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہوگن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کر اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا

اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ بی ایس ون کالنگ۔ اوور"...... ہوگن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ بی ایس ایسٹ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"تمہارے ٹارگٹ کا کیا ہوا۔ اوور"...... ہوگن نے کہا۔

"وہ ہٹ ہو چکا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب۔ اوور"...... ہوگن نے چونک کر کہا۔

"ابھی آدھ گھنٹہ پہلے۔ میں وہیں سے آ رہی ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی پرابلم۔ اوور"...... ہوگن نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم ہوٹل گرانڈ میں کسی عمران نامی آدمی سے ملی تھی۔ اوور"۔ ہوگن نے کہا۔

"عمران۔ ہاں مگر وہ تو عام سا نوجوان ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا اور آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں اپنے ایجنٹوں سے بے خبر نہیں رہتا۔ یہ عمران انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے اور اس کا تم سے ملنا کہیں اس لئے نہ ہو

کہ اسے تمہارے مشن کا علم ہو گیا ہو۔اوور"...... ہوگن نے کہا۔
"اوہ نہیں جناب۔ایسی کوئی بات نہیں۔یہ سب کچھ اتفاقاً ہوا
ہے۔میں لنچ کرنے ڈائننگ ہال میں گئی تو وہاں ایک ہی میز خالی
تھی۔میں وہاں بیٹھ گئی۔تب پتہ چلا کہ اس احمق سے نوجوان نے
وہاں پہنچ کر پہلے ہی ویٹر کو کوئی آرڈر دیا ہوا ہے لیکن کھانا کھانے کے
بعد میں اپنے ڈیڈی کے آفس میں گئی تو وہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ڈیڈی
اسے اچھی طرح جانتے تھے۔انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ ڈائریکٹر جنرل
سنٹرل انٹیلی جنس سر عبدالرحمن کا بیٹا ہے۔بہرحال چند باتیں ہی
ہوئی تھیں کہ مجھے ایکس ون سے رپورٹ ملی کہ ٹارگٹ چھٹی پر اپنے
گاؤں پہنچ چکا ہے۔چنانچہ میں وہاں سے نکل کر اپنے اڈے پر گئی۔میں
نے وہاں میک اپ اور لباس تبدیل کیا اور پھر بروک کو ساتھ لے کر
ٹارگٹ کے آبائی گاؤں پہنچ گئی۔یہ قصبہ نما گاؤں تھا۔وہاں ہم نے
یہی ظاہر کیا کہ ہم یہاں ڈاکومنٹری فلم کے لئے لوکیشن دیکھنے آئے
ہیں۔وہاں آثار قدیمہ کے سلسلے کا ایک معروف قدیم ترین قلعہ
موجود تھا۔ہم نے وہاں فلم بندی بھی کی اور پھر ہم وہاں کے ایک
چھوٹے سے ہوٹل میں رہ گئے۔رات کو بروک اور میں ٹارگٹ کے
مکان میں داخل ہوئے۔وہاں پہلے ہم نے بے ہوش کر دینے والی
گیس فائر کر دی تھی۔ٹارگٹ کو ہم نے تھری ایس کا انجکشن لگایا اور
واپس ہوٹل آ گئے۔آج صبح ہم نے وہاں دوبارہ شوٹنگ کی اور پھر
واپس دارالحکومت روانہ ہو گئے۔ابھی ہم دارالحکومت پہنچے ہیں کہ

آپ کی کال آ گئی۔اوور"...... دوسری طرف سے تفصیل سے بات کی
گئی۔
"اوکے۔اب تم فوری طور پر واپس آجاؤ۔اوور"...... ہوگن نے
اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"یس باس۔اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہوگن نے
اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔اب اس کے چہرے پر
اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ وہ ایک کتاب کھولے اس کے مطالعہ میں مصروف تھا چونکہ ان دنوں کوئی مشن موجود نہ تھا اور سلیمان بھی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران زیادہ تر فلیٹ میں ہی رہتا تھا۔ البتہ کبھی کبھار وہ دانش منزل چلا جاتا یا پھر سیکرٹ سروس کے ممبران میں سے کسی کے فلیٹ پر جا کر ڈیرہ جما لیتا لیکن زیادہ تر اس کا وقت اپنے فلیٹ میں ہی گزرتا تھا۔ عمران کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مصروف مطالعہ بول رہا ہوں"....... عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے"....... دوسری طرف سے

سرسلطان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سرسلطان کے لہجے میں موجود گہری تشویش کو اس نے واضح طور پر محسوس کر لیا تھا۔

"اوہ آپ۔ کیا ہوا۔ آپ کے لہجے میں تشویش ہے"....... عمران نے چونک کر کہا۔

"عمران بیٹے۔ ایک ایسی رپورٹ ملی ہے جس نے مجھے واقعی تشویش میں مبتلا کر دیا ہے"....... سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی رپورٹ"....... عمران نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی تھی۔

"تم میرے آفس آ جاؤ۔ فون پر بتانے والی بات نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں"....... عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سرسلطان کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ سرسلطان اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔

"آؤ بیٹھو"....... رسمی دعا سلام کے بعد سرسلطان نے کہا اور عمران کے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہی انہوں نے میز کی دراز کھول کر سرخ رنگ کی ایک فائل نکالی اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ تو ملٹری انٹیلی جنس کی فائل ہے"....... عمران نے چونک کر فائل لیتے ہوئے کہا۔ فائل کور پر چونکہ ملٹری انٹیلی جنس کا مخصوص نشان موجود تھا اس لئے عمران نے اسے دیکھتے ہی کہہ دیا تھا۔

"ہاں"....... سر سلطان نے مختصر سا جواب دیا تو عمران نے فائل کھولی۔ فائل میں صرف دو کاغذ تھے اور پھر جیسے جیسے عمران کاغذات کو پڑھتا گیا اس کے چہرے پر موجود سنجیدگی کے تاثرات مزید نمایاں ہوتے چلے گئے۔

"یہ تو واقعی انتہائی تشویش ناک رپورٹ ہے"....... عمران نے فائل بند کر کے واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا تو سر سلطان نے بغیر کچھ کہے فائل اٹھا کر واپس میز کی دراز میں رکھ دی۔

"صدر مملکت کا خیال ہے کہ اس کیس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل کرے"....... سر سلطان نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کیوں"....... عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب کا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کسی پراسرار سازش کا نتیجہ ہے"....... سر سلطان نے جواب دیا۔

"اس خیال کی وجہ"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بری، بحری اور فضائی افواج کے اعلیٰ ترین افسروں کا اچانک اس پراسرار بیماری میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جانا اور ایسا ہوا بھی ایک ہفتے کے اندر ہے اور پھر ان دس آفیسران کا آپس میں بھی کوئی تعلق

نہیں تھا اور سب سے اہم بات یہ کہ یہ دس کے دس افسر پاکیشیا کے دفاعی سیٹ اپ کے اہم ترین افراد تھے۔ یہ سب ان کے خیال کے مطابق پاکیشیا کے خلاف کوئی گہری سازش ہو سکتی ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"تو اب صدر صاحب کا ذہن بھی پولیس جیسا ہو گیا ہے۔ پھر تو واقعی پاکیشیا پولیس سٹیٹ بن چکی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اسے مذاق میں لے رہے ہو عمران بیٹے جبکہ ان اعلیٰ فوجی افسران کی اس طرح موت نے پورے دفاعی سیٹ اپ میں دراڑیں ڈال دی ہیں اور حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس بیماری کے بارے میں بھی باوجود کوشش کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ ایسی بیماری کا عالمی سطح پر آج تک کوئی مریض بھی سامنے نہیں آیا اور یہ سب اعلیٰ افسران ہر لحاظ سے پوری طرح صحت مند تھے۔ وہ اچانک بیمار ہوئے اور پھر ہسپتال پہنچ کر ہلاک ہو گئے"....... سر سلطان نے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا سر سلطان۔ لیکن میرے خیال کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس اس پر یقیناً مزید کام کر رہی ہو گی اور کرنل شہاب بے حد سمجھ دار آدمی ہیں۔ وہ کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کر لیں گے۔ البتہ اگر اس سلسلے میں کوئی ایسی بات سامنے آجائے کہ یہ غیر ملکی سازش ہے تو پھر یقیناً ہم بھی حرکت میں آسکتے ہیں"....... عمران نے

اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چلو اتنا بھی غنیمت ہے۔ میں صدر صاحب کو گرین سگنل دے دیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن کرنل شہاب کو یہ نہ بتا دینا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ کیس ریفر کیا گیا ہے تاکہ وہ پیچھے نہ ہٹ جائیں۔ میں اپنے طور پر کام کروں گا۔ آپ اس فائل کی ایک کاپی مجھے دے دیں"۔ عمران نے کہا۔

"تم یہ فائل ہی رکھ لو"...... سر سلطان نے کہا۔

"اس میں ان وفات پا جانے والے افسران کے بارے میں تفصیل موجود نہیں ہے جبکہ مجھے ان کے بارے میں تفصیل چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

"تفصیل تو وزارت دفاع سے لینا پڑے گی"...... سر سلطان نے کہا۔

"ان میں سے کسی ایک کے بارے میں معلوم کر دیں۔ سب کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ایک کو تو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ یہ میرے دور کے عزیزوں میں سے تھے۔ ان کا نام جنرل حسن تھا۔ ان کا آبائی گاؤں فیروزہ ہے۔ وہ فیروزہ کے معروف خاندان صابری سے متعلق تھے اس لئے انہیں جنرل حسن صابری کہا جاتا تھا۔ یہ چھٹی پر اپنے گاؤں گئے اور پھر وہیں اچانک بیمار ہو گئے۔ انہیں وہاں سے یہاں سپیشل ملٹری

ہسپتال لایا گیا لیکن یہاں پہنچتے ہی وہ ہلاک ہو گئے۔ میں بھی ان کی وفات پر تعزیت کے لئے گیا تھا۔ بے حد قابل جرنیل تھے اور دفاعی سیٹ اپ کے اہم ترین افسر تھے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ان کے بیوی بچے اب کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ان کی بیگم تو چار سال پہلے فوت ہو گئی تھی۔ دو لڑکے ہیں جو ایکریمیا میں مستقل سیٹل ہیں۔ یہاں یہ ٹاپ رینک ملٹری کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں ملازموں کے ساتھ رہتے تھے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"وہاں گاؤں میں ان کا کوئی عزیز رہتا تھا جو یہ وہاں چھٹیاں گزارنے جاتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"وہاں ان کے کزن رہتے تھے۔ ایک بڑا حویلی نما مکان ہے۔ وہاں سب اکٹھے رہتے ہیں"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"اب وہاں کون بڑا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ان کے بڑے کزن ہیں۔ وہ زمینداری کرتے ہیں۔ ان کا نام جبار صابری ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ انہیں میرے بارے میں بتا دیں تاکہ میں وہاں جا کر انکوائری کر سکوں"...... عمران نے کہا۔

"کیسی انکوائری"...... سر سلطان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ وہیں بیمار ہوئے ہیں اس لئے بیمار ہونے سے پہلے کے

حالات اور بعد کے حالات کا جائزہ تو لینا ہی پڑے گا تا کہ معلوم کیا جا سکے کہ کیا واقعی کوئی سازش ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے لیکن "...... سرسلطان بات کرتے کرتے اچانک بے اختیار رک گئے تو عمران چونک پڑا۔

" کیا ہوا۔ آپ بات کرتے کرتے رک گئے "...... عمران نے کہا۔

" وہ بہرحال موت کا گھر ہے اور تم نے اپنی باتوں سے باز نہیں آنا"...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" تو آپ کا کیا خیال ہے کہ میں فیروزہ میں جا کر قہقہے لگانا شروع کر دوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہاں مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں"...... عمران نے کہا تو سرسلطان کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ انہوں نے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

" فیروزہ میں جبار صابری صاحب سے میری بات کراؤ"۔ سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اوہ۔ تو آپ اس لئے پریشان تھے کہ آپ کی ان سے عزیزداری ہے اور میری باتوں سے آپ کے وقار کو ٹھیس پہنچ جاتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ بھی بات تھی لیکن اصل بات وہی تھی کہ وہاں موت ہو چکی ہے"...... سرسلطان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند

لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرسلطان نے رسیور اٹھا لیا جبکہ عمران نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" جناب جبار صابری صاحب لائن پر موجود ہیں۔ جناب"۔ دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... سرسلطان نے کہا۔

" انکل میں جبار صابری بول رہا ہوں۔ آپ کیسے ہیں"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" میں ٹھیک ہوں۔ مرحوم جنرل حسن صابری کی پراسرار موت کے سلسلے میں اعلیٰ سطح پر تحقیقات ہو رہی ہے اور اس سلسلے میں ایک نوجوان جس کا نام علی عمران ہے وہ آپ کے پاس آئے گا۔ آپ نے اس سے ہر لحاظ سے تعاون کرنا ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

" کب آ رہے ہیں وہ "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جلد ہی پہنچ جائیں گے "...... سرسلطان نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے انکل ۔ ویسے پہلے بھی تو انکوائری ہوتی رہی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں ۔ ابھی تک کوئی نتیجہ خیز بات سامنے نہیں آ سکی اس لئے ابھی تحقیقات جاری ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

" ٹھیک ہے انکل۔ جو تعاون ہم سے ہو سکا ہم ضرور کریں گے"۔ جبار صابری نے جواب دیا تو سرسلطان نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"اوکے ۔ اب مجھے اجازت دیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران انہیں سلام کر کے واپس مڑا اور آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران جب دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کچھ الجھے ہوئے سے لگ رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پاکیشیا کے خلاف کوئی گہری اور خوفناک سازش ہو رہی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیائی فوج کے دس جنرل رینک کے ٹاپ افسران ایک پراسرار بیماری کا شکار ہو کر ایک ہفتے کے اندر ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان میں سے دو کا تعلق ایئر فورس، دو کا نیوی اور چھ کا تعلق بری فوج سے تھا۔ ان دس کے دس افراد کو ایک ہی بیماری ہوئی اور بیمار ہونے کے چند گھنٹوں کے اندر اندر ہلاک ہو گئے۔ چونکہ ان کا آپس میں بھی کوئی رابطہ نہ تھا اور وہ سب ایک جگہ اکٹھے بھی نہ تھے اور دس کے دس افسران پاکیشیائی فوج کے دفاعی سیٹ اپ کے اہم ترین آدمی تھے۔ ان کی اس انداز میں موت کا مطلب ہے پاکیشیا کے

دفاع کے خلاف کوئی پراسرار سازش کی جا رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ واقعی ۔ لیکن یہ سازش کیا ہو سکتی ہے ۔ کیا ان کے پاس دفاعی راز تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔ ان کے پاس کیا راز ہو سکتے ہیں ۔ البتہ یہ سب دفاعی سیٹ اپ کو جانتے تھے ۔ نہ صرف جانتے تھے بلکہ اس کے کنٹرولر تھے ۔ گو ان کی جگہ دوسرے افراد نے لے لی ہو گی لیکن یہ موت بہرحال قدرتی نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے عمران صاحب تو پھر ان کی موت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بظاہر تو ان کا کوئی مقصد نظر نہیں آتا لیکن تمہاری بات درست ہے ۔ اس کے پیچھے بہرحال کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہو گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

"پی اے ٹو سیکرٹری دفاع بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

"چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔ سر راشد سے بات کراؤ"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ یس سر"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" راشد بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد سر راشد کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" سر راشد ۔ سرسلطان نے میرے نمائندہ خصوصی کو ایک ملاقات میں بتایا ہے کہ پاکیشیائی فوج کے دس بڑے اور اہم افسران کسی پراسرار بیماری سے ایک ہفتے کے اندر ہلاک ہو گئے ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس اس سلسلے میں انکوائری کر رہی ہو گی لیکن پھر بھی آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ دس افسران کسی پراجیکٹ پر اکٹھے کام کر رہے تھے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ سپر ڈیفنس سسٹم کے منصوبے پر حکومت کی طرف سے کام کیا جا رہا تھا اور تینوں افواج کی طرف سے انہیں اس کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ ان کی دو مشترکہ میٹنگز بھی ہو چکی تھیں لیکن یہ معاملہ ابھی ابتدائی سٹیج پر تھا کہ یہ واقعہ پیش آگیا"...... سیکرٹری سر راشد نے جواب دیا۔

" یہ سپر ڈیفنس سسٹم کیا تھا۔ مختصر طور پر بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

" سر۔ ڈیفنس کے سلسلے میں اکثر تجاویز سامنے آتی رہتی ہیں یہ معمول کی بات ہے اور انتہائی تجربہ کار افسران اس سلسلے میں حکومت کو ڈیفنس کی کمزوریوں اور انہیں بہتر بنانے کی تجاویز پیش کرتے رہتے ہیں اور جنرل ہاشم رضا صاحب نے ایک ماہ پہلے سپر

ڈیفنس کا فارمولا پیش کیا۔ اس فارمولے کے تحت پاکیشیا کے گرد ایسا اینٹی میزائل سرکل تیار کیا جانا تھا جس کی وجہ سے سمندر کی طرف سے یا خشکی کی طرف سے کسی بھی طرف سے کوئی میزائل ہمارے مین ڈیفنس ایریئے تک نہ پہنچ سکے ۔ اس آئیڈیئے کے تحت پاکیشیا میں دس ایسے سپاٹس تجویز کئے گئے تھے جہاں اگر اینٹی میزائل سسٹم نصب کر دیا جائے تو سپر ڈیفنس کا نظریہ درست ثابت ہو سکتا تھا لیکن جب یہ تجویز اعلیٰ سطح پر زیر بحث آئی تو ان دس سپاٹس کے انتخاب کے بارے میں اختلافات بھی سامنے آگئے ۔ آخر چیف آف آرمی سٹاف نے ایک کمیٹی قائم کر دی ۔ اسے سپر ڈیفنس کمیٹی کا نام دیا گیا جو دس افسران فوت ہوئے ہیں یہ دس کے دس اس کمیٹی کے بھی ممبران تھے۔ ان کی دو میٹنگز ہوئیں ۔ ان کا مقصد ایسے سپاٹس کا انتخاب تھا جو ہر لحاظ سے درست ہوں لیکن ابھی یہ معاملہ میچور نہیں ہوا تھا کہ اچانک یہ دس کے دس وفات پا گئے اور معاملہ وہیں رک گیا۔ اب وہ دوبارہ کمیٹی بنائی جائے گی اور پھر کام آگے بڑھے گا"۔ سیکرٹری دفاع نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ان کی میٹنگز کے نوٹس کیا موجود ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اس کی ایک کاپی آپ سرسلطان کو بھجوا دیں"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر ایک

بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ" ...... دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ سر سلطان سے بات کراؤ" ...... عمران نے کہا۔

"یس سر" ...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب" ...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری دفاع سر راشد کو میں نے کہا ہے کہ وہ ایک رپورٹ کی کاپی آپ کو بھجوائیں گے۔ آپ نے وہ کاپی دانش منزل بھجوانی ہے" ...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ کیا یہ رپورٹ کی کاپی ان آرمی افسروں کی موت سے متعلق ہے" ...... سر سلطان نے کہا۔

"ہاں" ...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ صرف سپائٹس کا انتخاب تو ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اس طرح ان دس افراد کو راستے سے ہٹا دیا جائے اور وہ بھی اس پراسرار انداز میں" ...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی بات ان کے درمیان ڈسکس ہوئی ہے جو لیک آؤٹ ہو گئی جس سے یقیناً کسی دوسرے ملک کے مفادات پر ضرب پڑتی ہو گی اس لئے ایسا ہولناک اقدام کیا گیا

ہے" ...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیا یہ پوائنٹ دوسری کمیٹی میں ڈسکس نہیں ہو سکتا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے یہ کسی ممبر کی اپنی ذہنی بات ہو گی اور اسی لئے کمیٹی کے تمام ممبران کا خاتمہ کیا گیا ہے تاکہ یہ پوائنٹ دوبارہ سامنے نہ آسکے" ...... عمران نے کہا۔

"کیا جو رپورٹ آپ نے منگوائی ہے اس میں یہ پوائنٹ موجود ہو گا" ...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونا تو چاہئے۔ بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے" ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"عمران تمہارے پاس آرہا ہے۔ تم نے اس کے ساتھ قصبہ فیروزہ جا کر بری فوج کے ایک اعلیٰ افسر جنرل حسن صابری کی پراسرار موت کے بارے میں انکوائری کرنی ہے۔ عمران تمہیں اس بارے میں بریف کر دے گا" ...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ صرف اس جنرل حسن صابری کو اہمیت دے رہے ہیں جبکہ

باقی نو افسران بھی تو ہلاک ہوئے ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"باقی افراد تو اپنی سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر تھے اور وہاں بیمار ہوئے جبکہ جنرل حسن صابری چھٹیوں پر گاؤں گئے ہوئے تھے ۔ ان کی وہاں پراسرار بیماری کے بارے میں جلد معلومات مل سکتی ہیں"....... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"....... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"فرمایئے"....... عمران نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری داخلہ سر راشد نے فون کر کے اطلاع دی ہے کہ وہ رپورٹ جو آپ نے طلب کی تھی وہ رپورٹ پراسرار طور پر غائب ہو چکی ہے۔ وہ اس سلسلے میں انکوائری کر رہے ہیں"....... سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے سر سلطان۔ کیا اب حکومت کے اعلیٰ افسران اس حد تک نااہل ہو چکے ہیں کہ انتہائی اہم دستاویزات کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے"....... عمران نے مخصوص لیکن انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ سب یقیناً کسی غیر ملکی ایجنسی کا کام ہے ۔ اسی لئے تو

میں نے آپ کے نمائندہ خصوصی سے درخواست کی تھی کہ یہ کیس آپ لے لیں لیکن انہوں نے اسے اہمیت نہ دی"....... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ گو ان کے لہجے میں مؤدبانہ پن موجود تھا لیکن لہجے میں ہلکی سی ناگواری کا تاثر بھی نمایاں تھا۔

"ہر کام اگر سیکرٹ سروس نے ہی کرنا ہے تو پھر حکومت کے تمام نااہل ادارے بند کیوں نہ کر دیئے جائیں"....... عمران نے بھی انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"نانسنس۔ اپنا بوجھ بھی دوسروں پر ڈال دیتے ہیں یہ لوگ"۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔ اس بات سے بہرحال یہ طے ہو گیا ہے کہ معاملات پراسرار ہیں اور یہ سب کچھ ایک سازش کے تحت ہوا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کو اس زاویے پر کام کرنا چاہئے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران بیرونی دروازے کی طرف مڑتا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب ۔ چونکہ آپ نے مجھے نااہل قرار دے دیا ہے اس لئے میں نے استعفیٰ لکھ کر صدر صاحب کو بھجوا دیا

ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ دے دوں۔ اللہ حافظ "۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی خشک آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" عمران صاحب ۔ سرسلطان کا کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" استعفیٰ منظور کر لیا جائے گا اور کیا ہو گا"...... عمران نے مڑے بغیر کہا اور دروازے سے باہر آ گیا۔ اسے واقعی سرسلطان پر غصہ آ رہا تھا جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح ٹچی ہو جاتے ہیں کہ استعفیٰ دینے پر آ جاتے ہیں جبکہ عمران نے بطور ایکسٹو جو کچھ کہا تھا وہ سرراشد کے بارے میں تھا اس لئے عمران کو بھی غصہ آ گیا تھا لیکن کار میں بیٹھ کر وہ جولیا کی طرف جانے کی بجائے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان اب اس کی طرف سے کسی نہ کسی جواب کے منتظر ہوں گے۔ فلیٹ پر پہنچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ "...... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں ۔ سرسلطان سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ غضب ہو گیا ہے۔ سرسلطان نے اچانک

استعفیٰ لکھ کر صدر صاحب کو بھجوایا اور پھر خود وہ اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے انتہائی پریشان لہجے میں کہا گیا۔

" کیوں ۔ کیا ہوا ہے"...... عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

" کسی کو بھی کچھ معلوم نہیں جناب ۔ اچھے بھلے کام کر رہے تھے صاحب کہ اچانک استعفیٰ لکھ کر بھجوا دیا اور خود چلے گئے "...... پی اے نے کہا۔

" اچھا میں کوٹھی کال کر کے معلوم کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا ہی تھا کہ گھنٹی بج اٹھی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کریڈل سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

" ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں جناب ۔ صدر صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" کرائیں بات "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ صدر صاحب نے یقیناً دانش منزل کال کی ہو گی اور بلیک زیرو نے اپنی بات سے ہٹنے پر انکار کر دیا ہو گا اس لئے اب صدر صاحب اس سے اس معاملے پر بات کرنا چاہتے ہوں گے۔

" ہیلو "...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پاکیشیا کے صدر کی

بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو یقیناً علم ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سرسلطان کو کسی معاملے پر ڈانٹ پلائی ہے جس سے دل برداشتہ ہو کر سرسلطان نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ میں نے انہیں فون کیا ہے لیکن انہوں نے معذرت کر لی ہے اور کہا ہے کہ وہ اب اپنے آپ کو اس سیٹ کے قابل نہیں سمجھتے اس لئے وہ اپنا استعفیٰ واپس نہیں لیں گے۔ اس پر میں نے چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بات کی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ چونکہ درست ہے اس لئے اگر سرسلطان استعفیٰ دیتے ہیں تو ان کا استعفیٰ منظور کر لیا جائے اس لئے مجبوراً مجھے آپ کو کال کرنا پڑی ہے۔ سرسلطان جیسے تجربہ کار اور جہاندیدہ افسر پاکیشیا میں اور نہیں ہیں اور بطور وزارت خارجہ سیکرٹری ان کے اس تجربہ، ذہانت اور اس کے عالمی سطح پر مثبت تعلقات کی وجہ سے پاکیشیا کے خارجہ تعلقات پوری دنیا سے بہترین انداز میں استوار ہیں اس لئے سرسلطان کے اس طرح استعفیٰ دینے سے پوری پاکیشیا کے مفادات یقیناً بری طرح مجروح ہوں گے۔ آپ پلیز اس سلسلے میں کام کریں تاکہ سرسلطان اپنا استعفیٰ واپس لے لیں"...... صدر نے باوجود صدر ہونے کے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب صدر۔ سرسلطان آپ کی بے حد عزت کرتے ہیں۔ وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرنے کے باوجود آپ کی وجہ سے سینکڑوں بار مجھے بری طرح ڈانٹ چکے ہیں اس لئے اگر آپ انہیں حکم دے دیں تو وہ یقیناً استعفیٰ واپس لے لیں گے کیونکہ چیف صاحب تو پتھر ہیں۔ انہوں نے تو اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹنا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سرسلطان کی مہربانی ہے کہ وہ میرا اس قدر خیال رکھتے ہیں اور میرے دل میں بھی ان کے لئے بے پناہ عزت ہے اسی لئے تو میں حکم دے کر استعفیٰ واپس نہیں دلوانا چاہتا ورنہ باہمی احترام کے اس سلسلے میں گرہ پڑ جائے گی"...... صدر نے بڑے خوبصورت انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی بہت بہتر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی اور میرا وعدہ کہ سرسلطان استعفیٰ واپس لے لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا واقعی آپ اپنے دعویٰ کو درست ثابت کر سکیں گے"۔ صدر نے عمران کے اس دعویٰ پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"آپ دیکھیں گے سر کہ جو کچھ میں نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اللہ حافظ"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" جی صاحب "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے ذاتی ملازم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ عمران نے چونکہ سرسلطان کی رہائش گاہ پر فون کیا تھا اس لئے سرسلطان کے ملازم نے کال رسیور کی تھی۔

" بابا خادم حسین میں علی عمران بول رہا ہوں ۔ کیسے ہیں آپ"...... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ عمران صاحب آپ ۔ یہ آپ نے بڑے صاحب سے کیا کہہ دیا ہے کہ انہوں نے مجھے اور دیگر ملازمین کو بلا کر خاص طور پر کہا ہے کہ اگر عمران کا فون آئے تو اسے کہہ دینا کہ وہ آپ سے بات ہی نہیں کرنا چاہتے ۔ میں یہ سن کر بہت حیران ہوا کیونکہ بڑے صاحب تو آپ کے نام کی ہر وقت مالا جپتے رہتے تھے ۔ پھر اب کیا ہو گیا ہے"...... ملازم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے تو کچھ نہیں کہا۔ میرے بڑے صاحب نے انہیں ڈانٹ دیا جس کی وجہ سے وہ مجھ سے بھی ساتھ ہی ناراض ہو گئے ہیں۔ آنٹی کہاں ہیں "...... عمران نے کہا۔

" وہ اپنے کمرے میں ہیں"...... ملازم نے جواب دیا۔

" ان سے میری بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

" انہوں نے تو منع کر دیا ہے۔ میں بیگم صاحبہ سے آپ کی بات کرا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو "...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی بیگم کی بھاری سی آواز

سنائی دی۔

" آنٹی آپ کا بھتیجا ۔ اوہ نہیں ۔ بیٹا علی عمران بول رہا ہوں۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ "...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ خدا تمہاری عمر دراز کرے ۔ ہمیشہ تمہیں خوش رکھے ۔ تم جیسے نوجوان کو سب کے لئے نمونہ بنائے "...... آنٹی نے اپنے مخصوص لہجے میں عمران کو دعائیں دینا شروع کر دیں۔

" آنٹی آپ سرسلطان سے ناراض ہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

" ناراض ۔ نہیں ۔ کیا مطلب ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو ۔ میں کیوں ان سے ناراض ہوں گی۔ کیا میں نے ان سے ناراض ہو کر اپنی عاقبت خراب کرنی ہے"...... آنٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ عمران جانتا تھا کہ سرسلطان کی بیگم مذہبی معاملات میں انتہائی پرانے خیالات کی مالک ہیں اس لئے وہ واقعی شوہر کو مجازی خدا کا درجہ دیتی تھیں۔ یہ اور بات ہے کہ اصول کے معاملے میں وہ ان کے سامنے بھی ڈٹ جایا کرتی تھیں لیکن اس کے باوجود عزت و احترام کا دامن انہوں نے کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔

" انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ صدر مملکت نے ان کی منت کی ہے لیکن وہ نہیں مانے ۔ میں نے انہیں منانے کے لئے فون کیا لیکن خادم حسین نے بتایا کہ انہوں نے خصوصی

طور پر منع کر دیا ہے کہ میری ان سے بات نہ کرائی جائے اور مجھے معلوم ہے آنٹی کہ سرسلطان کی یہ کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب آپ ان سے ناراض ہوں۔ پھر وہ سب سے ناراض ہو جاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" تم واقعی شیطان ہو۔ خواہ مخواہ سرکاری معاملہ میں مجھے گھسیٹ لیا ہے تم نے۔ وہ اصول پر کام کرنے والے ہیں اور یقیناً کسی نے ان سے بے اصولی کی ہو گی اس لئے انہوں نے استعفیٰ دے دیا ہو گا"...... انی نے سرسلطان کی ہی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

" کس میں جرأت ہے آنٹی کہ وہ ان سے بے اصولی کی بات کر سکے۔ صدر صاحب سے انہوں نے کہا ہے کہ وہ استعفیٰ دے کر اپنی بیگم کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں کیونکہ سرکاری معاملات کی وجہ سے انہیں ساتھ رہنے کا موقع نہیں مل رہا اور آپ ناراض ہوتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ میرا یہ مقصد تو نہیں تھا"...... آنٹی نے کہا۔ ان کے لہجے میں ہلکے سے شرمیلے پن کا تاثر موجود تھا جیسے عمران کی اس بات سے انہیں شرم آ گئی ہو کہ سرسلطان نے ان کے ساتھ رہنے کے الفاظ کہہ دیئے ہیں۔

" پھر آپ کا اور کیا مقصد تھا آنٹی"...... عمران نے کہا۔

" ارے۔ وہ ہر وقت بے حد مصروف رہتے ہیں۔ دن رات سرکاری ملاقات، بیرونی ملکوں کے دورے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ

ان کی یہ سرکاری معاملات میں اس قدر مصروفیت کی وجہ سے میں اکیلی رہ گئی ہوں"...... آنٹی نے قدرے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" آپ کو تو معلوم ہے آنٹی کہ سرسلطان صرف آپ کی ہی بات مانتے ہیں۔ صدر صاحب نے بھی مجھے خصوصی طور پر کہا ہے کہ میں آپ سے بات کروں ورنہ صدر صاحب اپنی بیگم کو آپ کے پاس بھیجنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں روک دیا اور میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ آنٹی اپنے بیٹے عمران کی بات کسی صورت نہیں ٹال سکتیں اور صرف وہی ہیں جو سرسلطان کو استعفیٰ واپس لینے پر مجبور کر سکتی ہیں اور آنٹی۔ میں نے یہ دعویٰ آپ کی وجہ سے کر دیا ہے۔ اب اس کی لاج آپ نے رکھنی ہے"...... عمران نے گھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" اگر انہوں نے میری وجہ سے استعفیٰ دیا ہے تو میں انہیں مجبور کر دیتی ہوں۔ مجھے ایسے شوہر پسند نہیں جو ہر وقت بیگم کے گھٹنے سے لگے بیٹھے رہیں۔ مرد کام کرتے ہوئے ہی اچھے لگتے ہیں"...... آنٹی نے قدرے جوشیلے لہجے میں کہا۔

" اگر آپ اپنے دعوے کو درست ثابت کر سکیں تو بتا دیں کیونکہ آپ سے بات کر کے میں نے صدر کو رپورٹ دینی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ناکام ہو جائیں اور مجھے شرمندگی اٹھانا پڑے"۔ عمران نے کہا۔

" تم بے فکر رہو ۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ کیسے میری بات نہیں مانتے "...... آنٹی نے عمران کی توقع کے عین مطابق جوش میں آتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" میں اپنے فلیٹ پر موجود ہوں اور سرسلطان کو میرے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں انہیں کہوں گی کہ وہ تمہیں خود فون کر کے کہہ دیں کہ انہوں نے استعفیٰ واپس لے لیا ہے "...... آنٹی نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" اب میں دیکھوں گا کہ سرسلطان کیسے استعفیٰ واپس نہیں لیتے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" جولیا بول رہی ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں ۔ تم میرے فلیٹ پر آ جاؤ ۔ میں یہاں انتہائی نیک کام کی وجہ سے بیٹھنے پر مجبور ہوں اس لئے میں تمہارے فلیٹ پر نہیں آ سکتا ۔ یہ نیک کام مکمل ہو جائے تو پھر ہم یہاں سے فیروزہ روانہ ہو جائیں گے "۔ عمران نے کہا۔

" نیک کام ۔ کیا مطلب ۔ کون سا نیک کام ہے "...... جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" تمہارے چیف نے کسی بات پر سرسلطان کو ڈانٹ دیا ہے اور سرسلطان نے ان کی ڈانٹ کا برا مناتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے ۔ صدر مملکت نے انہیں استعفیٰ واپس لینے کا کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا ۔ صدر مملکت نے تمہارے چیف سے کہا کہ وہ معذرت کر لیں لیکن تمہارا چیف تو ویسے ہی ضدی آدمی ہے اس نے بھی صاف انکار کر دیا اور اس پر صدر صاحب نے یہ نیک کام میرے ذمے لگا دیا ۔ میں نے سرسلطان کی رہائش گاہ پر فون کیا تو ان کے ملازم نے بتایا کہ سرسلطان نے خصوصی طور پر منع کر دیا ہے کہ میرا فون آئے تو ان کی بات نہ کرائی جائے "...... عمران نے مزے لے لے کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ پھر "...... دوسری طرف سے جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" پھر کیا ۔ میں نے ترپ کا پتہ شو کر دیا اور اب دیکھنا کہ سرسلطان استعفیٰ واپس لیں گے اور میری منتیں بھی کریں گے "۔ عمران نے جواب دیا۔

" ترپ کا پتہ ۔ کیا مطلب ۔ کیسا ترپ کا پتہ "...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے سرسلطان کی بیگم اور اپنی آنٹی کو بتا دیا ہے کہ سرسلطان ان کی وجہ سے استعفیٰ دے رہے ہیں اور اب تم دیکھنا کہ ترپ کا پتہ کیسے کام دیتا ہے ۔ پوری بازی ہی الٹ جائے گی اور میں

یہاں ان کی کال کے انتظار میں ہوں اس لئے تمہارے پاس نہیں آ سکتا"...... عمران نے کہا۔

" تم واقعی شیطان ہو۔ پورے شیطان"...... دوسری طرف سے جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد ادھر ڈور بیل کی آواز سنائی دی اور ادھر فون کی گھنٹی بھی اسی وقت بج اٹھی۔ عمران اٹھا اور تیزی سے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جولیا آئی ہو گی اور وہ چاہتا تھا کہ ڈراپ سین جولیا کے سامنے ہو اس لئے اس نے جلدی سے جا کر دروازہ کھولا اور تیزی سے واپس مڑ کر سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا جہاں فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

" کیا ہوا۔ تم اتنی جلدی میں کیوں ہو"...... جولیا نے اندر آتے ہوئے کہا۔

" نیک کام میں جلدی کرنی چاہئے"...... عمران نے مڑے بغیر کہا تو جولیا کے ہنسنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھا لیا۔ اسی لمحے جولیا بھی سٹنگ روم میں داخل ہوئی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" سلطان بول رہا ہوں۔ یہ تم نے اپنی آنٹی کو کیا پٹی پڑھائی ہے کہ وہ میری گردن پر سوار ہو گئی ہے کہ میں استعفیٰ واپس لوں"۔

سر سلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

" جناب۔ بیگمات ویسے ہی گردن پر سوار رہتی ہیں اور بیگمات بننے سے پہلے ریہرسل میں ہی یہ کام ہوتا ہے۔ اب آپ دیکھیں مس جولیانا فٹز واٹر بیگم بننے سے پہلے ہی گردن پر سوار ہیں اور اس وقت بھی میرے ساتھ بیٹھی ہیں تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ آپ آنٹی کی کتنی بات مانتے ہیں اور کتنی نہیں"...... عمران نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر جولیا کا حوالہ دیا تھا کیونکہ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ کہیں سر سلطان غصے میں آکر یہ نہ کہہ دیں کہ اس نے بطور ایکسٹو انہیں غلط بات کیوں کی تھی۔ اس طرح سارا سیٹ اپ ہی سامنے آ جاتا۔ اسے پہلے اس بات کا خیال ہی نہ آیا تھا ورنہ وہ سرے سے جولیا کو فون ہی نہ کرتا اور جولیا کا چہرہ بے اختیار بگڑ سا گیا۔

" بہرحال تم اپنے چیف کو بتا دو کہ آئندہ وہ ہم جیسے مخلص لوگوں پر اس طرح طنز نہ کیا کرے۔ میں نے اس بار تو استعفیٰ واپس لے لیا ہے لیکن آئندہ ایسا نہیں ہو گا"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ اللہ تعالیٰ آنٹی کو عمر خضر عطا کرے۔ آئندہ بھی وہ کام کرتی رہیں گی۔ بہرحال میری طرف سے آنٹی کا شکریہ ادا کر دیں اور ہاں۔ صدر صاحب کو بھی آپ خود ہی کال کر کے بتا دیں۔ میں نے ان کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ میرے پاس ترپ کا پتہ موجود ہے۔ آپ کو بہرحال استعفیٰ واپس لینا پڑے گا۔ وہ میرے دعوے پر حیران

تو بہت ہوئے تھے اور انہوں نے گو مجھ سے ترپ کے پتے کے بارے میں پوچھنے کی بے حد کوشش کی لیکن میں نے انہیں صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ آپ کو آم کھانے سے مطلب ہے پیڑ گننے سے تو نہیں، تو انہوں نے مجھ سے اتفاق کر لیا کہ واقعی انہیں آم کھانے سے مطلب رکھنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"صدر صاحب نے تمہیں فون کیا تھا۔ کیوں"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے آپ جیسے تجربے کار، جہاندیدہ اور محب وطن سیکرٹری خارجہ پاکیشیا کو اور کہاں سے مل سکتے تھے اس لئے وہ بے حد پریشان تھے۔ انہوں نے چیف کو فون کیا تو چیف نے انہیں کہہ دیا کہ وہ آپ کا استعفیٰ منظور کر لیں جس کے بعد انہوں نے مجھے فون کیا"۔ عمران نے کہا۔

"اور تم نے حسب عادت ان کے ساتھ فضول باتیں کی ہوں گی"...... سرسلطان نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"کرنا تو چاہتا تھا لیکن کیں نہیں کیونکہ وہ واقعی بے حد پریشان تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی انہیں کال کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری خاطر اتنی کوشش کی ہے کہ انہیں تم جیسے نااہل کو فون کرنا پڑ گیا ہے"...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے رسیور رکھ

دیا۔

"سرسلطان نے تمہیں نااہل کس پیمانے میں کہہ دیا ہے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو اہل نہ ہو وہ نااہل ہوتا ہے۔ مطلب ہے جس کا اہل و عیال نہ ہو یا دوسرے لفظوں میں جو کنوارہ ہو"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کیا کرو۔ وہ تمہیں پہلے تو ناکارہ کہا کرتے تھے اب نااہل کیوں کہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے"...... جولیا کی سوئی اس لفظ پر اٹکی ہوئی تھی اور عمران اس کی ذہانت پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔

"تمہارے چیف نے انہیں نااہل کہہ دیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے غصہ اتارا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ غصہ ہمیشہ کمزوروں پر ہی نکالا جاتا ہے۔ اب سرسلطان چیف کو تو نااہل نہیں کہہ سکتے تھے اس لئے مجھ بے چارے کو نااہل کہہ کر انہوں نے بدلہ چکا لیا ہے"...... عمران نے اس بار اصل بات بتاتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت فخر کے تاثرات ابھر آئے تھے اور عمران اس کی وجہ سمجھتا تھا کہ جولیا کو اس بات پر فخر کا احساس ہو رہا تھا کہ سرسلطان جیسے اہم عہدے کے افسر بھی چیف کے سامنے زبان کھولنے سے ڈرتے تھے۔

"میں تمہارے چیف کو بتا دوں پھر فیروزہ چلتے ہیں"...... عمران

نے کہا اور اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

" ٹھہرو۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ تم نے خاص طور پر سرسلطان کو میرے بارے میں کیوں بتایا کہ میں یہاں فلیٹ پر موجود ہوں۔ وجہ بتاؤ"...... جولیا نے یکلخت رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" میں تو انہیں بتا رہا تھا کہ وہ اکیلے نہیں ہیں جن کی گردن پر ان کی بیگم سوار ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ نجانے عمران کے اس فقرے نے اس کے دل کے کن تاروں کو چھیڑ دیا تھا کہ وہ سب باتیں بھول گئی تھی۔ اس نے ہاتھ واپس ہٹایا تو عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو"۔ دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔ " کہاں سے بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" اپنے فلیٹ سے جناب"...... عمران نے کہا۔

" تم فیروزہ نہیں گئے۔ کیوں"۔ چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں نے مس جولیا کو کال کر کے کہا لیکن فیروزہ جیسے کم قیمت پتھر کا سنتے ہی مس جولیا کو غصہ آ گیا کہ اب اس کی اہمیت اتنی رہ گئی ہے کہ اسے فیروزہ کی انگوٹھی دی جائے اور وہ اسی غصے کی وجہ سے یہاں آ گئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے ہیرے کی انگوٹھی منہ دکھائی کے طور پر دی جائے ورنہ وہ اپنا منہ خود بھی دیکھنا چھوڑ دے گی۔

آپ بے شک اس سے پوچھ لیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور ساتھ ہی اس نے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

" جولیا بول رہی ہوں چیف"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے عمران کے فون آنے سے لے کر یہاں آنے اور سرسلطان سے عمران کی ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

" ٹھیک ہے۔ مختصر بات کیا کرو"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" عمران نے اس لئے آپ کو فون کیا تھا کہ آپ کو بتا سکے کہ سرسلطان نے استعفیٰ واپس لے لیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے۔ انہوں نے پہلے مجھے فون کر کے معذرت کی اور استعفیٰ واپس لینے کی اجازت طلب کی۔ میرے اجازت دینے کے بعد انہوں نے عمران کو فون کیا ہو گا۔ میں نے انہیں لاسٹ وارننگ دے دی ہے کہ آئندہ انہوں نے اس طرح کا جذباتی اقدام کیا تو استعفیٰ کے ساتھ ساتھ ان کی روح بھی عالم بالا کو روانہ کر دی جائے گی۔ تم عمران کو ساتھ لے کر فوراً فیروزہ روانہ ہو جاؤ۔ وہ کام انتہائی اہم ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا ضرورت تھی چیف سے بکواس کرنے کی"...... جولیا نے رسیور رکھ کر عمران پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" تو کس سے کرتا۔ بتاؤ"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" تم نے فضول باتیں ضرور کرنی ہوتی ہیں "...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" چلو ۔ تم فیروزہ پر ہی مان جاؤ ورنہ ہیرے کے لئے تو رقم اکٹھی کرتے کرتے باقی ماندہ زندگی بھی گزر جائے گی "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" نانسنس ۔ آؤ چلیں ۔ چیف پہلے ہی غصے میں ہیں کہ ہم فیروزہ کیوں نہیں گئے "...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گئی۔

" ارے ۔ ارے ۔ مجھے لباس تو بدلنے دو "...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" لباس ۔ کیوں اس لباس میں کیا خرابی ہے "...... جولیا نے مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سنا ہے صابری خاندان کی خواتین نفیس ذوق کی مالک ہوتی ہیں "...... عمران نے قدرے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔

" اوہ ۔ تو اس لئے تم لباس تبدیل کرنا چاہتے ہو۔ چلو اسی لباس میں چلو ورنہ "...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا تو عمران اس طرح سہمے ہوئے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے جولیا کے غصے سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔

ہوگن اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے میز پر موجود انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ہوگن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... ہوگن نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" سوئی ملاقات کے لئے موجود ہے باس "...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

" بھیج دو اسے "...... ہوگن نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سوئی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور بلیک لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سنہری بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔

" یس باس "...... سوئی نے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو"...... باس نے خشک اور سرد لہجے میں کہا تو سویٹی میز کی دوسری طرف کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئی۔

"پاکیشیا میں تمہاری ملاقات اتفاقاً عمران سے ہوئی تھی۔ کیا تم نے میرے حکم پر عمران کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں"...... ہوگن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... سویٹی نے مختصر سا جواب دیا۔

"تو کیا نتیجہ نکالا ہے تم نے"...... ہوگن نے کہا۔

"صرف یہ باس کہ خوش قسمتی نے اس کا نام چڑھا دیا ہے ورنہ وہ واقعی احمق ہے"...... سویٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ایک اور اہم مشن کے سلسلے میں تمہیں پاکیشیا بھیجنا چاہتا ہوں۔ وہاں تمہارا اس عمران سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ اگر پھر بھی خوش قسمتی اس کے ساتھ رہی تو"...... باس نے کہا۔

"ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں خوش قسمتی مجھے زیادہ پسند کرے گی"...... سویٹی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو ہوگن بے اختیار ہنس پڑا۔

"گڈ شو۔ تمہارا یہ اعتماد ہی تمہیں خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ بہرحال عمران کوئی عام ایجنٹ نہیں ہے کہ اسے اس طرح معمولی حیثیت دی جائے اور مجھے یقین ہے کہ عمران وہاں تک پہنچ ہی نہ سکے گا جہاں میں تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں"...... ہوگن نے کہا۔

"آپ کا مطلب پاکیشیا سے ہے تو عمران تو وہیں رہتا ہے"۔

سویٹی نے کہا۔

"سنو سویٹی۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم جس مشن کا ایک حصہ مکمل کر کے آئی تھی وہ مشن کیا تھا اور کیوں مکمل کیا گیا تھا"۔ ہوگن نے کہا۔

"مجھے تو صرف اتنا معلوم ہے جتنا آپ نے بتایا تھا اور جتنا میں نے وہاں کیا تھا۔ فوج کے جنرل حسن صابری کو انجکشن لگایا اور وہ بیمار ہو کر ہلاک ہو گیا اور بس"...... سویٹی نے کہا۔

"دس فوجی افسران ہم نے ہلاک کئے ہیں۔ اب تمہیں میں اس کی وجہ بتاتا ہوں۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا کی وزارت دفاع کے تحت ایک خفیہ کمیٹی بنائی گئی ہے جسے سپر ڈیفنس کمیٹی کہا گیا ہے۔ اس کا آئیڈیا بھی جنرل حسن صابری نے خود دیا تھا۔ اس نے وزارت دفاع کو تجویز دی تھی کہ اگر پاکیشیا کے گرد ایک سرکل کے تحت اینٹی میزائل سسٹم قائم کیا جائے کہ سمندر، ہوا اور زمین کسی طرف سے بھی کوئی میزائل بچ کر پاکیشیا میں داخل نہ ہو سکے تو پاکیشیا کا ڈیفنس ناقابل تسخیر ہو سکتا ہے کیونکہ موجودہ دور واقعی ہتھیاروں کا نہیں بلکہ میزائلوں کا دور ہے اس لئے کسی بھی ملک کے خلاف اٹیک میں میزائل ہی استعمال کئے جاتے ہیں اور اٹیک کو روکنے کے لئے بھی میزائل ہی استعمال کئے جاتے ہیں اس لئے اس تجویز کا پاکیشیا کی وزارت دفاع نے نوٹس لیا اور اسے قابل عمل بنانے کے لئے سپر ڈیفنس کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی کے ذمے

پورے پاکیشیا میں ایسے کئی پوائنٹس منتخب کرنا تھے جہاں اینٹی میزائل نصب کئے جاسکیں۔ ہمیں جب اطلاع ملی تو اس کمیٹی کی دو میٹنگز ہو چکی تھیں اور ان میٹنگوں میں بننے والی رپورٹ کی کاپی بھی ہم تک پہنچ گئی۔اس رپورٹ کے مطابق ایک پوائنٹ ایسا منتخب کیا گیا جس سے ہمارے مفادات کو ضرب پہنچ سکتی تھی۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ ایکریمیا نے پوری دنیا کو کنٹرول کرنے کے لئے خفیہ طور پر چند پوائنٹس پر اپنے خفیہ اڈے بنائے ہوئے ہیں جہاں سے کسی بھی ملک کو کسی بھی وقت کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ان پوائنٹس کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہے اس لئے ایکریمیا کا پاکیشیا کے اس علاقے میں جو شوگران کی سرحد سے ملتا ہے جسے گات علاقہ کہا جاتا ہے، کے ایک انتہائی دشوار گزار علاقے شاکمان میں ایس ایس میزائل کا خفیہ اڈا موجود ہے۔اس اڈے سے پاکیشیا شوگران، روسیاہ اور بہادرستان حتیٰ کہ آران تک کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔اس اڈے کو قائم ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے ہیں اور ایکریمیا نے اسے قائم کرنے پر اربوں ڈالرز خرچ کر دیئے تاکہ کسی بھی ایجنسی کو اس کی خبر نہ ہوسکے اور ہوا بھی ایسے ہی کہ یہ اڈا وہاں قائم ہو چکا ہے لیکن ابھی تک نہ پاکیشیا، نہ شوگران، نہ روسیاہ، نہ بہادرستان اور نہ ہی آران کو اس کی خبر ہو سکی ہے۔اب جبکہ سپر ڈیفنس کمیٹی نے شاکمان کو بطور پوائنٹ منتخب کیا تو لامحالہ ایکریمین اڈا سامنے آجائے گا اور اس کے بعد شوگران، روسیاہ اور پاکیشیا لامحالہ اس اڈے کی تباہی پر کام

شروع کر دیں گے۔ہم نے کوشش کی کہ ان فوجی افسران کو خرید لیا جائے تاکہ وہ شاکمان کو اپنی لسٹ سے نکال دیں لیکن ان میں سے کوئی بھی جب ٹریپ پر نہ آیا اور شاکمان کو انہوں نے فائنل کر لیا تو مجبوراً ایکریمیا کو ان کی ہلاکت کا حکم دینا پڑا کیونکہ اول تو ان افسران کی موت کے بعد دوبارہ یہ کمیٹی بنے گی ہی نہیں اور اگر بنے گی تو اس میں چند افراد ایسے لازماً ہوں گے جو ایکریمیا کی فیور کے ہوں گے اس لئے ایکریمیا ان کے ذریعے شاکمان کو اس لسٹ میں شامل نہ ہونے دے گا"...... ہوگن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔لیکن پھر آپ مجھے کیوں پاکیشیا بھجوا رہے ہیں اور عمران کے بارے میں آپ کیوں پریشان ہیں"...... سویٹی نے کہا۔

" مجھے پاکیشیا سے اطلاع ملی ہے کہ ان افسران کی موت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف دلچسپی لے رہا ہے اور ظاہر ہے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کود پڑی اور وہ اس نتیجے پر پہنچ گئی کہ یہ سب کچھ شاکمان کی وجہ سے ہو رہا ہے تو لامحالہ وہ شاکمان کی چیکنگ کریں گے اور وہاں ایکریمین خفیہ اڈا سامنے آگیا تو اسے تباہ کرنے کا مشن لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذمے لگا دیا جائے گا اس لئے حکومت نے مجھے کہا ہے کہ میں وہاں کوئی ایسا ایجنٹ بھیجوں جس پر کسی کو شک بھی نہ پڑسکے اور جو وہاں مسلسل نگرانی کرتا رہے۔اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو پھر اس اڈے کی

حفاظت کے لئے اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف یہاں سے بلیک ایجنسی کی ٹیم بھیجی جائے جو ان لوگوں کا خاتمہ کر دے اور اس کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے اس لئے کہ تم پاکیشیائی نژاد ہو۔ تم وہاں شاکمان میں آسانی سے رہ سکتی ہو اور تم پر کوئی شک بھی نہیں کرے گا ورنہ اگر ایکریمین عورت وہاں مستقل رہی تو شک پڑ سکتا ہے اور پھر تم عمران سے مل چکی ہو اس لئے اگر عمران وہاں تمہیں نظر آئے گا تو تم آسانی سے اسے پہچان لو گی"...... ہوگن نے کہا۔

"لیکن باس۔ میں وہاں کس حیثیت سے رہوں گی"...... سوئٹی نے کہا۔

"تمہارے والد ہوٹل بزنس سے متعلق ہیں اور تم نے بھی ہوٹل بزنس میں ہی ڈگری لی ہوئی ہے اور بظاہر تم ہوٹل بزنس سے ہی متعلق ہو جبکہ شاکمان اور اس کے ارد گرد کا علاقہ سیاحوں کے لئے بے حد پر کشش ہے۔ وہاں سارا سال دنیا بھر کے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے وہاں ایکریمیا نے اپنے ایجنٹوں کے لئے ایک ہوٹل بنایا ہوا ہے جس کا نام شاکمان ہوٹل ہے۔ یہ ہوٹل تمہیں باقاعدہ فروخت کر دیا جائے گا اور تم اس ہوٹل کی مالک اور منیجر بن کر وہاں رہو گی۔ اس طرح کسی کو شک بھی نہ پڑ سکے گا"...... ہوگن نے کہا۔

"مجھے وہاں کتنا عرصہ رہنا پڑے گا"...... سوئٹی نے منہ بناتے

ہوئے کہا کیونکہ وہ پاکیشیا میں رہنے کے ویسے ہی خلاف تھی۔ ایکریمیا اس کا پسندیدہ ملک تھا اور اب اسے نجانے کتنے عرصہ کے لئے وہاں بھیجا جا رہا تھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک سال۔ اس دوران سب کچھ فائنل ہو جائے گا"...... ہوگن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں"...... سوئٹی نے کہا۔

"تم اب جاؤ اور سب ملنے والوں سے بھی بات کرو کہ تم نے شاکمان میں ہوٹل خرید لیا ہے اور اب تم مستقل طور پر وہیں شفٹ ہو رہی ہو۔ چاہو تو اپنے ڈیڈی کو بھی اطلاع دے دو۔ ایک ہفتے کے اندر تمام معاملات سیٹل ہو جائیں گے اور تم وہاں شفٹ ہو جاؤ گی"...... ہوگن نے کہا۔

"لیکن مجھے پہلے کچھ روز کے لئے تو دارالحکومت جانا پڑے گا"۔ سوئٹی نے کہا۔

"بے شک آتی جاتی رہو۔ لیکن کوئی ایسا اقدام مت کرنا جس سے کوئی مشکوک ہو۔ سب کچھ نارمل رکھو۔ تمہیں وہاں حفظ ماتقدم کے طور پر بھیجا جا رہا ہے"...... ہوگن نے کہا۔

"کیا اس اڈے کی بھی مجھے نگرانی کرنا ہو گی"...... سوئٹی نے کہا۔

"نہیں۔ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا اور نہ ہی تمہیں بتایا جائے گا کہ وہ اڈا کہاں ہے اور نہ تم نے اسے ٹریس کرنے کی

کوشش کرنی ہے ورنہ تم ماری جاؤ گی۔ اس کی حفاظت کے لئے انتہائی سخت ترین نظام قائم کیا گیا ہے ورنہ تو ظاہر ہے کسی بھی وقت کوئی ایجنٹ اسے چیک کر سکتا ہے"...... ہوگن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں آپ کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پوری اتروں گی"...... سویٹی نے کہا۔

"اوکے۔ تم جاؤ۔ انتظامات ہوتے ہی تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا"...... ہوگن نے کہا۔

"باس۔ صرف ایک بات میں نے معلوم کرنی ہے جو مسلسل میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے"...... سویٹی نے کہا تو ہوگن چونک پڑا۔

"کون سی بات"...... ہوگن نے کہا۔

"ان پاکیشیائی فوجی افسران کو انجکشن کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے باقاعدہ بیمار بنا کر اس کی کیا ضرورت تھی۔ انہیں گولی بھی تو ماری جا سکتی تھی"...... سویٹی نے کہا تو ہوگن بے اختیار مسکرا دیا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ سوائے تمہارے ٹارگٹ کے باقی سب ٹارگٹس انتہائی سخت حفاظتی ایریا میں رہتے تھے اس لئے انہیں وہاں فائرنگ سے ہلاک کیا جانا تقریباً ناممکن تھا اور اگر ممکن بھی ہو جاتا تو لامحالہ کوئی نہ کوئی ہمارا آدمی پکڑا جاتا جس کے نتیجے میں یہ ساری پلاننگ اوپن ہو جاتی۔ دوسری بات یہ کہ جو انجکشن انہیں لگائے گئے

ہیں وہ ایسے خاص جرثوموں پر مشتمل تھے جن سے پیدا ہونے والی بیماری پوری دنیا کے ڈاکٹر بھی چیک نہیں کر سکتے۔ ایکریمیا نے ایک تیر سے دو شکار کئے ہیں۔ ایک تو فوجی افسروں کو ہلاک کیا ہے دوسرا ان جرثوموں کے اثرات کو انسانی جسموں پر چیک کیا گیا ہے کیونکہ ایکریمیا ان جرثوموں پر مبنی خصوصی جراثیم بم تیار کر رہا ہے۔ اس کے خاص اثرات چیک کئے جانے ضروری تھے۔ اب پاکیشیا کیا دنیا بھر کے ڈاکٹر لاکھ ٹکریں مار لیں وہ ان جرثوموں سے پیدا ہونے والی بیماری کو کسی صورت بھی چیک نہ کر سکیں گے اور ظاہر ہے اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا جو کچھ کرے گی وہ بھی ایکریمین حکام تک پہنچتا رہے گا۔ اس طرح اس کے رزلٹ بھی سامنے آ جائیں گے"۔ ہوگن نے کہا۔

"کیا دس مختلف افراد کے بیک وقت ایک ہی بیماری سے ہلاک ہونے سے وہاں کی حکومت چونک نہیں پڑے گی"...... سویٹی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات ممکن ہے لیکن اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے اسے نظر انداز کر دیا گیا ہے"...... ہوگن نے جواب دیا۔

"اوکے باس۔ اب مجھے اجازت"...... سویٹی نے کہا تو ہوگن کے سر ہلانے پر وہ اٹھی اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

فیروزہ قصبہ خاصا بڑا تھا اور وہاں ایک ہوٹل بھی تھا۔ عمران نے کار اس ہوٹل کے سامنے جا کر روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے جولیا بھی نیچے اتر آئی۔ عمران چونکہ پہلی بار یہاں آ رہا تھا اس لئے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ یہ گاؤں نما قصبہ ہو گا اور چونکہ کسی گاؤں میں غیر ملکی عورت کا پہنچ جانا ایک عجوبہ بن سکتا تھا اس لئے عمران نے فلیٹ سے روانہ ہونے سے پہلے جولیا کو ماسک میک اپ کرا دیا تھا جس کی وجہ سے جولیا بھی مقامی ہی لگ رہی تھی۔ چونکہ جولیا اب مقامی زبان مقامی لہجے میں ہی بولنے پر قادر ہو چکی تھی اس لئے کوئی یہ گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ جولیا غیر ملکی بھی ہو سکتی ہے۔ ہوٹل کا نام عالیشان تھا اور عمران یہاں ہوٹل کی موجودگی پر خاصا حیران ہوا تھا کیونکہ یہاں اس ہوٹل کی کوئی وجہ تسمیہ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی۔ عمران ہوٹل کے برآمدے سے ہو کر

بڑے ہال میں داخل ہوا تو تقریباً تمام ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ ایک کونے میں چند مقامی افراد بیٹھے ہوئے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک بڑا سا رجسٹر کھلا ہوا موجود تھا۔

"جی صاحب"...... عمران کے قریب آنے پر اس آدمی نے چونک کر کہا۔

"اس قصبہ میں ہوٹل کی موجودگی پر مجھے حیرت ہو رہی ہے۔ کیا یہاں کوئی خاص بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ یہاں سے قریب ہی ایک قدیم قلعہ ہے جسے دیکھنے کے لئے یہاں غیر ملکی اکثر آتے رہتے ہیں۔ جب غیر ملکی یہاں آتے ہیں تو کئی کئی روز رہ جاتے ہیں اور اس طرح ہوٹل کو خاصی آمدنی ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سال میں دو بڑے میلے لگتے ہیں جناب اور ان میلوں کے دنوں میں دور دور سے لوگ شرکت کرتے ہیں۔ تب بھی یہ ہوٹل بھر جاتا ہے"...... ادھیڑ عمر کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ ہم نے یہاں صابری خاندان کے بزرگ جبار صابری سے ملنا ہے۔ ان کی رہائش گاہ کہاں ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"یہ ہوٹل انہی کی ملکیت ہے جناب۔ ویسے ان کی حویلی یہاں سے کچھ فاصلے پر ہے۔ میں آدمی آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔ وہ آپ کو وہاں تک چھوڑ آئے گا"...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

"کیا ان کی حویلی میں فون ہے"...... عمران نے کہا۔

"بالکل ہے جناب"...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

"تو کیا میں پہلے ان سے فون پر بات کر سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جی ضرور کیجئے"...... ادھیڑ عمر نے کہا اور ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کو اس نے عمران کی طرف کھسکا دیا۔

"ان کا نمبر بتا دیں"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا تو کاؤنٹر مین نے نمبر بتا دیا۔ جولیا ایک سائیڈ پر خاموشی سے کھڑی تھی۔ عمران نے نمبر پریس کئے۔

"صابری ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جبار صابری صاحب سے بات کرا دیں میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر کاؤنٹر مین بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید یہ ڈگریوں کا رعب تھا۔

"جی صاحب۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے بھی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ جبار صابری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے آپ کو میرے بارے میں بتا دیا ہو گا۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"عالیشان ہوٹل کے عالیشان کاؤنٹر پر پڑے ہوئے عالیشان فون سے"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے جبار صابری بے اختیار ہنس پڑے جبکہ سامنے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر کاؤنٹر مین کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ کاؤنٹر اور فون کی صفائی کا وہ معیار نہ تھا جو اچھے ہوٹلوں میں ہوتا ہے۔

"میں آدمی بھیج رہا ہوں۔ وہ آپ کو حویلی لے آئے گا جناب"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تشریف رکھیں جناب"...... کاؤنٹر مین نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ اس رجسٹر میں رہائش پذیر افراد کے نام و پتے لکھتے ہیں"...... عمران نے سامنے پڑے ہوئے رجسٹر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ قانون کے مطابق ہم ان کے ناموں، پتوں اور شناختی کارڈ کے نمبروں کا اندراج کرتے ہیں اور آمد کی وجہ وغیرہ بھی درج کرتے ہیں"...... کاؤنٹر مین نے کہا تو عمران نے ویسے ہی جھک کر

رجسٹر کو دیکھنا شروع کر دیا۔ ابھی اس نے چند صفحات ہی پلٹے تھے کہ وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ رجسٹر پر ایک جگہ اسے سوئٹی کا نام سامنے ہی نظر آ گیا تھا جس کے سامنے راشد خان جنرل مینجر ہوٹل گرانڈ بھی درج تھا۔

"یہ خاتون سوئٹی یہاں آ کر رہی ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی صاحب۔ ان کے ساتھ ایک صاحب بھی تھے اور ایک رات یہاں رہے تھے۔ دو کمرے علیحدہ علیحدہ انہوں نے لئے۔ یہ کوئی ڈاکومنٹری فلم بنانے آئے تھے۔ انہوں نے یہاں مختلف لوکیشن کو بھی چیک کیا اور پرانے قلعے کی شوٹنگ بھی کی تھی"...... کاؤنٹر مین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا انہوں نے یہاں کے کسی آدمی کو بطور گائیڈ ساتھ رکھا تھا یا ویسے ہی آ کر رہے تھے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ رحیم الدین ان کے ساتھ ہوٹل کی طرف سے گیا تھا۔ انہوں نے اسے باقاعدہ معاوضہ دیا تھا"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"کہاں ہے رحیم الدین"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے کیا کہنا ہے اسے جناب"...... کاؤنٹر مین نے چونک کر کہا۔

"ہم بھی اسے بطور گائیڈ رکھ لیں گے اور یہ قلعہ دیکھ کر ہی جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں بلواتا ہوں اسے"...... کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر اس نے ایک آدمی کو بلا کر رحیم الدین کو بلانے کا کہہ دیا جبکہ عمران جولیا سمیت ایک طرف میز کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی کاؤنٹر کے پاس پہنچا تو کاؤنٹر مین نے اسے کچھ کہہ کر عمران اور جولیا کی طرف بھجوا دیا۔

"جناب میں صابری ہاؤس سے آیا ہوں"...... اس آدمی نے قریب آ کر سلام کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ دو منٹ بیٹھ جاؤ۔ ہم نے ایک گائیڈ کو بلایا ہے۔ اس سے چند باتیں کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"گائیڈ۔ کیا مطلب جناب"...... آنے والے نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی رحیم الدین صاحب ہیں۔ سنا ہے بہت اچھے گائیڈ ہیں۔ پہلے بھی کسی محترمہ سوئٹی کے ساتھ بطور گائیڈ رہے ہیں جو یہاں کوئی فلم بنانے آئی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے معلوم ہے جناب۔ لیکن جناب اس کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے پرانا قلعہ دیکھنا تھا۔ میں آپ کو وہاں لے چلوں گا۔ میں بڑے صابری صاحب کا پرانا ڈرائیور ہوں"...... آنے والے نے کہا۔

"میں اس فلم کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کہاں

کہاں اس کی شوٹنگ ہوئی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جناب ۔اس رحیم الدین کو تو پوری طرح معلوم ہی نہ ہو گا۔ انہوں نے آدھی رات کو صابری ہاؤس کے قریب بھی شوٹنگ کی تھی"...... ڈرائیور نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

" صابری ہاؤس کے قریب اور آدھی رات کو۔ کیا مطلب"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔اسی لمحے ایک اور آدمی کاؤنٹر سے ہو کر ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

" میرا نام رحیم الدین ہے جناب "...... آنے والے نے قریب آ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

" جناب میں باہر کار میں موجود ہوں "...... ڈرائیور نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

" اس ڈرائیور کا کیا نام ہے"...... عمران نے کہا۔

" جی ۔اس کا نام ہاشم ہے۔یہ بڑے صابری صاحب کا خاندانی ڈرائیور ہے ۔پہلے اس کا والد ڈرائیور تھا اب یہ ہے"...... رحیم الدین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ تم یہ بتاؤ کہ فلم بنانے والوں نے کہاں کہاں شوٹنگ کی تھی"...... عمران نے کہا تو رحیم الدین نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

" مجھے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے پہلے سچوئیشنز بھی دیکھی

تھیں"...... عمران نے کہا۔

" جی ہاں۔ بے شمار جگہیں انہوں نے دیکھیں ۔ کچھ انہیں پسند آئیں اور کچھ نہیں"...... رحیم الدین نے جواب دیا۔ عمران کے اشارے پر وہ بھی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

" کیا صابری حویلی کو بھی انہوں نے چیک کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

" جی ہاں۔وہ صابری حویلی کے چاروں طرف گھومے تھے ۔ عقبی طرف ایک باغ ہے جس میں مصنوعی آبشار بھی ہے۔وہ جگہ انہیں بے حد پسند آئی تھی"...... رحیم الدین نے جواب دیا۔

" تم نے انہیں کس وقت واپس ہوٹل چھوڑا تھا"...... عمران نے کہا۔

" رات کو نو بجے جناب "...... رحیم الدین نے جواب دیا۔

" اور وہ واپس دارالحکومت کب گئے تھے "...... عمران نے پوچھا۔

" جی مجھے نہیں معلوم ۔میں دوسرے روز ڈیوٹی پر آیا تو وہ جا چکے تھے"...... رحیم الدین نے جواب دیا۔

" کیا ان کے پاس بہت سا سامان تھا۔ میرا مطلب ہے شوٹنگ کے سلسلے میں"...... عمران نے کہا۔

" نہیں جناب ۔ایک کیمرہ تھا اور بس"...... رحیم الدین نے جواب دیا۔

"کون سا کیمرہ تھا۔ میرا مطلب ہے کس قسم کا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ ویڈیو فلم بنانے والا کیمرہ تھا۔ میرے چھوٹے بھائی کے پاس بھی ہے۔ وہ شہر سے لایا تھا"...... رحیم الدین نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ابھی ہم صابری حویلی جا رہے ہیں پھر جب پرانے قلعے جانے کا پروگرام بنے گا تو تمہیں کال کر لیں گے"۔ عمران نے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے رحیم الدین کے ہاتھ پر رکھ دیا اور رحیم الدین نے بڑے مسرت بھرے انداز میں سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران اٹھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا رات کو بھی آپ یہاں ڈیوٹی پر ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ رات کو محمد حسین کی ڈیوٹی ہوتی ہے"۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا گھر کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی۔ یہیں قصبے میں ہی ہے"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"کیا ہاشم ڈرائیور جانتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ بہت اچھی طرح"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں جبار صابری صاحب سے مل کر شاید یہاں واپس آؤں"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ آپ بڑے صابری صاحب کے مہمان ہیں تو وہ آپ کو ہوٹل میں تو ٹھہرنے نہیں دیں گے"...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

"دیکھو"...... عمران نے کہا اور واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر ایک پرانے ماڈل کی بڑی سی کار موجود تھی۔

"جولیا تم کار لے کر ہمارے پیچھے آؤ۔ میں نے ڈرائیور سے راستے میں باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے جولیا سے کہا۔

"یہ یہاں کھڑی رہے۔ واپسی پر یہیں سے لے لیں گے"۔ جولیا نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ جولیا بھی ڈرائیور سے ہونے والی بات چیت سننا چاہتی ہے اس لئے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائیور ہاشم کے ساتھ اس بڑی سی کار میں سوار آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"محمد حسین کا گھر جانتے ہو"...... عمران نے کہا تو ڈرائیور بے اختیار چونک پڑا۔

"کون محمد حسین جناب"...... ڈرائیور نے پوچھا۔

"وہ جو رات کو ہوٹل میں ڈیوٹی دیتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... ڈرائیور نے کہا۔

"تو پہلے اس کے گھر چلو۔ میں نے اس سے چند باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے کہا تو ہاشم ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک گلی کے کونے پر روک دی۔

"میں محمد حسین کو بلا لاتا ہوں جناب"...... ہاشم نے کہا اور کار

کادروازہ کھول کر وہ نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا گلی میں داخل ہو گیا۔

" عمران ۔ یہ تم نے کس قسم کی انکوائری شروع کر دی ہے۔ کون ہے یہ سوئی "...... جولیا نے ہاشم کے جاتے ہی پہلی بار عمران سے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس سے جواب طلب کر رہی ہو۔

" ہوٹل گرانڈ کے جنرل مینجر راشد علی خان کی لڑکی ہے۔ اصلی نام شاہدہ ہے لیکن اسے سوئی کہا جاتا ہے۔ مستقل ایکریمیا میں رہتی ہے۔ گزشتہ دنوں چھٹیاں گزارنے یہاں آئی ہوئی تھی۔ وہاں کسی ہوٹل بزنس سے متعلق ہے "...... عمران نے بڑی شرافت سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تمہیں اس کے بارے میں اتنی تفصیل کیسے معلوم ہے "۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تم اسے اتفاق کہہ سکتی ہو۔ ورنہ تو میں اسے جانتا تک نہ تھا۔ سلیمان چھٹی پر ہے اس لئے لنچ کرنے میں ہوٹل گرانڈ گیا تو وہاں ڈائننگ ہال میں اس سے ملاقات ہو گئی اور جب میں جنرل مینجر کے پاس گیا تو یہ وہاں بھی موجود تھی اور اب دیکھو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ سوئی یہاں بھی آئی ہو گی۔ اب کیا کیا جائے قسمت کی بات ہے "...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

" قسمت ۔ کیسی قسمت "...... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" یہی کہ تم مسلسل میرے ساتھ ہو جبکہ اس کا صرف تذکرہ ہی رہ گیا ہے "...... عمران نے کہا تو جولیا کی چڑھی ہوئی تیوری بے اختیار اتر گئی۔ اس کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر نرمی سی آ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہاشم ایک ادھیڑ عمر آدمی کے ساتھ گلی سے باہر آ گیا تو عمران کار سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔

" یہ محمد حسین ہے جناب "...... ہاشم نے کہا تو محمد حسین نے سلام کیا۔

" حکم جناب "...... محمد حسین نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

" آپ ہوٹل میں نائٹ ڈیوٹی کرتے ہیں "...... عمران نے کہا۔

" جی ہاں جناب ۔ میں مستقل نائٹ ڈیوٹی کرتا ہوں "...... محمد حسین نے جواب دیا۔

" کچھ روز پہلے ایک عورت اور مرد ہوٹل میں آ کر ٹھہرے تھے۔ عورت کا نام سوئی تھا جبکہ مرد کا نام رجسٹر کے اندراج کے مطابق آصف تھا۔ وہ گائیڈ رحیم الدین کے ساتھ پرانے قلعے بھی گئے تھے اور انہوں نے ڈاکومنٹری فلم بنانے کے لئے شوٹنگ بھی کی تھی "۔ عمران نے کہا۔

" جی ہاں ۔ جی ہاں جناب ۔ مجھے یاد آ گیا ہے "...... محمد حسین نے جواب دیا۔

" یہ دونوں رات کو نو بجے رحیم الدین کے ساتھ ہوٹل میں

واپس آئے اور پھر باہر چلے گئے ۔ پھر ان کی واپسی کس وقت ہوئی تھی"....... عمران نے کہا۔

" جناب ۔ وہ رات دو بجے واپس آئے تھے "....... محمد حسین نے جواب دیا۔

" تمہیں صحیح وقت کیسے یاد رہا"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" جناب ۔ انہوں نے رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ کچن سے بار بار پوچھا جا رہا تھا۔ آخر کار ایک بجے کچن والے چلے گئے ۔ پھر دو بجے یہ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ اگر انہوں نے کھانا کھانا ہو تو میں گرم کر کے خود لے آؤں لیکن انہوں نے صرف ہاٹ کافی بھیجنے کا کہہ دیا اس لئے مجھے یاد رہا ہے"....... محمد حسین نے جواب دیا۔

" آپ نے ہاٹ کافی سرور کی تھی"....... عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔ میں خود لے گیا تھا"....... محمد حسین نے کہا۔

" کیا وہ دونوں ایک ہی کمرے میں تھے یا آپ علیحدہ علیحدہ کمروں میں کافی لے کر گئے تھے "....... عمران نے پوچھا۔

" جی ۔ انہوں نے دو کمرے بک کرائے تھے لیکن واپسی پر دونوں ہی مس سوئی والے کمرے میں موجود تھے ۔ کافی بھی انہوں نے وہیں پی ۔ انہوں نے مجھے کہا کہ برتن صبح لے جانا"....... محمد حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا آپ نے ان سے پوچھا کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں رات کے دو بجے تک وہ کہاں رہے ہیں"....... عمران نے کہا۔

" اوہ نہیں جناب ۔ ہماری کیا جرأت ہے جناب کہ معزز گاہکوں سے ہم ایسی باتیں پوچھیں "....... محمد حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پھر صبح یہ کس وقت گئے "....... عمران نے پوچھا۔

" وہ صبح سویرے ہی چلے گئے تھے جناب ۔ فجر کی نماز کے وقت"۔ محمد حسین نے جواب دیا۔

" کیا ان کے پاس اپنی کار تھی یا کسی ٹیکسی میں گئے تھے"۔ عمران نے پوچھا۔

" جناب ان کے پاس اپنی کار تھی اور ہوٹل گرانڈ کا نام اور مونوگرام اس پر درج تھا۔ میں نے دو چار ماہ وہاں ویٹر کے طور پر کام کیا ہے اس لئے میں پہچانتا ہوں"....... محمد حسین نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ شکریہ ۔ اب آپ جا سکتے ہیں"....... عمران نے کہا اور دوبارہ کار میں بیٹھ گیا تو ہاشم جو پہلے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا، نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ حویلی پہنچ گئے ۔ انہیں ایک بہت وسیع و عریض کمرے میں لے جایا گیا جس میں قدیم دور کا لیکن انتہائی صاف ستھرا فرنیچر موجود تھا۔ ابھی وہ وہاں بیٹھے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک سفید بالوں لیکن کالی داڑھی والا آدمی اندر داخل ہوا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

" میرا نام جبار صابری ہے"....... آنے والے نے کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) اور یہ میری ساتھی ہے مس شاہدہ "...... عمران نے کہا تو جبار صابری نے عمران سے مصافحہ کیا جبکہ جولیا کو صرف سر جھکا کر سلام کر کے وہ سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"مجھے سر سلطان نے بتایا تھا کہ آپ کا تعلق کسی خفیہ ایجنسی سے ہے اور آپ بھائی جنرل حسن صابری کی موت کے سلسلے میں انکوائری کر رہے ہیں"...... جبار صابری نے کہا۔ اسی لمحے ایک ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے مشروبات کی بوتلیں ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں جن پر ٹشو پیپر لپیٹے ہوئے تھے۔ ملازم نے ایک ایک بوتل عمران، جولیا اور جبار صابری کے سامنے رکھی اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"جبار صاحب۔ آپ ہمیں تفصیل سے بتائیں کہ جنرل حسن صابری کیسے بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے کیسے تھے اور کیا ہوا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"وہ بالکل صحت مند اور بالکل ٹھیک تھے۔ ہم بڑے کمرے میں کافی رات گئے تک وہاں باتیں کرتے رہے۔ پھر اٹھ کر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ میں اپنے بیڈ روم میں گیا اور لباس تبدیل کر کے بستر پر لیٹ گیا"...... جبار صابری بات کرتے کرتے رک گئے ان کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے کوئی بات انہیں اچانک یاد آ گئی ہو۔

"کوئی خاص بات یاد آ گئی ہے آپ کو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اب میرے ذہن میں خیال آ رہا ہے کہ جیسے ہی میں بستر پر لیٹنے لگا تو مجھے کوئی نامانوس سی بو محسوس ہوئی تھی۔ میں چونکا بھی تھا کہ اچانک مجھے یکلخت نیند آ گئی اور پھر دوسرے روز دن چڑھے میں بیدار ہوا اور میں ہی کیا سارے گھر والے دن چڑھے بیدار ہوئے حالانکہ سب فجر کی نماز کے لئے باقاعدگی سے اٹھتے ہیں لیکن نجانے کیا ہوا۔ بہرحال جنرل صابری بھی اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئے لیکن میں نے دیکھا کہ وہ لڑکھڑا رہے تھے اور ان کے چہرے پر سوجن سی تھی اور ان کا رنگ خاصا زرد تھا۔ ہم پریشان ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بے ہوش ہو گئے تو میں نے انہیں فوراً کار میں ڈالا اور دارالحکومت کے سپیشل ملٹری ہسپتال لے گئے۔ وہاں انہیں ہوش ہی نہ آیا اور نہ ہی میرے خیال میں ڈاکٹر ان کی بیماری کو تشخیص کر سکے۔ ان کے جسم کو بے ہوشی کے دوران تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس طرح جھٹکے لگ رہے تھے جیسے ان کے جسم میں انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ گزر رہا ہو۔ پھر شام کو وہ وفات پا گئے"...... جبار صابری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کا پوسٹ مارٹم ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب۔ اس کی کیا ضرورت تھی"...... جبار صابری نے جواب دیا۔

"وہ کس کمرے میں سوئے تھے۔ کیا آپ ہمیں وہ کمرہ اور اس کے ارد گرد کی جگہ دکھائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ضرور۔آپ تشریف رکھیں۔میں انتظامات کراتا ہوں"۔جبار صابری نے کہا تو عمران کے اثبات میں سرہلانے پر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

"تمہاری انکوائری جس رخ پر جا رہی ہے اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کارروائی باقاعدہ سازش کے تحت ہوئی ہے اور سویٹی اس میں ملوث ہے"...... جولیا نے کہا۔

"دیکھو ابھی تو صرف ابتدائی جائزے لئے جا رہے ہیں"۔عمران نے کہا۔تھوڑی دیر بعد جبار صابری واپس آئے اور پھر وہ عمران اور جولیا کو ساتھ لے کر حویلی کے ایک علیحدہ حصے میں گئے۔یہاں جنرل حسن صابری کا بیڈ روم تھا۔یہ عام سا بیڈ روم تھا۔عمران نے گو اس بیڈ روم کا بڑا تفصیلی جائزہ لیا لیکن کوئی بات سامنے نہ آسکی۔

"جس روز جنرل حسن صابری بیمار ہوئے تھے اس روز اس کمرے کی صفائی کس نے کی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"صفائی ملازم نے ہی کی ہو گی۔کیوں"...... جبار صابری نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے بلائیں"...... عمران نے کہا تو جباری صابری نے ایک ملازم کو کہہ کر اسے بلوایا۔تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔وہ بے حد ڈرا اور سہما ہوا سا تھا۔

"بابا۔اس کمرے کی صفائی تم کرتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"جی صاحب"...... بوڑھے آدمی نے جواب دیا۔

"جس روز جنرل حسن صابری صاحب بیمار ہوئے اور انہیں ہسپتال لے جایا گیا اس روز بھی صفائی تم نے کی تھی"...... عمران نے کہا۔

"جی صاحب"...... بوڑھے آدمی نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا صفائی کے دوران کسی انجکشن کی خالی شیشی ملی تھی۔اچھی طرح سوچ کر جواب دینا"...... عمران نے کہا تو بوڑھا بے اختیار چونک پڑا۔

"جی۔جی صاحب ملی تھی جناب۔میں نے اسے الماری میں رکھ دیا تھا"...... بوڑھے نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کس الماری میں۔نکال کر دکھاؤ"...... عمران نے کہا تو بوڑھا تیزی سے آگے بڑھا۔اس نے ایک الماری کھولی۔اس میں کتابیں بھری ہوئی تھیں اس لئے اس نے ایک کونے میں ہاتھ ڈال کر جب ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک انجکشن کی شیشی تھی جس کی گردن ٹوٹی ہوئی تھی۔اس نے یہ شیشی عمران کی طرف بڑھا دی۔عمران نے اس انجکشن وائل کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔اس میں ایک دو قطرے محلول کے بھی موجود تھے۔وائل پر کچھ چھپا ہوا نہیں تھا بلکہ صاف وائل تھی۔عمران نے اسے ہاتھ میں اس انداز میں رکھ لیا جیسے وہ اسے ٹیڑھا نہ ہونے دینا چاہتا ہو۔

"یہ کیسا انجکشن ہے عمران صاحب"...... جنرل صاحب نے تو

کبھی انجکشن نہیں لگوایا تھا"...... جبار صابری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ابھی اس کا کیمیائی تجزیہ ہو گا تو معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ بوڑھے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

" بابا۔ تم نے اسے الماری میں کیوں رکھا تھا۔ باہر کیوں نہیں پھینک دیا جبکہ یہ ٹوٹا ہوا اور خالی انجکشن تھا"...... عمران نے بوڑھے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جنرل صاحب ایسی چیزوں کے معاملہ میں بے حد وہمی تھے۔ میں نے اسے اس لئے رکھ دیا تھا کہ جنرل صاحب نے اگر پوچھا تو اٹھا کر انہیں دے دوں گا لیکن پھر اس کا موقع ہی نہیں آیا اور نہ ہی مجھے یاد رہا۔ اب آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا ہے"...... بوڑھے نے جواب دیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اس کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر آ کر وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ کمرے کے عقب میں حویلی کی دیوار تھی جس کے پیچھے گھنا باغ تھا اور بڑے بڑے کئی درختوں کے تنے دیوار پر بھی موجود تھے اور دیوار کے باہر بھی۔ یوں لگتا تھا جیسے باغ پہلے سے ہی موجود تھا جبکہ دیوار بعد میں ڈالی گئی تھی اس لئے کئی درخت اس دیوار کے اندر آ گئے اور کئی باہر رہ گئے۔ عمران کافی دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر جبار صابری سے اجازت لے کر وہ واپس ہوٹل آ گئے۔ جبار صابری نے کھانے کے لئے بہت اصرار کیا لیکن عمران نے دارالحکومت میں انتہائی ضروری کام کا کہہ کر آخر کار اجازت لی اور پھر

ہوٹل سے انہوں نے اپنی کار لی اور دارالحکومت روانہ ہو گئے۔ عمران نے انجکشن وائل جولیا کو دے دی تھی کہ وہ اسے اس انداز میں پکڑے رکھے کہ اس میں موجود محلول کے قطرے باہر نہ گر سکیں۔

" یہ کس قسم کا انجکشن ہے۔ اس پر کسی قسم کا کوئی نام وغیرہ ہی نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ پہلے صابری حویلی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی اور پھر اندر جا کر جنرل حسن صابری کو یہ انجکشن لگایا گیا اور اس انجکشن کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے"...... عمران نے کہا۔

" اور یہ کام تمہاری اس سوئٹ کا لگتا ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ بہرحال دیکھو۔ پہلے اس انجکشن کا کیمیائی تجزیہ کرا لیں پھر آگے کام ہو گا"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سویٹی کمرے میں بیٹھی ایک فیشن میگزین دیکھنے میں مصروف تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سویٹی کا والد راشد علی خان اندر داخل ہوا تو سویٹی نے چونک کر اپنے والد کی طرف دیکھا۔ وہ ویسے ہی کرسی پر بیٹھی رہی جبکہ راشد علی خان سامنے کرسی پر بیٹھ گئے۔

"بہت ہی خوبصورت لوکیشن ہے اور انتہائی خوبصورت ہوٹل ہے تمہارا۔ لیکن "...... راشد علی خان نے کہا تو سویٹی بے اختیار چونک پڑی۔

"لیکن کیا ڈیڈی "...... سویٹی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں بزنس کا سکوپ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے "...... راشد علی خان نے کہا۔

"اوہ نہیں ڈیڈی۔ یہاں اس قدر بزنس ہو گا کہ آپ دارالحکومت

کے بزنس کو بھول جائیں گے۔ یہ میرا دعویٰ ہے "...... سویٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یا تو تم پاکیشیا میں مستقل رہنے سے شدید بیزار ہو چکی تھی یا پھر خود ہی تم نے یہاں مستقل رہنے کا ازخود فیصلہ کر لیا اور بجائے دارالحکومت میں رہنے کے اس دور دراز پہاڑی علاقے میں پہنچ گئی۔ یہ سب تبدیلی کیسے آئی "...... راشد علی خان نے کہا تو سویٹی بے اختیار ہنس پڑی۔

" ڈیڈی۔ آپ بیک ورڈ نسل ہیں۔ آپ کو ہم نوجوانوں کے ذہنوں کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ بہرحال آپ اس پوائنٹ پر ذہن پر زور نہ ڈالیں۔ میں اپنی مرضی کی مالک ہوں۔ جہاں چاہوں رہوں اور جب تک چاہوں رہوں "...... سویٹی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو راشد علی خان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" ٹھیک ہے۔ بہرحال میری تو دعا ہے کہ تم جہاں بھی رہو خوش رہو۔ اب مجھے اجازت۔ کیا تم آؤ گی ساتھ "...... راشد علی خان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں ڈیڈی۔ ابھی تو دس روز دارالحکومت میں گزار کر میں یہاں آئی ہوں۔ اب یہاں کم از کم ایک ماہ رہ کر معاملات کو سیٹل کروں گی اور پھر چکر لگاؤں گی "...... سویٹی نے کہا۔

" اوکے۔ پھر مجھے اجازت "...... راشد علی خان نے کہا۔

" بائی بائی ڈیڈی "...... سویٹی نے وہیں بیٹھے بیٹھے کہا تو راشد علی

خان ہونٹ بھینچے مڑے اور تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر چلے گئے۔

" انہیں کیا معلوم کہ میں کیا ہوں اور کیوں یہاں آئی ہوں"...... سویٹی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوبارہ فیشن میگزین دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔ پھر اچانک ساتھ ہی میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سویٹی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" سویٹی بول رہی ہوں "...... سویٹی نے رسیور اٹھا کر کہا۔

" بی ایس ون بول رہا ہوں۔ کیا فون محفوظ ہے"...... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی تو سویٹی بے اختیار چونک پڑی۔

" ہولڈ کریں "...... سویٹی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کو اٹھا کر اس کے نیچے ایک جگہ پر انگلی رکھ کر اسے دبایا تو ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور سویٹی نے فون رکھ دیا۔ اب فون کے ڈائل میں ایک سرخ رنگ کا بلب نظر آ رہا تھا۔

" یس باس ۔ اب فون مکمل طور پر محفوظ ہے"...... سویٹی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" تم نے ٹارگٹ نمبر ٹو ہٹ کیا تھا سویٹی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سویٹی بے اختیار چونک پڑی۔

" یس باس "...... سویٹی نے جواب دیا۔

" مجھے اطلاع ملی ہے کہ ٹارگٹ نمبر ٹو کے علاقے میں پاکیشیائی

سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ایجنٹ عمران انکوائری کرتا پھر رہا ہے اور وہ اس سلسلے میں حویلی بھی گیا ہے اور اس نے دو چار آدمیوں سے بھی ملاقاتیں کی ہیں۔ تم نے وہاں اپنی کوئی شناخت تو نہیں چھوڑی تھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" باس ۔ میں تو وہاں اصل حلیئے اور اصل نام کے ساتھ گئی تھی۔ ہم نے وہاں رات ایک ہوٹل میں گزاری۔ ویسے ہم نے اپنے آپ کو ڈاکومنٹری فلم بنانے والے پوز کیا تھا اور اس سلسلے میں ہم نے باقاعدہ ایک پرانے قلعے میں شوٹنگ بھی کی اور مختلف لوکیشن کو بھی چیک کیا اور پھر دوسرے روز ہم صبح کو واپس آ گئے"...... سویٹی نے کہا۔

" اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ تمہیں وہاں میک اپ میں اور فرضی نام سے جانا چاہئے تھا۔ اب جب اس عمران کو تمہارے بارے میں معلوم ہو گا تو وہ بھوت کی طرح تمہارے پیچھے لگ جائے گا اور اگر اس نے تم سے سب کچھ اگلوا لیا تو پھر معاملات بے حد خراب ہو جائیں گے"۔ باس نے کہا۔

" باس ۔ ہمارے پاس باقاعدہ ڈاکومنٹری فلم بنانے کا لائسنس موجود ہے اور جو فلم ہم نے شوٹ کی وہ بھی موجود ہے۔ ہم نے وہاں کوئی کلیو نہیں چھوڑا۔ کوئی جرم نہیں کیا اور نہ ہی ہم نے کسی صابری سے ملاقات کی ہے"...... سویٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم جو کچھ کہہ رہی ہو وہ درست ہے لیکن تم اس عمران کے

بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ وہ ایسے طریقے سے تم سے سب کچھ اگلوا
لے گا کہ تم خود ہی سب کچھ بتانے پر مجبور ہو جاؤ گی اس لئے ہم نے
فیصلہ کیا ہے تمہاری یہ شاکمان والی پوزیشن کینسل کر دی جائے
ورنہ جو کچھ چھپانے کے لئے ہم نے یہ ساری تگ و دو کی ہے وہ سب
خود ہی اوپن ہو جائے گی۔ تم واپس آ جاؤ۔ تمہاری جگہ میں دوسرا
ایجنٹ بھجوا دوں گا"...... باس نے کہا۔

"باس۔ اس آدمی سے اس طرح خوفزدہ ہو کر واپس آ جانا میرے
لئے بے حد مشکل ہے"...... سویٹی نے کہا۔

"سویٹی۔ جہاں معاملات اس انداز کے ہوں وہاں ایسی جذباتی
باتیں ہمیشہ نقصان دیتی ہیں۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ
تمہیں گولی مار دی جائے تاکہ تمہارے ذریعے وہ لوگ ہم تک نہ پہنچ
سکیں"...... باس کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا تو سویٹی بے اختیار
کانپ اٹھی۔

"آئی ایم سوری باس۔ بہرحال آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ مجھے
اب یہ ہوٹل فروخت کرنا پڑے گا اور اس میں چند روز تو بہرحال لگ
ہی جائیں گے"...... سویٹی نے کہا۔

"یہ سب ہوتا رہے گا۔ تم فوراً واپس آ جاؤ"...... باس نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سویٹی نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ اتنی بڑی بڑی تنظیمیں ایک فرد سے اس

طرح خوفزدہ ہیں۔ نانسنس"...... سویٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن
ظاہر ہے باس نے جو دھمکی دی تھی وہ اس قدر خوفناک تھی کہ اس
کے پاس فوری تعمیل کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ چنانچہ اس
نے فوراً ہی واپسی کے انتظامات کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اٹھ کر وہ
کمرے سے باہر نکل گئی۔

برائٹ سٹار کا چیف ہوگن اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہوگن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے باس"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... ہوگن نے کہا۔

"ہیلو۔ پی اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس"...... ہوگن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب آپ سے فوراً ملاقات چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کہاں"...... ہوگن نے چونک کر پوچھا۔

"اپنے سپیشل آفس میں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں"...... ہوگن نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کئے اور دوسری طرف سے بولنے والے کو اس نے کار تیار کرنے اور چیف سیکرٹریٹ جانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سیاہ رنگ کی کار کی عقبی سیٹ پر وہ موجود تھا جبکہ باوردی ڈرائیور کار چلا رہا تھا۔ ہوگن کار میں بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ چیف سیکرٹری صاحب نے اسے اس طرح اچانک کیوں کال کیا ہو گا کیونکہ چیف سیکرٹری اول تو اس سے رابطہ ہی نہ کرتے تھے اور اگر رابطہ کسی مجبوری کی وجہ سے ہو ہی جاتا تو فون پر ہی ہدایات دے دی جاتی تھیں۔ بہت کم مواقع ایسے آتے تھے کہ وہ اسے اپنے آفس میں کال کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ سوچ رہا تھا کہ آخر ایسی کیا وجہ ہو سکتی ہے لیکن حقیقتاً کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ بہرحال تھوڑی دیر بعد وہ سر مارٹن کے سپیشل آفس میں موجود تھا۔ ابھی وہ سپیشل روم میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ادھیڑ عمر سر مارٹن اندر داخل ہوئے تو ہوگن بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... سر مارٹن نے اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن ہوگن اس وقت تک کھڑا رہا جب تک کہ چیف سیکرٹری صاحب اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ نہ گئے۔

"مسٹر ہوگن ۔ تم نے پاکیشیا میں سپر ڈیفنس مشن مکمل کیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے بیٹھتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ہوگن نے چونک کر جواب دیا۔

"تم نے پاکیشیائی فوجی افسران کو ایم ایم نیڈرڈ کے انجکشن لگا کر ہلاک کرایا ہے"...... سر مارٹن نے کہا۔

"یس سر"...... ہوگن نے جواب دیا۔

"کیوں ۔ کیا انہیں گولی نہ ماری جا سکتی تھی"...... سر مارٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں تو انہیں گولیاں ہی مارنا چاہتا تھا جناب لیکن ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے اپنی میٹنگ میں طے کیا کہ انہیں ایسی بیماری میں مبتلا کر کے ہلاک کیا جائے کہ جس کا علم پوری دنیا میں کسی کو نہ ہو تاکہ پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس یہ سوچ ہی نہ سکے کہ انہیں کسی خاص مشن کے لئے ہلاک کیا گیا ہے ۔ وہ یہی سمجھتے رہیں کہ کسی پراسرار بیماری کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے ہیں اور ایم ایم نیڈرڈ کے دس انجکشن وائلز بھی انہوں نے خود ہی سپلائی کئے تھے"...... ہوگن نے جواب دیا۔

"وری بیڈ ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ایم ایم نیڈرڈ جراثیمی بم بھی اوپن ہو جائیں گے"...... سر مارٹن نے کہا تو ہوگن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب جناب ۔ ایم ایم نیڈرڈ جراثیمی بم"...... ہوگن نے

کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ یہ مشن کیوں مکمل کرایا گیا ہے"...... سر مارٹن نے کہا۔

"یس سر ۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے تفصیل بتائی تھی کہ ان فوجی افسران پر مشتمل کمیٹی نے شاکمان کا سپاٹ بھی میزائل اڈوں کی تنصیب کے لئے منتخب کیا ہے جبکہ وہاں ایکریمین میزائلوں کا خفیہ اڈا پہلے سے موجود ہے اور اگر پاکیشیائی فوج نے میزائلوں کے اڈے کے لئے وہاں سروے کیا تو ایکریمین اڈا سامنے آ جائے گا ۔ اسے روکنے کے لئے اس ساری کمیٹی کو ہی ختم کر دیا گیا ہے"...... ہوگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس اڈے میں جو میزائل موجود ہیں ۔ وہ ایم ایم نیڈرڈ میزائل ہیں ۔ یہ دنیا کا سب سے خوفناک کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار ہے اور اس پر بین الاقوامی پابندیاں ہیں اس لئے ایکریمیا نے پوری دنیا پر کنٹرول کرنے کے لئے اسے منتخب کیا ہے کیونکہ یہ انتہائی برق رفتاری سے تمام جانداروں کو بیماریوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے ۔ اگر پاکیشیا میں دو میزائل فائر کر دیئے جائیں تو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر پاکیشیا کی آدھی سے زیادہ آبادی ایم ایم وائرس میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گی اور باقی آدھی ہمیشہ کے لئے معذور ہو کر رہ جائے گی"...... سر مارٹن نے کہا۔

"اوہ ۔ آپ کا مطلب ہے جناب کہ پاکیشیا کے ان دس فوجی

افسران کو جو بیماری ہوئی ہے وہ یہی بیماری تھی".......ہوگن نے کہا۔

"ہاں۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے نجانے کیوں اسے اس طرح اوپن کر دیا ہے اور اب پاکیشیا کا وہ سیکرٹ ایجنٹ عمران بھوت بن کر ایم ایم نیڈرڈ کے پیچھے پڑ جائے گا"....... سر مارٹن نے کہا۔

"وہ کیسے جناب۔ اسے اس بیماری کے بارے میں کیا معلوم ہو گا جبکہ پاکیشیا کے ماہر ترین ڈاکٹرز بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جان سکے".......ہوگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جان بھی نہیں سکتے کیونکہ یہ خالصتاً ایکریمیا کے سائنس دانوں کی ایجاد ہے لیکن جس کا نام عمران ہے وہ جان جائے گا اور اس کے لئے اس نے کوششیں بھی شروع کر دی ہیں"....... سر مارٹن نے کہا۔

"کوششیں۔ وہ کیسے جناب".......ہوگن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے ایک رپورٹ ملی ہے اور اس رپورٹ کی وجہ سے میں نے آپ کو کال کیا ہے کیونکہ یہ رپورٹ ایکریمیا کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے".......چیف سیکرٹری سر مارٹن نے کہا۔

"کیسی رپورٹ جناب".......ہوگن نے کہا۔

"عمران نے ایکریمیا کے معروف سائنس دان ڈاکٹر ہرٹ سے فون پر بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کے پاس ایک ایسا انجکشن

وائل موجود ہے جس میں دنیا کے سب سے خطرناک جرثومے ایم ایم کی خاصی تعداد موجود ہے۔ گو یہ جرثومے مردہ حالت میں ہیں لیکن ان کی تعداد اور ان کی اکٹھی موجودگی کی وجہ سے وہ حیران ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر ہرٹ کو بتایا کہ پاکیشیا میں دس اعلیٰ فوجی افسران جس بیماری میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے ہیں وہ ان ایم ایم جرثوموں کی دریافت کے بعد ثابت ہو گیا ہے کہ یہ لوگ بھی ایم ایم جرثوموں کے انجکشن سے ہلاک ہوئے ہیں اور اس نے ڈاکٹر ہرٹ کو خود کہا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ ڈاکٹر ہرٹ ریڈ زیرو لیبارٹری میں کام کرتے رہے ہیں جہاں پہلی بار ایم ایم جراثیم دریافت کئے گئے اور ان پر ریسرچ کی گئی"....... سر مارٹن نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اسے کیسے یہ سب کچھ معلوم ہوا".......ہوگن کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

"مجھے جب یہ رپورٹ ملی تو میرے ذہن میں بھی یہ خیال آیا۔ چنانچہ میں نے پاکیشیا میں ایک خاص آدمی کو اس بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے لئے حکم دیا اور جو تفصیل مجھ تک پہنچی ہے اس کے مطابق تمہاری پاکیشیائی فارن ایجنٹ جس کا نام سویٹی ہے، نے پاکیشیا کے دارالحکومت کے مضافات میں ایک اعلیٰ فوجی افسر کو ہلاک کیا ہے۔ اس نے اس اعلیٰ افسر کو جو انجکشن لگایا وہ وائل وہ وہیں چھوڑ آئی۔ اس میں دوا کے چند قطرے موجود تھے۔ عمران اپنی ایک ساتھی لڑکی کے ساتھ وہاں پہنچا اور وہ انجکشن وائل

اس نے حاصل کر لی اور پھر وہ واپس دارالحکومت آگیا۔ اس کے بعد اس نے ڈاکٹر ہرٹ سے رابطہ کیا۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں کال کیا تھا کہ یہ ایم ایم نیڈرڈ کیوں استعمال کیا گیا جبکہ اس کی جگہ آسانی سے ان افسران کو گولی مار کر بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ اب تم نے بتایا ہے کہ یہ حماقت ڈیفنس سیکرٹری کی طرف سے ہوئی ہے۔ بہرحال اب تمہاری ایجنٹ سویٹی کہاں ہے"...... سر مارٹن نے کہا۔

" وہ پاکیشیا میں تھی۔ آج صبح واپس پہنچی ہے"...... ہوگن نے کہا۔

" اس کا سراغ لامحالہ عمران لگا لے گا اس لئے تم فوری طور پر اس سے چھٹکارہ حاصل کر لو اور مجھے جلد رپورٹ دو۔ مجھے تمہاری رپورٹ کا انتظار رہے گا اور سنو۔ اس لڑکی کی موت قدرتی ہونی چاہئے"۔ سر مارٹن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ہوگن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

" اس سویٹی نے ایسی حماقت کی ہے کہ اب واقعی اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ اسے ختم کر دیا جائے"...... ہوگن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اپنے آفس پہنچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ٹاسن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

" مارٹی سے بات کراؤ۔ میں ہوگن بول رہا ہوں"...... ہوگن نے کہا۔

" اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ مارٹی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ہوگن بول رہا ہوں مارٹی"...... ہوگن نے کہا۔

" اوہ آپ۔ حکم دیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" بی ایس ایجنٹ ایٹ سویٹی کو جانتے ہو"...... ہوگن نے کہا۔

" یس سر۔ بہت اچھی طرح"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اسے فوری طور پر اس طرح فنش کر دو کہ اس کی موت قدرتی معلوم ہو"...... ہوگن نے کہا۔

" سویٹی کے بارے میں کہہ رہے ہیں آپ"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں"...... ہوگن نے مختصر سا جواب دیا۔

" وہ کلب میں ہی موجود ہے لیکن آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ انتہائی ہوشیار ایجنٹ ہے اس لئے یہ تو ہو سکتا ہے کہ اسے گولی مار کر اس کی لاش کار میں ڈال کر کار کا روڈ ایکسیڈنٹ کر دیا جائے ورنہ یہ آسانی سے مار نہیں کھائے گی"...... مارٹی نے جواب دیا۔

" اسے کسی بلندی سے نیچے دھکیل دو"...... ہوگن نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں کام ہوتے ہی رپورٹ دوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے کام کرو۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا"...... ہوگن نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہوگن نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہوگن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ہوگن نے کہا۔

"ٹاسن کلب سے مارٹی کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... ہوگن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ اب کال ڈائریکٹ ہو گئی تھی۔

"مارٹی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مارٹی کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... ہوگن نے کہا۔

"کام مکمل ہو گیا ہے"...... مارٹی نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ"...... ہوگن نے کہا۔

"سویٹی کو بے ہوش کر دینے والی زود اثر دوا مشروب میں ڈال کر پلا دی گئی۔ جب وہ بے ہوش ہو گئی تو کلب کی چوتھی منزل پر لے جا

کر کھڑکی سے اسے بے ہوشی کے عالم میں باہر گلی میں پھینک دیا گیا اور نیچے گر کر وہ اسی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک ہو گئی ہے۔ اب پولیس وہاں پہنچ چکی ہے۔ پولیس کو یہی بتایا جائے گا کہ سویٹی شراب پیتے ہی اٹھ کر چلی گئی تھی اور پھر اس کی لاش سامنے آئی ہے"۔ مارٹی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا رپورٹ دینے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی انسان کی موت کے بارے میں رپورٹ دینے کی بجائے کسی مچھر یا مکھی کی ہلاکت کی رپورٹ دے رہا ہو۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... ہوگن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف سیکرٹری کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"چیف آف بی ایس ہوگن بول رہا ہوں۔ چیف صاحب کو ایک خاص رپورٹ دینی ہے"...... ہوگن نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری صاحب کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جناب۔ حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ سویٹی کو قدرتی انداز ہلاک کر دیا گیا ہے"...... ہوگن نے کہا۔

"تفصیلی رپورٹ دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہوگن نے وہی تفصیل دوہرا دی جو مارٹی نے اسے بتائی تھی۔

"گڈ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہوگن نے رسیور رکھ دیا۔

"اس عمران کی وجہ سے میری بہترین ایجنٹ کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا ہے اس لئے اب اس کی موت بھی یقینی ہو گئی ہے"۔ ہوگن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے شراب کی چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل منہ سے لگا لی۔ جب بوتل میں موجود شراب کا آخری قطرہ بھی اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو اس نے خالی بوتل ایک طرف رکھی ہوئی بڑی سی ٹوکری میں اچھال دی اور میز پر موجود ڈبے میں سے ٹشو پیپر کھینچ کر اس نے اپنا منہ صاف کرنا شروع کر دیا لیکن دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ہوگن نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ دروازے سے ایک اور ٦ ایجنسی کا چیف ڈکسن اندر داخل ہو رہا تھا۔

"ڈکسن تم۔ کیا مطلب۔ اس طرح بغیر اطلاع دیئے"۔ ہوگن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں اطلاع دینے آیا ہوں ہوگن کہ چیف سیکرٹری صاحب نے برائٹ سٹار ٦ ایجنسی ختم کر دی ہے۔ اس کے خاتمے کا باقاعدہ نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا گیا ہے اور تمہاری ٦ ایجنسی کے

سب افراد اور اڈوں کو ماسٹر ٦ ایجنسی میں ضم کر دیا گیا ہے"۔ ڈکسن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیوں۔ وجہ"...... ہوگن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری ایجنٹ سوئی نے پاکیشیا میں کوئی اہم مشن مکمل کرتے ہوئے ایسے کلیو چھوڑے ہیں جن کی بنیاد پر پاکیشیا سیکرٹ سروس تم تک پہنچ سکتی ہے اور اگر وہ تم تک پہنچ گئی تو ایکریمیا کے ایسے مفادات پر ضرب لگ سکتی ہے جس کا نتیجہ ایکریمیا کے لئے انتہائی بھیانک نکل سکتا ہے اس لئے تمہیں حکم دے کر سوئی کا خاتمہ کرا دیا گیا اور جب تم نے سوئی کے خاتمے کی رپورٹ دے دی تو تمہاری ٦ ایجنسی ختم کر دی گئی تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی صورت بھی آگے نہ بڑھ سکے اور چونکہ یہ سب کچھ ڈیفنس سیکرٹری کی حماقت کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی کار ایک آئل ٹینکر سے ٹکرا گئی اور ڈیفنس سیکرٹری صاحب اپنے ڈرائیور سمیت ہلاک ہو گئے ہیں"...... ڈکسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس قدر اہم اقدامات کئے گئے ہیں اور وہ بھی صرف ایک آدمی سے خوفزدہ ہو کر"...... ہوگن نے آنکھیں [illegible]تے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ آدمی ایسا ہی ہے اور ابھی ایک اور اہم اقدام رہ گیا ہے جسے مکمل کرنے کا حکم مجھے دیا گیا ہے"...... ڈکسن نے کہا۔

"وہ کیا"....... ہوگن نے چونک کر پوچھا۔
"تمہاری ہلاکت اور اس ہلاکت پر میں معذرت خواہ ہوں"۔
ڈکسن نے کہا تو ہوگن کے چہرے پر موجود تاثرات تبدیل ہوئے ہی تھے کہ ڈکسن کا کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ہوگن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے میں دہکتی ہوئی لوہے کی سلاخیں اترتی چلی جا رہی ہوں اور پھر اس کا سانس یکلخت اس کے حلق میں پتھر کی طرح جم گیا۔ اس نے سانس باہر نکالنے کے لئے اپنی طرف سے زور لگایا لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن اس طرح تاریک پڑ گیا جیسے کسی نے اس پر یکلخت سیاہ چادر ڈال دی ہو اور اس کے تمام احساسات اس سیاہ چادر میں غائب ہو کر رہ گئے ہوں۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے جبکہ بلیک زیرو کچن میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو کچن سے واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں موجود ٹرے میں کافی کی دو پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹرے اس نے ایک سائیڈ پر رکھ دی تھی۔
"گراہم نے سویٹی کے بارے میں کوئی رپورٹ دی ہے"۔ عمران نے کہا۔
"صرف اتنی رپورٹ ملی ہے کہ سویٹی کا تعلق ایکریمیا کی ایک ایجنسی برائٹ سٹار سے ہے۔ یہ ایجنسی ایکریمیا کے ڈیفنس سیکرٹری کے تحت کام کرتی ہے اور اس کا دائرہ کار دفاعی معاملات تک ہی محدود ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے

پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"چیف بول رہا ہوں"...... عمران نے سپیشل فون کی وجہ سے ایکسٹو کی بجائے چیف کا لفظ استعمال کیا تھا۔

"گراہم بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایکریمیا میں سپیشل فارن ایجنٹ گراہم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"چیف۔ انتہائی حیرت انگیز اور تیز رفتار تبدیلیاں آئی ہیں یہاں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کا چہرہ سکڑ سا گیا۔

"تمہید مت باندھا کرو۔ میرے پاس ڈائیلاگ سننے کے لئے وقت نہیں ہوتا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس۔ سوری چیف۔ سوئی ہلاک ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایجنسی برائٹ سٹار کو ختم کر کے دوسری ایجنسی ماسٹر میں ضم کر دیا گیا ہے۔ برائٹ سٹار ایجنسی کے چیف ہوگن کو اس کے آفس میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور ڈیفنس سیکرٹری صاحب ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکے ہیں"...... گراہم نے جواب دیا۔

"کیا سوئی کو ہلاک کیا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جو تفصیلات ملی ہیں ان کے مطابق سوئی کلب میں بیٹھی شراب نوشی کر رہی تھی کہ اچانک اٹھ کر چوتھی منزل کے ایک کمرے میں گئی اور پھر نشے میں ہونے کی وجہ سے وہ کھڑکی سے نیچے

پختہ گلی میں گری اور ہلاک ہو گئی۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ نشے میں تھی لیکن میں نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ سرکاری دباؤ پر ایسی رپورٹ تیار کی گئی ہے جبکہ سوئی ہلاک ہوتے وقت بے ہوش تھی۔ اسے بے ہوش کر دینے والی کوئی دوا پلائی گئی تھی اور ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی کار کا ایکسیڈنٹ بھی خصوصی طور پر کرایا گیا ہے"...... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان تبدیلیوں کے پس منظر میں کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ سب کچھ چیف سیکرٹری سر مارٹن کے حکم پر ہوا ہے اور چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ سب کچھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف کی وجہ سے کیا گیا ہے کیونکہ چیف سیکرٹری صاحب کو خطرہ تھا کہ سوئی کی وجہ سے اور پھر سوئی کے ذریعے چیف آف بی ایس ایجنسی ہوگن کے ذریعے ایکریمیا کا ایسا راز اوپن ہو سکتا تھا جس سے بین الاقوامی سطح پر ایکریمیا کے مفادات کو انتہائی گہری ضرب لگ سکتی تھی اس لئے عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس راز تک پہنچنے سے روکنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے"۔ گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس راز کے بارے میں کوئی رپورٹ"...... عمران نے کہا۔

"نو سر۔ باوجود کوشش کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... دوسری رف سے کہا گیا۔

"اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش جاری کھو"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا راز ہو گا عمران صاحب کہ انہوں نے اپنی ایک ایجنسی ہی تم کر دی اور اس کے چیف کے ساتھ ساتھ بیورو کریسی کے اہم ین آدمی ڈیفنس سیکرٹری کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور اس راز کا کوئی نہ کوئی تعلق پاکیشیا سے بھی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"پاکیشیا سے۔ وہ کیسے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تو سادہ سی بات ہے۔ ذہن پر زور ڈال کر نتائج نکالنے کی کوشش کیا کرو۔ پاکیشیا کے دس اعلیٰ ترین فوجی افسران کو ایک پراسرار بیماری کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے اور یہ دس افسران ایسی ایک کمیٹی کے ممبران تھے جس کے ذمے ایسے سپاٹس منتخب کرنا تھا جہاں ڈیفنس میزائل نصب کر کے پاکیشیا کے ڈیفنس کو کور کیا جا سکتا ہے۔ اس کمیٹی کی دو میٹنگز ہوئیں۔ پھر یہ دس کے دس افسران ہلاک ہو گئے اور دونوں میٹنگز میں تیار ہونے والی رپورٹس بھی غائب کر دی گئیں۔ ان میں سے ایک افسر کے ہلاک کرنے میں پاکیشیائی نژاد لڑکی سویٹی ملوث تھی۔ جس انجکشن سے جنرل حسن

صابری کو بیماری میں مبتلا کیا گیا اس کے بارے میں رپورٹ ہے کہ یہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین جرثومے ہیں اور ایکریمیا میں ان پر کام ہوتا رہا ہے۔ اس کے بعد سویٹی کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور اس ایجنسی کو بھی ختم کر دیا جاتا ہے جس کی وہ رکن تھی۔ اس ایجنسی کے چیف کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ ڈیفنس سیکرٹری کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور وجہ یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے ذریعے اس راز تک نہ پہنچ سکے۔ تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یہی ناں کہ اس کا بہرحال تعلق پاکیشیا سے ہے ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے یہ لوگ اس قدر خوفزدہ نہ ہوتے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ اور اب تو یہ بات واضح طور پر نظر آ رہی ہے کہ ان افسران کی میٹنگز میں جو سپاٹس منتخب کئے گئے ہیں ان میں کوئی ایک یا زیادہ سپاٹس ایسے ہیں جنہیں ایکریمیا منتخب نہیں کرانا چاہتا اور اس بات کو چھپانے کے لئے سارا کھیل کھیلا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور اب اصل بات اس سپاٹ یا ان سپاٹس کو دریافت کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ کیسے ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جس انداز میں سویٹی کو ہلاک کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سویٹی کو اس بارے میں علم تھا"...... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل گرانڈ کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہوٹل گرانڈ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جنرل مینجر راشد علی خان سے بات کرائیں۔ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو بول رہا ہوں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب۔ وہ ایک ہفتے کی چھٹی پر ہیں۔ ان کی بیٹی ایکریمیا میں فوت ہو گئی ہے۔ اس کی ڈیڈ باڈی آج پاکیشیا پہنچی ہے۔ آج ہی اس کی تدفین ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ کہاں ہے ان کی رہائش گاہ"...... عمران نے کہا۔

"سراج کالونی۔ کوٹھی نمبر اٹھارہ اے بلاک"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"میں راشد علی خان سے تعزیت کر آؤں"...... عمران نے اٹھتے

ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار سراج کالونی پہنچ گئی۔ اس کالونی میں بڑی بڑی کوٹھیاں تھیں۔ ایک کوٹھی کے باہر کاروں کا ہجوم سا تھا۔ عمران نے اپنی کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔

"مجھے دلی افسوس ہوا ہے خان صاحب"...... عمران نے راشد علی خان سے گلے ملتے ہوئے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں تعزیتی فقرے ادا کرتے ہوئے کہا۔

"بس۔ اس کی موت ایکریمیا میں ہی لکھی گئی تھی ورنہ اچھی خاصی وہ پاکیشیا میں مستقل شفٹ ہو گئی تھی۔ میں اس سے مل کر واپس آیا تو دوسرے روز مجھے اطلاع ملی کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایکریمیا واپس چلی گئی ہے اور پھر اسی روز اس کی ہلاکت کی اطلاع ملی"...... راشد علی خان نے انتہائی مغموم لہجے میں کہا۔

"یہاں پاکیشیا میں شفٹ ہو گئی تھی۔ کیا یہاں دارالحکومت میں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ اس نے شاکمان میں ہوٹل خریدا تھا۔ میں وہاں گیا اور اس سے ملا تو اس نے بتایا کہ اب وہ شاکمان میں مستقل شفٹ ہو گئی ہے لیکن دوسرے روز ہی وہ واپس چلی گئی اور اب اس کی لاش ہی آئی ہے"...... راشد علی خان نے کہا اور پھر وہ دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے تو عمران خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر

اس نے سویٹی کے جنازے میں شرکت کی اور اس کے بعد وہ کار لئے دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے ذہن میں شاکمان کا نام گونج رہا تھا۔ شاکمان شوگران کی سرحد کے قریب ایک انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقہ تھا۔ وہاں چونکہ سیاحت کے نقطہ نظر سے اتنی سہولیات موجود نہ تھیں کہ زیادہ سے زیادہ سیاح وہاں کا رخ کرتے اس لئے عمران حیران ہو رہا تھا کہ سویٹی آخر وہاں کیوں گئی اور پھر فوراً ہی واپس ایکریمیا کیوں چلی گئی۔ یہی سوچتے ہوئے وہ دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

چیف سیکرٹری سر مارٹن اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز پر پڑے ہوئے بہت سے رنگوں کے فون پیسز میں سے سرخ رنگ کے فون کی قدرے تیز آواز والی گھنٹی بج اٹھی تو سر مارٹن نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ مارٹن بول رہا ہوں "...... سر مارٹن نے کہا کیونکہ اس سرخ فون کا تعلق انتہائی ٹاپ ایکریمین ایجنسیوں کے سربراہوں سے تھا۔

" راڈرک بول رہا ہوں جناب ۔ چیف آف ایس ایس "۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس ۔ کیوں کال کی ہے "...... سر مارٹن نے کہا۔

" جناب ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کو شاکمان میں دیکھا گیا ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف سیکرٹری بے اختیار اچھل پڑے ۔

"شاکمان میں۔ اوہ ویری بیڈ۔ تو وہ وہاں پہنچ ہی گیا آخر"...... سر مارٹن نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ اس کے ساتھ اس کے دو حبشی ساتھی اور ایک مقامی آدمی تھا اور وہ بظاہر وہاں تفریح کرتے رہے ہیں لیکن یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ وہ وہاں بی ایس کی ایجنٹ سوبئی کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سوبئی کے بارے میں کیوں۔ سوبئی کا شاکمان سے کیا تعلق"۔ چیف سیکرٹری نے حیران ہو کر کہا۔

"بی ایس کے چیف نے سوبئی کو وہاں مستقل طور پر شفٹ کر دیا تھا تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو اس کا خاتمہ کیا جا سکے"...... راڈرک نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ، یہ آدمی ہوگن تو انتہائی احمق ثابت ہوا ہے۔ نانسنس۔ بہرحال عمران ریڈ ایریا کی طرف تو نہیں گیا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"نہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب یہ معاملہ انتہائی خطرناک حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس خوفناک آدمی سے بعید نہیں کہ وہ ریڈ پول کے بارے میں معلومات حاصل کر لے اور پھر جیسے ہی ریڈ پول اوپن ہوا ایکریمیا نہ صرف بدنام ہو جائے گا بلکہ بین الاقوامی سطح پر بے حد پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی"...... سر مارٹن نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ خود کلامی

کے ہی انداز میں بول رہے ہوں۔

"یس سر"...... راڈرک نے کہا۔

"اب عمران کہاں ہے۔ کیا اب بھی وہ شاکمان میں ہے"...... سر مارٹن نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ وہاں سے واپس دارالحکومت پہنچ گیا ہے"۔ راڈرک نے جواب دیا۔

"ریڈ پول کی حفاظت کا انتظام کس ایجنسی کے پاس ہے"۔ سر مارٹن نے پوچھا۔

"جناب۔ یہ پوائنٹ مکمل طور پر خودکار ہے اور زیر زمین ہے۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ البتہ اس کا وائرلیس کنٹرولنگ سسٹم شاکمان سے قریب ایک اور شہر شاکی میں ہے۔ شاکی سیاحوں کا گڑھ ہے اور وہاں سارا سال پوری دنیا سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہاں ایک عمارت میں یہ کنٹرولنگ سسٹم نصب ہے لیکن یہ کنٹرولنگ مشینری نیچے تہہ خانوں میں ہے۔ اوپر سپر ٹریولنگ ایجنسی کا آفس ہے اور اس آفس کے عملہ کو بھی اس سسٹم کے بارے میں علم نہیں ہے۔ صرف اس کا مینجر گریی ایس ایس کا خاص آدمی ہے"...... راڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ کنٹرولنگ سسٹم بھی خودکار ہے"...... سر مارٹن نے کہا۔

"یس سر۔ وہ ایکریمیا کے سپر ڈیفنس آفس کے تحت مکمل طور پر خودکار ہے"...... راڈرک نے کہا۔

"اوہ ۔ ویری گڈ ۔ پھر تو یہ ریڈپول کسی بھی صورت خطرے میں نہیں آ سکتا۔ ہم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں"...... سر مارٹن نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"سر ۔ ویسے تو ریڈپول ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور اسے تیار ہی اسی انداز میں کیا گیا ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جو کچھ بتایا جاتا ہے وہ بھی کم نہیں ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی ایجنسی کے چند ایجنٹوں کو وہاں بھجوا دوں"۔ راڈرک نے کہا۔

"نہیں ۔ یہ لوگ تمہاری ایجنسی کے بس کا روگ نہیں ہیں ۔ ان کے مقابلے کے ایجنٹ صرف بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹ ہی ہو سکتے ہیں اور تمہاری ایجنسی صرف معلومات تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھے گی"...... سر مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اور ٹون آنے پر انہوں نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک غراتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"مارٹن بول رہا ہوں چیف سیکرٹری"...... سر مارٹن نے بھاری لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ یس سر ۔ میں چیف آف بلیک ایجنسی ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"مسٹر ڈیوڈ ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ایک اہم ترین مشن درپیش ہے اور میں نے اس کے لئے آپ کے سپر ایجنٹوں کو تجویز کیا ہے"...... سر مارٹن نے کہا۔

"کیا مشن ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر مارٹن نے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"لیکن سر ۔ ہمارے ایجنٹ کب تک وہاں رہیں گے ۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سرے سے وہاں نہ جائے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ بات تو ہے ۔ میں تو حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کرنا چاہتا ہوں"...... سر مارٹن نے کہا۔

"سر ۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم عمران تک یہ بات پہنچا دیں کہ ایکریمین مفادات شاکی میں موجود ہیں ۔ وہ لامحالہ شاکی آئیں گے تو وہاں ان سے آسانی سے نمٹ لیا جائے گا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں ۔ تجویز تو اچھی ہے لیکن اسے بتاؤ گے کیا"...... سر مارٹن نے کہا۔

"کچھ بھی بتایا جا سکتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں ۔ عمران بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے ۔ اسے آسانی سے ڈاج نہیں دیا جا سکتا۔ تم اپنے دو سپر ایجنٹ شاکی اور شاکمان بھجوا دو ۔ دو تین ماہ تک اگر عمران وہاں نہ پہنچا تو اس کا مطلب ہے کہ اسے معلوم نہیں ہو سکا اور اگر پہنچ جائے تو اس سے نمٹ لیا جائے ۔

ویسے بھی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں اس لئے اگر انہیں کچھ معلوم ہوا تو وہ فوراً کارروائی کر ڈالیں گے"...... سرمارٹن نے کہا۔

"یس سر۔ یہ بھی ٹھیک ہے"...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"لیکن یہ سن لو کہ تمہارے ایجنٹوں نے وہاں کوئی ایسا کام نہیں کرنا جس سے انہیں شک پڑ جائے۔ اس طرح آ بیل مجھے مار والا مسئلہ پیدا ہو جائے گا"...... سرمارٹن نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ بلیک ایجنسی کے سپر ٹاپ ایجنٹ گالڈر اور اس کی بیوی سارہ گالڈر ہیں۔ یہ ان علاقوں کی زبانیں بھی جانتے ہیں اور طویل عرصہ ان علاقوں میں رہ بھی چکے ہیں کیونکہ یہ طویل عرصے تک شوگران کے سرحدی علاقوں میں کام کرتے رہے ہیں۔ یہ دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی زیادہ ہوشیار، تیز اور فعال ہیں اس لئے گالڈر اور سارہ دونوں کو میں وہاں بھجوا دیتا ہوں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ انہیں اچھی طرح بریف کر دینا"...... سر مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹ کسی طرح بھی کارکردگی کے لحاظ سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کم نہیں رہیں گے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ شاکمان سے ہو آئے ہیں۔ کیا رہا وہاں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ بھی نہیں۔ میں نے وہاں ساری چیکنگ کی ہے لیکن عام سا پہاڑی علاقہ ہے۔ وہاں ہوٹل ہے جسے پہلے سوئی نے خرید لیا تھا اور پھر اس نے فوری طور پر اسے ایک مقامی سردار کے پاس فروخت کر دیا اور خود واپس ایکریمیا چلی گئی۔ اب وہ ہوٹل چل رہا ہے اور بس"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ سوئی جو اصل میں ایجنٹ تھی، شاکمان کیا کرنے گئی

تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"یہی عقدہ تو حل نہیں ہو رہا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"تو پھر آپ نے اس بارے میں مزید کیا سوچا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بس ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ ایکریمیا کے چیف سیکرٹری کو اغوا کر کے ان سے پوچھ گچھ کی جائے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔
"تجویز تو اچھی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
"اگر یہی کام کرنا ہے تو پھر سیکرٹ سروس پر اس قدر اخراجات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہرحال تم گراہم کو فون کر کے اس سے معلوم کرو کہ اس نے اس بارے میں مزید کیا معلوم کیا ہے۔ اس کے ذمے چیف سیکرٹری سے مزید معلومات حاصل کرنے کا کام لگایا گیا تھا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر سپیشل فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جب گراہم سے رابطہ ہو گیا تو اس نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"گراہم تمہارے ذمے تھا کہ چیف سیکرٹری سے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرو گے لیکن تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی"۔

عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"سر۔ کوئی رپورٹ ملی ہی نہیں"...... دوسری طرف سے گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"چیف سیکرٹری کے خصوصی فون کو ٹیپ کیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔
"نہیں جناب۔ انہوں نے ایسا چیک سسٹم قائم کیا ہوا ہے کہ کسی صورت بھی اسے واچ نہیں کیا جا سکتا"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کوئی ایسی صورت نہیں کہ جس سے معلوم کیا جا سکے کہ اصل معاملہ کیا ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"جناب۔ ایک معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی ایسی ہے جو اس معاملے میں کچھ معلوم کر سکتی ہے لیکن اس ایجنسی کی مالک مادام پرسٹن ایسی عورت ہے جسے ہمارے بارے میں بھی علم رہتا ہے کہ ہمارا تعلق کس سے ہے اور وہ ہمیں کسی صورت بھی ایکریمیا کے سرکاری راز نہیں بتاتی۔ ویسے وہ اگر چاہے تو کچھ معلوم کر سکتی ہے"...... گراہم نے جواب دیا۔
"تو پھر وہ کیا بتاتی ہے"...... عمران نے کہا۔
"جناب۔ اب سرکاری سیکریسی سے ہٹ کر بیورو کریسی میں بے شمار منصوبہ جات تیار ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات مہیا کرتی رہتی ہیں"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب سے کام کر رہی ہے یہ ایجنسی" ...... عمران نے پوچھا۔

"چار پانچ سال ہو گئے ہیں" ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس کا نمبر کیا ہے یا کوئی اور خاص ٹپ" ...... عمران نے کہا۔

"جناب ۔ مادام پرسٹن ایکریمیا کے معروف لارڈ ہیرنگٹن کی بیٹی ہے ۔ ولنگٹن میں اس کا ایٹ سٹار شاندار ہوٹل ہے جس کا نام ہائی لارڈ ہے ۔ مادام پرسٹن اس ہوٹل کی مالک ہے اور جنرل مینجر بھی اور اس کے تعلقات ایکریمیا کے انتہائی ٹاپ حلقوں سے ہیں" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے" ...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے دوسرے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کر دیئے ۔

"انکوائری پلیز" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو آواز سن کر ہی سمجھ گیا کہ عمران نے ایکریمیا کال کی ہے۔

"ہائی لارڈ ہوٹل کی مالکہ اور جنرل مینجر مادام پرسٹن کا خصوصی نمبر دیں" ...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"یس" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ارے ۔ یہ تو کہیں غلط نمبر مل گیا ہے ورنہ لارڈ ہیرنگٹن جیسے انتہائی مہذب لارڈ کی صاحبزادی کی آواز اس قدر کرخت نہیں ہو سکتی" ...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ خود کلامی کر رہا ہو۔

"کون بول رہا ہے ۔ میں مادام پرسٹن بات کر رہی ہوں" ۔ اس بار دوسری طرف سے یکلخت انتہائی نرم لہجے میں کہا گیا تو میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"کمال ہے ۔ فون خود بخود درست نمبر پر شفٹ ہو گیا ہے ۔ اب تو واقعی لگتا ہے کہ کوئی نفیس مزاج خاتون بات کر رہی ہے ۔ ویسے میرا نام علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں" ...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے ۔ لیکن تم لارڈ صاحب کے بارے میں کیسے جانتے ہو جبکہ وہ کبھی پاکیشیا نہیں گئے" ...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"لارڈ صاحب کو کون نہیں جانتا۔ دنیا کا کون سا خطہ ہے، کون سا ملک ہے جہاں لارڈ صاحب کو جاننے والے موجود نہیں ہیں" ۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن آپ کیا چاہتے ہیں" ...... اس بار مادام پرسٹن کی مسرت بھری آواز سنائی دی ۔

"محترمہ مادام پرسٹن ۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے لیکن لارڈ صاحب سے آپ پوچھیں گی تو وہ آپ کو بتائیں گے کہ ان کی وصیت

میں ان کے جس بھتیجے کا ذکر ہے وہ میں ہوں۔ البتہ میں نے لارڈ صاحب سے کہہ دیا ہے کہ مجھے آپ کی جاگیر سے کچھ نہیں چاہئے ۔ صرف میرا نام وصیت میں درج کر دیں تاکہ میں اس پر فخر کر سکوں کہ اس دنیا کے معروف ترین لارڈ کے وصیت نامہ میں میرا نام بھی موجود ہے"...... عمران نے اسے پوری طرح بانس پر چڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تو آپ اس قدر قریب سے جانتے ہیں ڈیڈی کو۔ لیکن میں نے تو کبھی آپ کا نام نہیں سنا۔ حیرت ہے"...... مادام پرسٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا ایک نام اور بھی ہے اور وہ ہے پرنس آف ڈھمپ ۔ بے شک لارڈ صاحب کو فون کر کے معلوم کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ ۔ یہ ڈھمپ کیا کوئی ریاست ہے"...... مادام پرسٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک بڑی سی ریاست ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تو کیا آپ واقعی پرنس ہوں"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میرے ڈیڈی سر عبدالرحمن اگر کنگ آف ڈھمپ ہیں تو میں واقعی پرنس آف ڈھمپ ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ میرے لئے کیا حکم ہے پرنس"...... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

"مادام آپ کے پاس یقیناً یہ اطلاع ہو گی کہ میں بطور پرنس آف ڈھمپ پاکیشیا میں ایکریمیا کے مفادات کی نگرانی کرتا ہوں جن مفادات کو اوپن نہیں کیا جاتا۔ جو مفادات اوپن ہوتے ہیں ان کی نگرانی سفارت خانہ کرتا ہے لیکن خفیہ مفادات کی نگرانی میرے ذمے ہے۔ لیکن ایکریمیا کے چیف سیکرٹری سر مارٹن میرے ڈیڈی سر عبدالرحمن کی وجہ سے درپردہ میرے مخالف ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ڈھمپ کی بجائے ایکریمیا کی طرف سے یہ کام ریاست ڈھمپ کی ہمسایہ ریاست کاروب کے پرنس کو دے دیا جائے اور ساتھ ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب نے ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسی کے چیف کو کہہ کر دو ٹاپ ایجنٹ پاکیشیا بھجوائے ہیں تاکہ وہ یہاں میرے خلاف کام کر کے کوئی ثبوت حاصل کر سکیں۔ میں نے بڑی زبردست کوشش کے بعد یہ معلوم کیا ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کے بارے میں معلومات اس پوری دنیا میں صرف آپ ہی مہیا کر سکتی ہیں اور مجھے اس پر فخر ہے کہ میرے انکل لارڈ ہیرنگٹن کی صاحبزادی اس قدر بااثر ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"سر مارٹن نے آپ کے خلاف ایجنٹ بھیجے ہیں۔ میں ابھی معلوم کرا لیتی ہوں۔ یہ کون سی بات ہے۔ آپ کس نمبر سے فون کر رہے ہیں"...... مادام پرسٹن نے عمران کی توقع کے مطابق کہا۔

"کتنی دیر میں معلوم کر لیں گی"...... عمران نے کہا۔

"ایک گھنٹے میں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لوں گا۔ میں ایک وقت میں ایک کام کا قائل ہوں۔ آپ معلوم کرانے کا کام بھی کریں اور پھر مجھے فون کرنے کا کام بھی۔ یہ تو آپ کے ساتھ زیادتی ہے اس لئے ایک کام آپ کریں اور ایک کام میں کروں گا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے مادام پرسٹن بے اختیار ہنس پڑی۔

"اوکے "...... مادام پرسٹن نے ہنستے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ عورتیں اس قدر سادہ لوح اور احمق کیوں ہوتی ہیں عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے۔ ارے۔ خدا کا خوف کرو۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ خواتین اور سادہ لوح اور احمق"...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اب اس مادام پرسٹن کو ہی دیکھیں۔ کتنا بڑا ہوٹل چلا رہی ہے۔ مخبری کا نیٹ ورک چلا رہی ہے لیکن آپ کی باتوں سے اس قدر احمق بن گئی جیسے اس میں عقل نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو"۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گو تم نے میرا لحاظ کرتے ہوئے میری باتوں کو احمقانہ نہیں کہا لیکن دراصل تمہارا مقصد یہی تھا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم مرد ہو اور پرسٹن عورت اور مردوں اور عورتوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ جو

باتیں مردوں کے نزدیک احمقانہ ہوتی ہیں وہ عورتوں کے نزدیک انتہائی قابل ستائش قرار پاتی ہیں جبکہ وہ باتیں جو مردوں کے نزدیک قابل ستائش ہوتی ہیں وہ عورتوں کے نزدیک احمقانہ قرار پاتی ہیں۔ عورت کے حسن کی تعریف کسی بھی انداز میں کر دو۔ لاکھ احمقانہ انداز میں کر دو لیکن وہ اسے بہرحال پسند کرے گی چاہے وہ اس کا اظہار کرے یا نہ کرے۔ اسی طرح کسی خاتون کے ماں باپ، بہن بھائیوں کی تعریف کر دو تو اسے بھی لازماً وہ پسند کرے گی"۔ عمران نے ایسے لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا جیسے استاد کسی کند ذہن بچے کو سبق پڑھاتے ہیں اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو عورتوں کی نفسیات کس نے بتائی ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حکیم لقمان سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے حکمت و دانائی کہاں سے سیکھی تو حکیم لقمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ اس نے دانائی جاہلوں اور احمقوں سے سیکھی ہے کہ جو بات وہ کہتے ہیں یا جو کام وہ کرتے ہیں میں ان کا الٹ کرتا ہوں۔ یہی تمہارے سوال کا جواب ہے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ پھر اسی طرح ایک گھنٹے تک وہ باتیں کرتے رہے اور پھر عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مادام پرسٹن کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے

کہا۔

"اوہ آپ"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہاں۔ کیا کچھ معلوم ہوا کہ میرے خلاف کیا سازش کی جا رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ آپ کے خلاف کوئی سازش نہیں ہو رہی۔ میں نے سب معلوم کر لیا ہے۔ سرمارٹن نے بلیک ایجنسی کے چیف ڈیوڈ کو کہا ہے کہ وہ دو ایجنٹ پاکیشیا کے کسی پہاڑی علاقے شاکی میں ایکریمیا کے کسی پراجیکٹ کے تحفظ کے لئے بھیجے تو سرمارٹن کے حکم پر بلیک ایجنسی کے چیف نے گالڈر اور سارہ کو وہاں بھجوا دیا۔ یہ دونوں میاں بیوی ہیں اور بلیک ایجنسی کے سپر ٹاپ ایجنٹ ہیں۔ تم بے فکر رہو۔ تمہارے خلاف کوئی سازش نہیں ہو رہی"۔ مادام پرسٹن نے کہا۔

"اوہ۔ تم سمجھ ہی نہیں رہیں مادام پرسٹن۔ یہ علاقہ ہماری ریاست کے قریب ہے ورنہ مجھے معلوم ہے کہ اس پہاڑی علاقے میں ایکریمیا کا کوئی پراجیکٹ موجود نہیں ہے۔ یہ سب کچھ میرے خلاف سازش ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں یقین دلانے کے لئے مجھے پراجیکٹ کے بارے میں بھی معلوم کرنا ہوگا۔ ٹھیک ہے۔ ایک گھنٹے بعد تم پھر فون کر لینا"...... مادام پرسٹن نے کہا۔

"کیا ایک گھنٹے میں واقعی تم معلوم کر لو گی"...... عمران نے

ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے مادام پرسٹن کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"تم دیکھ لینا۔ میرا نام مادام پرسٹن ہے اور میں لارڈ ہیرنگٹن کی بیٹی ہوں"...... مادام پرسٹن نے انتہائی فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"بس یہ خیال رکھنا کہ کسی کے سامنے میرے نام نہ آئے"۔ عمران نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں سمجھتی ہوں۔ احمق نہیں ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا ہی تھا کہ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ارے۔ کیا ہوا۔ تم ہنس کیوں رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہہ رہی ہے کہ میں احمق نہیں ہوں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ واقعی احمق نہیں ہے بلیک زیرو۔ ورنہ اتنی آسانی سے کیسے یہ بات معلوم کر لیتی جس کو گراہم بھی معلوم نہیں کر سکا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب۔ واقعی یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی۔ آخر اس کے کیسے تعلقات ہوں گے معلومات حاصل کرنے کے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایکریمیا میں یہ قانون ہے کہ بڑے سرکاری افسران کی فون

کالیں ٹیپ کی جاتی ہیں اور انہیں ایک خصوصی خفیہ مرکز میں چیک کیا جاتا ہے۔ اس خفیہ مرکز کا علم صرف صدر کو ہوتا ہے۔ یہ کالیں خلائی سیاروں سے چیک کی جاتی ہیں اور اس مادام پرسٹن کا تعلق یقیناً اس خلائی مرکز سے ہو گا اس لئے اس نے سر مارٹن کی فون کالیں چیک کرائیں اور اسے معلومات مل گئیں جو شاید اور کسی طرح بھی نہ مل سکتی تھیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو اب وہ کیا کرے گی۔ کیا چیف سیکرٹری سے براہ راست پوچھے گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اب وہ ڈیوڈ کی بات چیت چیک کرائے گی کیونکہ لازماً ڈیوڈ نے گالڈر اور سارہ دونوں ایجنٹوں کو پاکیشیا بھجواتے ہوئے تفصیلی ہدایات دی ہوں گی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ شاکی میں اس کا کیا پراجیکٹ ہو سکتا ہے۔ وہ تو عام سا پہاڑی مقام ہے جہاں سیاح آتے جاتے رہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر ایک گھنٹے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مادام پرسٹن کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ مادام پرسٹن کی خدمت عالیہ میں سلام پیش

کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں اس مسئلے میں آپ کی ذات ملوث نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ وہ کیسے"...... عمران نے جان بوجھ کر لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا کا کوئی خفیہ پراجیکٹ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے شاکمان میں ہے۔ اس کا کنٹرولنگ سسٹم شاکی میں ہے اور بلیک ایجنسی کے ایجنٹ اس کنٹرولنگ سسٹم کی حفاظت کے لئے وہاں بھیجے گئے ہیں"...... مادام پرسٹن نے کہا۔

"کیا ان کے حلیئے معلوم ہو سکتے ہیں تاکہ میں ان سے خود مل کر انہیں اپنے بارے میں بتا سکوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹ ہیں۔ نجانے وہاں وہ کس حلیئے میں ہوں"...... مادام پرسٹن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ لارڈ ہیرنگٹن کو میرا سلام دے دیں۔ میں جب بھی ایکریمیا آیا تو ان کی خدمت میں سلام پیش کروں گا اور انہیں مبارک باد دوں گا کہ وہ آپ جیسی خاتون کے والد ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" حیرت ہے۔ شاکمان اور شاکی میں ایکریمین پراجیکٹ کیسے ہو سکتے ہیں۔ کسی کے پاس اس بارے میں اطلاع ہی نہیں" ۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" کمال ہے ۔ خارجہ ہونے کے باوجود نہ ہی تم خارج ہوتے ہو اور نہ سیکرٹری "...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا خارج نہیں ہوتا"...... سیکرٹری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہمارے ایک مشہور شاعر کا شعر ہے، پھول کی خوشبو دل کی فریاد اور محفل کے چراغ کا دھواں۔ ان میں سے جو بھی محفل سے نکلتا ہے مطلب ہے خارج ہوتا ہے، وہ پریشان ہو کر فضا میں بکھر جاتا ہے لیکن تم پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ ہونے کے باوجود ویسے کے ویسے جمے ہوئے ہو اور سیکرٹری صاحب بھی خارجہ کے باوجود دفتر سے خارج نہیں ہوتے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

" جب تک سرسلطان ہیں جناب میں بھی کہیں نہیں جا سکتا۔ ورنہ دوسرے سیکرٹری صاحبان کے پی اے تو ایک ہفتہ بھی نہیں نکال سکتے"...... پی اے نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ

گیا تھا کہ سرسلطان چونکہ مزاج کے لحاظ سے نہ صرف انتہائی نرم تھے بلکہ وہ اپنے ماتحتوں کے ہر دکھ اور صدمے میں بھی شریک رہتے تھے اس لئے ملازم بھی ان کے گن گاتے تھے۔

" ہیلو ۔ سرسلطان بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں "۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" بولو "...... سرسلطان نے کہا تو عمران ان کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" ایک مزاحیہ ڈرامہ دیکھا تھا جس میں ایک کردار ہر وقت یہی کہتا رہتا تھا کہ بولوں کہ نہ بولوں اور پھر بولنا شروع کر دیتا تھا۔ آخر میں وہ پھر یہی فقرہ دوہراتا تھا اور پھر بولنا شروع کر دیتا تھا لیکن اسے آج تک بولنے کی باقاعدہ اجازت نہ مل سکی جبکہ آپ نے بطور سلطان خود اجازت دے دی ہے "...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" عمران بیٹے ۔ اس وقت میرے آفس میں ایک غیر ملکی سفارت کار موجود ہیں اور میں نے ان سے انتہائی اہم مذاکرات کرنے ہیں اور میں انہیں زیادہ انتظار بھی نہیں کرا سکتا ورنہ پاکیشیا کے مفادات کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے "...... سرسلطان نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوہ اچھا۔ تو پھر ان سفیر صاحب سے ہی پوچھ لیجئے کہ وزارت

سائنس اور وزارت دفاع دونوں میں سے کس کے پاس یہ اطلاع موجود ہے کہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے شاکمان اور شاکی میں ایکریمیا کے کوئی خصوصی پراجیکٹ موجود ہیں اور وہ کیا ہیں"...... عمران نے کہا۔

"شاکمان اور شاکی میں۔ کیا واقعی وہاں ایکریمین پراجیکٹ ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو تفریحی اور سیاحتی مقام ہیں۔ انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقے ہیں اور شوگران کی سرحد کے بھی بالکل قریب ہیں۔ وہاں ایکریمیا کے خفیہ پراجیکٹ کیسے ہو سکتے ہیں"۔ سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو یہ حتمی اطلاع ہے لیکن آپ کی طرح مجھے بھی یقین نہیں آیا تھا اس لئے میں کنفرم کرانا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تم کہاں موجود ہو"...... عمران نے کہا۔

"وہاں جہاں عقل کو خارج کر دیا جاتا ہے بلکہ دوسرے لفظوں میں عقل کو سیکرٹری خارجہ بنا دیا گیا ہے"...... عمران ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گیا تھا لیکن دوسرے لمحے اس نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے سر سلطان نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا تھا اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ وزارت دفاع اور وزارت سائنس دونوں ہی ان سے لاعلم ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پراجیکٹ کی

تفصیل کہاں سے معلوم کی جائے کیونکہ میں شاکمان کا راؤنڈ لگا چکا ہوں۔ وہاں بظاہر تو کوئی پراجیکٹ نہیں ہے اور نہ ہی ایسے کوئی آثار نظر آتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر اسی طرح کی باتوں میں کچھ وقت گزرا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"نہ بھی ہو تو حکم سلطان سے اسے کان سے پکڑ کر پیش کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ شاکمان اور شاکی تو ایک طرف اس پورے ایریا میں کہیں بھی کوئی ایکریمین یا کسی بھی دوسری سپر پاور کا کوئی اڈا یا پراجیکٹ نہیں ہے اور میں نے شوگران سے بھی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ان کے مطابق بھی ایسی کوئی اطلاع ان کے پاس موجود نہیں ہے"...... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے خود ہی کوشش کرنا پڑے گی۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گراہم بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی فارن ایجنٹ گراہم کی آواز سنائی دی۔

"چیف بول رہا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے گراہم کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"بلیک ایجنسی کے دو ایجنٹ ہیں۔ ایک کا نام گالڈر ہے اور دوسری عورت ہے جس کا نام سارہ ہے۔ کیا ان کے بارے میں تمہارے پاس معلومات ہیں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ گالڈر اور سارہ گالڈر دونوں انتہائی ٹاپ ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ ویسے عام حالات میں یہ ایک کلب چلاتے ہیں جس کا نام گالڈر کلب ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کے بارے میں معلوم کرو کہ یہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے شناکی میں کیا کرنے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوکے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیسے معلوم کرو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ سارہ کی ایک معذور بہن ہے مارتھا۔ سارہ اس سے بے حد محبت کرتی ہے۔ وہ اگر ولنگٹن سے باہر جائے تو اس مارتھا کو بتا کر جاتی ہے"...... گراہم نے کہا۔

"لیکن کیا اسے وہ مشن کے بارے میں بھی بتا کر جاتی ہے"۔

عمران نے کہا۔

"یس باس۔ کیونکہ مارتھا پہلے بلیک ایجنسی میں کام کرتی رہی ہے۔ وہ انتہائی ذہین لڑکی ہے اور ایک ایکسیڈنٹ میں اس کی دونوں ٹانگیں بے کار ہو گئیں۔ اب اس نے ایک شوٹنگ کلب کھولا ہوا ہے لیکن وہ پوری دنیا کے ایجنٹوں کے بارے میں نہ صرف معلومات رکھتی ہے بلکہ حکومت ایکریمیا بھی خاص خاص معاملات میں اس سے مشورے لیتی رہتی ہے۔ مارتھا بے حد ذہین عورت ہے اور سارہ جب بھی باہر جائے تو وہ مارتھا سے اپنے کام کے بارے میں تفصیل سے ڈسکس کر کے اور مشورہ لے کر جاتی ہے اس لئے لامحالہ مارتھا کو معلوم ہو گا کہ سارہ پاکیشیا کیا کرنے گئی ہے"...... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم اس سے کیسے معلوم کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"اسے ٹرانس میں لا کر۔ میرے گروپ کا ایک آدمی اس کام میں ماہر ہے۔ پہلے بھی مارتھا سے ایک بار میں نے چند معلومات حاصل کرائی تھیں۔ وہ اسی طرح حاصل کی گئی تھیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گڈ شو۔ کتنا وقت لو گے اس کے لئے"...... عمران نے پوچھا۔

"تھینک یو باس۔ کل تک معلوم ہو سکے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ جس قدر جلد ہو سکے معلوم کرو"...... عمران نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"ایکریمیا کے ایک خفیہ پراجیکٹ کے بارے میں معلوم ہوا ہے جو پہاڑی علاقے شاکی اور شاکمان میں ہے اور بلیک ایجنسی کے دو سپر ٹاپ ایجنٹ وہاں اس کی حفاظت کے لئے پہنچے ہوئے ہیں۔ تم صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو ساتھ لے کر شاکی اور شاکمان جاؤ گی اور وہاں اس پراجیکٹ اور ان سپر ٹاپ ایجنٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کرو گی۔ ویسے ان ایجنٹوں کے نام گالڈر اور سارہ ہیں اور یہ دونوں میاں بیوی ہیں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن کیا عمران ہمارے ساتھ نہیں جائے گا"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"عمران کو چھوٹے چھوٹے مشنوں پر ہائر نہیں کیا جاتا۔ یہ کام تم نے کرنا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا آپ کا ارادہ علیحدہ جانے کا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیوں۔ میرے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ جولیا اور اس کی ٹیم سارا کام خود ہی کر لے گی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آغا سلیمان پاشا نے اپنے واجبات معاف کر دیئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آغا سلیمان پاشا اور واجبات معاف کرے۔ یہ تو ایسے ہے جیسے سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا شروع ہو جائے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کو یقیناً کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو گا ورنہ آپ جانتے بوجھتے چیک حاصل کرنے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس بار میں تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں تاکہ جب تم مشن مکمل کر کے واپس آؤ اور میں تمہیں ایک چھوٹا سا چیک دوں تو تمہیں بھی احساس ہو کہ اس چیک کو دیکھ کر دل پر کیا گزرتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ بے شک چیک خود لے لیں لیکن مجھے واقعی وہاں جانے دیں"...... بلیک زیرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اپنا وعدہ یاد رکھنا لیکن تم نے وہاں گریمین پراجیکٹ کو ٹریس کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک

زیرو بے اختیار خوشی سے اچھل پڑا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ عمران نے اسے وہاں جانے کی اجازت دے دی ہے۔

" ٹھیک ہے ۔ میں یہاں سے چیکنگ مشینری ساتھ لے جاؤں گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈیوڈ لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کے انداز میں نوجوانوں جیسی چستی تھی۔ اس کے سر کے بال چھوٹے چھوٹے تھے لیکن بال اس حد تک گھنگھریالے تھے کہ یوں لگتا تھا جیسے اس نے سر پر چھوٹے چھوٹے سپرنگوں سے بنی ہوئی کوئی ٹوپی پہن رکھی ہو۔ اس کے بالوں کا رنگ سنہری تھا۔ اس کے چہرے پر سختی اور درشتی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ ایکریمیا کی سب سے ٹاپ ایجنسی کا سربراہ تھا اور کہا جاتا تھا کہ ٹاپ ایجنسی کا رابطہ بالواسطہ ایکریمیا اور یورپ میں اس طرح پھیلا ہوا تھا کہ ڈیوڈ اگر چاہے تو پلک جھپکنے میں حکومتیں تبدیل کرا سکتا تھا۔ ڈیوڈ کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔ وہ سگار پینے کا عادی تھا اور اس وقت بھی اس کے ہاتھ میں سگار تھا اور سامنے میز پر انتہائی قیمتی ترکی سگاروں کا ایک بڑا ڈبہ اور اس پر موجود ونڈ پروف لائٹر موجود تھا۔ ڈیوڈ کی آنکھیں چھوٹی

تھیں لیکن ان آنکھوں میں بہت تیز چمک تھی۔ اس کی پیشانی فراخ اور گولائی میں تھی جس سے اس کی بے پناہ ذہانت ظاہر ہوتی تھی۔ وہ ایک آفس ٹیبل کے پیچھے نہایت عمدہ قسم کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی اور ڈیوڈ سگار پینے کے ساتھ ساتھ فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا۔ سامنے میز پر موجود بے شمار رنگوں کے فون موجود تھے اور پھر سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے انتہائی درشت اور سخت لہجے میں کہا۔

"میلکم بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... ڈیوڈ نے پہلے جیسے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ مادام پرسٹن نے ٹاپ ایجنٹ گالڈر اور سارہ گالڈر کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں"...... ڈیوڈ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس نے یہ معلومات پاکیشیا پہنچائی ہیں کسی علی عمران یا پرنس آف ڈھمپ کو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ چند لمحے اس طرح ساکت بیٹھا رہا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔

"چیف"...... اچانک خاموش ہو جانے کی وجہ سے دوسری طرف

سے میلکم نے کہا۔

"تفصیلی رپورٹ دو"...... ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ وہ مختصر بات سنا کرتا تھا۔ البتہ جس میں اسے دلچسپی ہوتی اس کے لئے وہ تفصیلی رپورٹ دینے کا باقاعدہ حکم دیتا تو اسے تفصیلی رپورٹ دی جاتی تھی۔

"چیف۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرا سیکشن معلومات فروخت کرنے والی ایجنسیوں کو کور کرتا ہے۔ مادام پرسٹن کو بھی ہم ہی کور کرتے ہیں۔ اس کے سپیشل فون کی بھی باقاعدہ نہ صرف چیکنگ ہوتی رہتی ہے بلکہ کالیں ٹیپ بھی کی جاتی ہیں جنہیں بعد میں باقاعدہ سن کر ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ایک ٹیپ میں بلیک ایجنسی کا نام آیا تو اس ٹیپ کو علیحدہ کر کے سنا گیا تو معلوم ہوا کہ کال پاکیشیا سے کی جا رہی ہے اور کال کرنے والا انتہائی مزاحیہ ٹائپ کا کوئی نوجوان ہے جس نے اپنا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بھی بتایا اور پرنس آف ڈھمپ بھی۔ اس نے مادام پرسٹن سے کہا کہ وہ چیف سیکرٹری سے معلوم کرے کہ چیف سیکرٹری نے پاکیشیا کے بارے میں کیا احکامات دیئے ہیں جس پر مادام پرسٹن نے اسے بتایا کہ چیف سیکرٹری سر مارٹن نے بلیک ایجنسی کے چیف ڈیوڈ کو حکم دیا ہے کہ وہ بلیک ایجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے شاکی بھجوا دے جہاں ایکریمیا کا کوئی خفیہ پراجیکٹ ہے۔ اس کے بعد ہم نے مادام پرسٹن کی مزید ٹیپس چیک کیں تو پھر ایک

ٹیپ سے معلوم ہوا کہ اس نے اس عمران یا پرنس آف ڈھمپ کو بتایا ہے کہ بلیک ایجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹ گالڈر اور سارہ پاکیشیا گئے ہیں۔ وہ شاکمان اور شاکی دونوں علاقوں میں ایکریمین پراجیکٹ کا تحفظ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں"...... میلکم نے اس بار تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ مادام پرسٹن اس پرنس کی پہلے سے واقف تھی"...... ڈیوڈ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف۔ ٹیپس سے معلوم ہوا ہے کہ اس عمران نے اسے پہلی بار فون کیا ہے۔ البتہ وہ مادام پرسٹن کے باپ لارڈ ہیرنگٹن سے بہت اچھی طرح واقف تھا اور اس نے مادام پرسٹن کے سامنے لارڈ ہیرنگٹن کی اس انداز میں تعریف کی کہ مادام پرسٹن بغیر کسی معاوضہ کے اس کا کام کرنے پر تیار ہو گئی"...... میلکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کی نگرانی جاری رکھو"...... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک اور رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گالڈر پاکیشیا میں ہو گا۔ سپیشل فون پر اس سے میری بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ سپیشل فون تھا۔

"یس"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"گالڈر لائن پر موجود ہے چیف"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو"...... ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں گالڈر بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو"...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

"میں اور سارہ شاکی نام کے ایک پہاڑی شہر میں موجود ہیں چیف"...... گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہاں ایکریمین پراجیکٹ کو چیک کر لیا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"مجھے بتایا ہی نہیں گیا اس لئے ہم خود کیسے چیک کر سکتے ہیں۔ ویسے ہم نے اپنے طور پر بھی یہاں چیکنگ کی ہے لیکن ہمیں تو یہاں کوئی پراجیکٹ نظر نہیں آیا"...... گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شاکمان گئے تھے تم"...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس باس۔ ایک روز کے لئے ہم وہاں بھی گئے تھے لیکن وہاں بھی ہمیں ایسا کوئی پراجیکٹ نظر نہیں آیا"...... دوسری طرف سے کہا

گیا۔

" پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران تک تمہارے اور سارہ کے شاکی پہنچنے کی اطلاع پہنچ گئی ہے اور یقیناً وہ تمہیں اب وہاں تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔ تم کس روپ میں وہاں ہو"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" ہم مقامی روپ میں ہیں اور چھٹیاں گزارنے شاکی آئے ہوئے ہیں"...... گالڈر نے کہا۔

" عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچے گا۔ کیا تم اسے کور کر لو گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس۔ میں اور سارہ دونوں اچھی طرح اسے پہچانتے ہیں۔ وہ ہماری نظروں سے چھپ نہیں سکتا اور اسے ہلاک کر کے ہمیں بے حد خوشی ہو گی"...... گالڈر نے کہا۔

" اوکے۔ اب اسے ہلاک کرنے کا ہی مشن تمہارا ہو گا لیکن یہ سن لو کہ معمولی سی کوتاہی کا مطلب ہو گا کہ تم سارہ سمیت فوراً ہلاک کر دیئے جاؤ گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں چیف۔ ایسا نہیں ہو گا"...... گالڈر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سرہلایا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے بہرحال یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ پراجیکٹ کے بارے میں گالڈر اور سارہ کو بھی علم نہیں ہے اس لئے اگر یہ دونوں عمران کے ہاتھ لگ بھی گئے تب بھی عمران اس ٹارگٹ تک نہ پہنچ سکے گا اور یہی بات وہ چیک کرنا چاہتا تھا۔

ہوٹل کے کمرے میں گالڈر اور اس کی بیوی سارہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ شراب کے گلاس ان کے ہاتھوں میں تھے۔ گالڈر لمبے قد اور قدرے بھاری لیکن انتہائی ٹھوس ورزشی جسم کا مالک نوجوان تھا جبکہ سارہ اس سے کافی چھوٹی عمر کی لگتی تھی۔ اس کے چہرے پر ایسی معصومیت تھی جیسے وہ ابھی دودھ پیتی چھوٹی سی بچی ہو لیکن اس کی خوبصورت آنکھوں میں موجود تیز چمک بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی ذہین، چست اور عیار ذہن کی مالک ہے۔

" گالڈر۔ میری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ ہم دونوں کو یہاں کیوں بھیجا گیا ہے"...... اچانک سارہ نے کہا تو گالڈر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تاکہ ہم یہاں اس خوبصورت علاقے میں دوسری بار ہنی مون منا سکیں"...... گالڈر نے ہنستے ہوئے کہا تو سارہ بھی بے اختیار

کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ہاں۔ یہ علاقہ واقعی ہنی مون منانے کے لئے آئیڈیل ہے۔ لیکن"۔ سارہ نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"کتنی بار تم پوچھو گی۔ تمہیں خود ہی تو معلوم ہے کہ ایکریمیا کا کوئی خصوصی پراجیکٹ شاکمان میں ہے اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم شاکی میں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً اس عمران سے حکومت ایکریمیا کو خطرہ ہے کہ وہ اس پراجیکٹ کو نقصان پہنچا سکتا ہے اس لئے اسے ایسا کرنے سے روکنے کے لئے ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے"...... گالڈر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ پراجیکٹس شاید کاغذ پر ہی بنے ہوئے ہیں۔ زمین پر تو نہیں ہیں"...... سارہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہی تو ان کی خوبی ہے کہ کوئی انہیں چیک نہیں کر سکتا"۔ گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ عمران اور اس کے ساتھی کیسے چیک کر لیں گے"۔ سارہ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی خصوصی مشینری ہو"۔ گالڈر نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہمیں یہاں اس طرح نہیں بیٹھنا چاہئے۔ ہمیں اس پورے علاقے میں گھومنا پھرنا چاہئے"...... سارہ نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں نے یہاں مخبری کا نیٹ ورک تیار کر لیا

ہے اس لئے یہاں بیٹھے بیٹھے نہ صرف مجھے اطلاع مل جائے گی بلکہ میرے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی"...... گالڈر نے کہا تو سارہ چونک پڑی۔

"وہ کیسے۔ کیا کوئی جن بھوت قابو کر لئے ہیں"...... سارہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تمہیں قابو میں کرنے کے بعد جن بھوتوں کو قابو میں کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی"...... گالڈر نے کہا۔

"اصل بھوت تو میں نے قابو میں کیا ہے تمہاری شکل میں"۔ سارہ نے ہنستے ہوئے کہا تو اس بار گالڈر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس تعریف کا بے حد شکریہ۔ بہرحال سن لو کہ ہم اکیلے یہاں کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں نے چیف کی کال ملنے کے بعد دارالحکومت سے ایک گروپ کو یہاں کال کر لیا ہے۔ یہ دارالحکومت کا ایک خاص گروپ ہے۔ اس کی ٹپ بھی مجھے ہیڈ کوارٹر نے دی تھی۔ اس گروپ کا ایک سیکشن ان علاقوں میں کام کرتا رہتا ہے اس لئے وہ لوگ نہ صرف اس پورے علاقے سے بخوبی واقف ہیں بلکہ وہ یہاں کے مقامی افراد سے متعلق رہتے ہیں۔ ان کا اصل کاروبار اسلحے کی اسمگلنگ ہے جو ان علاقوں میں عام ہوتا ہے۔ یہ تیز فعال اور ہوشیار لوگ ہیں۔ اس سیکشن کو ماسٹر سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس سیکشن کا انچارج گروٹی ہے جو مقامی میک اپ میں رہتا ہے اور زبان بالکل مقامی انداز میں بولتا ہے۔ اس کا مقامی نام روشن خان

ہے۔اس روشن خان نے شاکی میں موجود اپنے سیکشن کے دس افراد
کو اور شاکمان میں اپنے گروپ کے آٹھ افراد کو ہمارے ساتھ اٹیچ کر
دیا ہے۔اس طرح شاکی اور شاکمان دونوں علاقوں میں نگرانی کا کام
انتہائی اعلیٰ سطح پر ہو رہا ہے۔یہاں شاکی میں ایک احاطے کو
ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا ہے اور یہاں ہیڈ کوارٹر میں اس سب سیکشن کا
کنٹرول ہے۔اس سب سیکشن کا انچارج جیمز ہے جو مقامی آدمی کے
روپ میں رہتا ہے اور مقامی روپ میں اس کا نام ہاشم شاکی ہے اور
بظاہر وہ شاکی کے سب سے طاقتور قبیلے کا سردار ہے۔اس قبیلے کا نام
بھی شاکی ہے اور اس قبیلے کی وجہ سے اس علاقے کا نام بھی شاکی
رکھا گیا ہے"...... گالڈر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سارہ کی
آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"یہ سب کچھ تم نے بالا بالا کر لیا اور مجھے علم تک نہیں ہونے
دیا۔کیوں"...... سارہ کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"اس لئے کہ میں چاہتا تھا کہ تم بس یہاں ہنی مون ہی مناؤ۔
تمہیں کوئی پریشانی نہ ہو"...... گالڈر نے مسکراتے ہوئے کہا تو
سارہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"لیکن یہ سب کب اور کیسے ہوا۔مجھے کیوں علم نہیں ہو سکا"۔
سارہ نے کہا۔

"میں صبح جاگنگ کے لئے جاتا ہوں اس وقت یہاں لوگ باہر ہی
نہیں نکلتے کیونکہ اس وقت خاصی سردی ہوتی ہے۔اس وقت

ملاقاتیں ہوتی رہیں اور سارے معاملات طے ہوتے رہے۔کل یہ
سارا مشن فائنل ہوا ہے۔یہ دیکھو یہ سپیشل ٹرانسمیٹر"...... گالڈر
نے کہا تو سارہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر اس سے
پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک گالڈر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے
سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی تو گالڈر کے ساتھ ساتھ سارہ
بھی بے اختیار چونک پڑی۔گالڈر نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ہیلو۔ہاشم شاکی بول رہا ہوں۔اوور"...... ٹرانسمیٹر سے
ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔جی ون اٹنڈنگ یو۔اوور"...... گالڈر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ایک مقامی آدمی کو مارک کیا گیا ہے۔وہ پہاڑی علاقوں میں
ایک مشین کی مدد سے چیکنگ کر رہا ہے۔اوور"...... دوسری طرف
سے کہا گیا۔

"کہاں۔کس طرف۔اوور"...... گالڈر نے چونک کر کہا۔

"شمالی علاقوں کی طرف۔اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس قسم کی چیکنگ ہے۔کہیں وہ ماہر معدنیات ٹائپ کا کوئی
آدمی نہ ہو۔اوور"...... گالڈر نے کہا۔

"اس کے پاس ایک چوکور ڈبہ ہے جسے وہ زمین پر رکھ کر اسے
آن کرتا ہے اور پھر اسے اٹھا کر دوسرے علاقے میں جا کر رکھ کر
دیکھتا ہے۔اوور"...... ہاشم شاکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اسے کور کر سکتے ہو۔ اوور"...... گالڈر نے کہا۔

"ہاں۔ کیا اسے گولی مار دی جائے۔ اوور"...... ہاشم شاکی نے کہا۔

"نہیں۔ اسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر سے ہٹ کر کسی ایسی جگہ پہنچا دو جہاں اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔ اوور"...... گالڈر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے پوائنٹ فور پر پہنچا دیتا ہوں۔ اوور"۔ ہاشم شاکی نے جواب دیا۔

"اسے جب تک میں نہ کہوں ہوش میں نہیں آنا چاہئے۔ اوور"۔ گالڈر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور سنو۔ انتہائی احتیاط سے کام کرنا۔ اگر یہ آدمی سیکرٹ سروس سے متعلق ہوا تو وہ انتہائی تربیت یافتہ ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا اپنا سیٹ اپ ہی سامنے آ جائے۔ اوور"...... گالڈر نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ کام آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا۔ ہم ایسے کاموں میں سب سے زیادہ تربیت یافتہ ہیں۔ اوور"...... ہاشم شاکی نے جواب دیا۔

"اس کے پوائنٹ فور پر پہنچتے ہی مجھے فوری اطلاع دینا۔ میں اپنے ساتھی کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... گالڈر نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... گالڈر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ آدمی کون ہو سکتا ہے"...... سارہ نے گالڈر کے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی کہا۔

"عمران بھی ہو سکتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی سائنسی پراجیکٹ ہے جبکہ ایکریمیا کے ٹاپ متعلقہ افسران کے علاوہ اور کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہے"۔ گالڈر نے کہا۔

"تو پھر ہمیں کیوں بھیجا گیا ہے۔ ہمارے یہاں پہنچنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت تک یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں پراجیکٹ کی موجودگی کا علم ہے"...... سارہ نے جواب دیا۔

"مجھے چیف نے بتایا ہے کہ یہ سارا کھیل چیف سیکرٹری کے ذہن میں ابھرنے والے خدشات کی وجہ سے کھیلا جا رہا ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بے حد مرعوب ہیں اس لئے انہیں خطرہ ہے کہ کہیں یہ لوگ اسے چیک نہ کر لیں۔ ویسے میرا خیال دوسرا ہے۔ اگر حکومت پاکیشیا کو اطلاع مل جائے کہ شاکمان میں پراجیکٹ ہے اور شاکی میں اس کا کنٹرولنگ سسٹم ہے تو وہ اس کے لئے سیکرٹ سروس کو بھیجنے کی بجائے سائنس دانوں اور دفاعی ماہرین کی پوری جماعت بھیج دیتے جو انتہائی

جدید مشینری سے اس کو چیک کر سکتے تھے اور ان کی حفاظت پاکیشیائی فوج بھی کر سکتی تھی۔ ایسی صورت میں ہم کیا کر سکتے تھے"...... گالڈر نے کہا۔

" اوہ ۔ کہیں اس آدمی کو پکڑنے سے وہ کنفرم نہ ہو جائیں "۔ سارہ نے کہا تو گالڈر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... گالڈر نے کہا۔

" انہیں کنفرمیشن کرنا ہو گی اس لئے انہوں نے ایک آدمی کو کوئی مشینری دے کر یہاں بھجوا دیا اور خود اس کی نگرانی کرتے رہیں گے ۔ اگر تو واقعی یہاں کوئی پراجیکٹ ہو گا تو پھر لامحالہ اس آدمی کو پکڑ لیا جائے گا۔ اس طرح وہ کنفرم ہو جائیں گے اور اس طرح ہم جو چھپے ہوئے ہیں ہم بھی ان کے سامنے آجائیں گے"...... سارہ نے کہا تو گالڈر کے چہرے پر ہلکی سی تشویش کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تمہاری بات درست ہو سکتی ہے ۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس آدمی کے پاس واقعی کوئی ایسی مشین ہو جس سے یہ چیکنگ کر لے "...... گالڈر نے کہا۔

" پاکیشیا حکومت کے پاس نہ مشینری ہو گی تو شوگران کے پاس چیکنگ مشینری لازماً ہو گی۔ اگر وہ چیک نہیں کر سکے تو یہ ایک مشین کے ذریعے کیسے چیک کر لے گا اور سب سے اہم بات یہ کہ پراجیکٹ اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم دونوں ساکت ہیں۔ وہ حرکت نہیں کر رہے اس لئے ان کی چیکنگ کا سرے سے کوئی سوال ہی پیدا

نہیں ہو گا بلکہ اس طرح تو حکومت ایکریمیا نے ازخود انہیں مشکوک کر دیا ہے اور اب جب یہ آدمی غائب ہو جائے گا تو لامحالہ وہ کنفرم ہو جائیں گے "...... سارہ نے کہا۔

" تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں "۔ گالڈر نے کہا۔

" نہیں ۔ بلکہ اس پراجیکٹ کا خیال ذہن سے نکال کر ہم اس عمران کے خلاف مشن مکمل کریں۔ عمران کا خاتمہ ہو جائے تو چیف سیکرٹری صاحب کے خدشات بھی ختم ہو جائیں گے اور ہمیں بھی یہاں طویل عرصے تک رہنے سے نجات مل جائے گی"...... سارہ نے کہا۔

" بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب عمران آئے کیونکہ چیف نے مجھے منع کر دیا تھا کہ ہم دارالحکومت میں جا کر اس کے خلاف کام نہ کریں"...... عمران نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ چیف کو صرف عمران کی موت چاہئے یہاں ہو یا دارالحکومت میں ۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم یہاں رہو اور میں وہاں جا کر اس کے خلاف کام کرتی ہوں"...... سارہ نے کہا۔

" نہیں ۔ تم اکیلی کام نہیں کر سکو گی ۔ بہر حال ٹھیک ہے ۔ اس آدمی کو چیک کر لیں پھر اس سلسلے میں کوئی مناسب لائحہ عمل بنائیں گے "...... گالڈر نے کہا تو سارہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جولیا اپنے ساتھیوں صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے ساتھ شاکمان کے ایک ہوٹل میں موجود تھی۔ وہ جیپوں پر سفر کرتے ہوئے ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچے تھے اور شاکمان میں موجود اکلوتے ہوٹل کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ مسلسل پہاڑی سفر کرتے ہوئے وہ تھک گئے تھے اس لئے انہوں نے ہاٹ کافی منگوالی تھی تاکہ تازہ دم ہو سکیں۔

"اس بار عمران کے ساتھ نہ ہونے سے عجیب سا خلاء محسوس ہو رہا ہے" ۔۔۔ اچانک جولیا نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسا خلاء" ۔۔۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

"بس خلاء سا محسوس ہو رہا ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر پا رہی" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"مس جولیانا۔ اصل میں ہم سب عمران کی مشن کے درمیان

موجودگی کے عادی ہو چکے ہیں اس لئے اس بار جبکہ عمران ساتھ نہیں ہے تو ہمیں واقعی خلاء سا محسوس ہو رہا ہے" ۔۔۔ صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو الٹا خوشی ہو رہی ہے کہ اب کام کرنے کا موقع ملے گا ورنہ وہ تو صرف باتیں ہی کرنے میں وقت گزار دیتا ہے" ۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"مس جولیا۔ آپ کے ذہن میں اس مشن کی تکمیل کے لئے کیا لائحہ عمل ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو کوئی نہیں ہے" ۔۔۔ جولیا نے دو ٹوک الفاظ میں کہا۔

"پہلے تو یہ بتائیں کہ ہمارا مشن ہے کیا" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کے دو ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ گالڈر اور سارہ جو میاں بیوی ہیں انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"اس کی وجہ" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"وجہ تو مجھے بتائی ہی نہیں گئی اور نہ میں نے پوچھی۔ البتہ اتنا مجھے عمران سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکیشیا کو شک ہے کہ اس علاقے میں ایکریمیا کا کوئی خفیہ دفاعی اڈا ہے جس کا کنٹرولنگ سسٹم شاکی میں ہے اور حکومت ایکریمیا تک بھی یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ حکومت پاکیشیا کو شک پڑ گیا ہے اس لئے اس نے اس پراجیکٹ کی

حفاظت کے لئے بلیک ایجنسی کے دو ایجنٹ یہاں بھیج دیئے ہیں"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اب بات سمجھ میں آئی ہے کہ عمران ساتھ کیوں نہیں آیا"...... صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا سمجھے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان غیر ملکی ایجنٹوں کو ہم اپنی طرف متوجہ کر لیں گے اور عمران اس دوران ہم سے علیحدہ ہو کر اس پراجیکٹ کے خلاف مشن مکمل کرے گا"...... صفدر نے کہا۔

"کیسے کرے گا وہ مشن مکمل ۔ کیا کوئی مشینری استعمال کرے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہی کرے ۔ بہرحال اس کے پاس سینکڑوں طریقے ہو سکتے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اب تم بھی بس بیٹھے باتیں ہی کرتے رہو گے یا کوئی کام بھی ہو گا"...... تنویر نے اچانک اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم بتاؤ ۔ کیا کیا جائے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں میاں بیوی ہیں اور ایکریمین ہیں ۔ یہاں ایسے جوڑوں کی نگرانی کریں اور پھر ان میں سے جو مشکوک نظر آئے انہیں اغوا کر کے ان سے پوچھ گچھ کریں ۔ جب وہ کنفرم ہو جائیں تو انہیں ہلاک کر دیں"...... تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"شکر ہے تنویر نے یہ نہیں کہا کہ یہاں جتنے بھی ایکریمین میاں بیوی ہوں انہیں گولی مار دی جائے"...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے ۔ تنویر بھی صفدر کی اس بات پر بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

"ویسے یہ دوسری تجویز زیادہ بہتر ہے"...... جولیا نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ میرا خیال ہے کہ یہاں ہماری بھی نگرانی ہو رہی ہے"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو سب اس طرح چونک پڑے جیسے کوئی انہونا واقعہ ہو گیا ہو۔ سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"نگرانی ہو رہی ہے ۔ کیسے ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا ۔ ابھی تو میں نے ایس ایس گائیکر سے کمرہ چیک کیا ہے ۔ وہ کمرہ کلیئر تھا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے وہ درست کہہ رہی تھی۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے یہ کام کیا تھا۔

"میں کمرے کی بات نہیں کر رہا۔ میری بات ایک اصول پر مبنی ہے ۔ ایکریمیا کو خدشہ ہے کہ اس کا پراجیکٹ چیک نہ کر لیا جائے ۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روکنے کے لئے یہاں بلیک ایجنسی کے دو ایجنٹ بھیج رکھے ہیں تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچے تو اس کا خاتمہ کیا جا سکے ۔ اب وہ دونوں ایجنٹ جو بلیک ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ ہیں کیا صرف اپنے کمرے میں بیٹھے شراب پیتے رہیں گے

لامحالہ انہوں نے کسی گروپ کی مدد حاصل کی ہو گی اور اس گروپ کے آدمیوں نے لامحالہ یہاں آنے والے ہر گروپ کو چیک کیا ہو گا اس لئے لامحالہ ہماری بھی نگرانی ہو گی"...... کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب نے بے اختیار طویل سانس لئے۔ ان سب کے چہروں پر کیپٹن شکیل کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ پھر تو ان لوگوں کو زیادہ آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارا مطلب سمجھ گئی ہوں کہ نگرانی کرنے والوں میں سے کسی کو پکڑ کر ان سے ان کے لیڈر کے بارے میں معلوم کیا جائے اور پھر اس لیڈر سے ان ایکریمین ایجنٹوں کے بارے میں۔ اس طرح ہم مشن مکمل کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں اور میرا خیال ہے کہ یہ سب سے آسان اور محفوظ طریقہ ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"تو اس کے لئے ہمیں دو گروپوں میں کام کرنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اور تنویر گھومیں پھریں، میں اور کیپٹن شکیل میک اپ کر کے آپ کی نگرانی کریں گے اور پھر موقع دیکھ کر نگرانی کرنے والے کو لے اڑیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے تو ہمیں یہ ہوٹل چھوڑ کر کوئی رہائش گاہ حاصل کرنا ہو گی"...... جولیا نے کہا۔

"وہ بھی ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہاں سیاحوں کے لئے ایسی رہائش گاہیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ البتہ ہمیں بہرحال ہوشیار رہنا ہو گا کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم سے پہلے وہ ہم پر ہاتھ ڈال دیں"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے جولیا کے کمرے سے نکل کر اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔

بلیک زیرو کے تاریک پڑے ہوئے ذہن میں اچانک روشنی کا
نقطہ سا چمکا اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی چلی گئی۔ پھر جیسے ہی
اس کی آنکھیں کھلیں اسے اپنے بازو میں درد کی تیز لہریں سی محسوس
ہوئیں۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی
طنزیہ مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ اسے یاد تھا کہ وہ سرداور سے حاصل
کی گئی ایک خصوصی مشین کے ذریعے شاکی کے پہاڑی علاقوں کو
چیک کر رہا تھا کہ اچانک کوئی چیز اس کی پشت سے اس طرح ٹکرائی
کہ وہ بے اختیار اچھل کر منہ کے بل آگے گرا اور اس کے ساتھ ہی
اس کا ذہن اتنی تیزی سے تاریک پڑ گیا تھا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا
ہے اور اب اسے ہوش آیا تھا۔ وہ ایک کمرے میں کرسی پر رسیوں
سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے کرسیوں پر ایک مقامی مرد اور
ایک مقامی عورت بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک اور مقامی آدمی اس

کے بازو میں انجکشن لگا کر خالی سرنج کو ساتھ پڑی ہوئی ٹوکری میں
ڈال رہا تھا۔ اس آدمی کے کاندھے سے ایک مشین گن لٹک رہی تھی
جبکہ اس کی بیلٹ کے ساتھ ایک کوڑا بندھا ہوا تھا۔ خالی انجکشن
پھینک کر وہ مڑا اور مرد اور عورت کی کرسیوں کے عقب میں جا کر
کھڑا ہو گیا۔

"تمہیں ہوش آ گیا مسٹر۔ کیا نام ہے تمہارا"...... اس مرد نے
مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس کی آواز سنتے ہی بلیک
زیرو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ آواز اور لہجہ گو خالصتاً مقامی تھا لیکن
اس کے باوجود بلیک زیرو نے فوراً یہ محسوس کر لیا تھا کہ یہ شخص اس
علاقے کا رہنے والا نہیں ہے۔ اس کے لہجے میں وہ خاص کرختگی موجود
نہیں تھی جو اس علاقے کے رہائشی لوگوں میں قدرتی طور پر موجود
ہوتی ہے۔

"میرا نام ڈاکٹر عباس ہے۔ تم کون ہو اور یہ مجھے یہاں کیوں
باندھا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ ویسے
وہ اپنے اصل چہرے میں تھا۔

"تم اس مشین کے ذریعے یہاں کیا چیک کر رہے تھے"۔ اس
آدمی نے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم نے میرے ساتھ یہ سلوک
کیوں کیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمارا خیال ہے کہ تم کسی غیر ملک کے جاسوس ہو اور اب

تمہیں سب کچھ سچ سچ بتانا پڑے گا۔ ہمارا تعلق پاکیشیا کی ایک خفیہ ایجنسی سے ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میرا نام سردار ہے اور یہ میری ساتھی ہے ساجدہ"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کس ایجنسی سے تمہارا تعلق ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو مسٹر۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم پر کسی قسم کا تشدد ہو اس لئے سچ سچ بتا دو ورنہ دوسری صورت میں تمہارے جسم کی ساری کھال بھی ادھیڑی جا سکتی ہے"...... سردار نے کہا۔

"میں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ تمہاری ایجنسی کے چیف سے بات کی جا سکے۔ اسے بتایا جا سکے کہ تم نے کیا حرکت کی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔ ویسے اسے یقین آ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق ایکریمیا گروپ سے نہیں ہے۔ یہ کوئی مقامی گروپ ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم ضرورت سے زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش کر رہے ہو"...... اس آدمی نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر تم نے میرے خلاف ایسا انتہائی اقدام کیوں کیا ہے۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ ایک سرکاری ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا اور پہلے بھی ہمیشہ دیتا رہا ہوں۔ لیکن تم نے مجھے بے ہوش کیا اور یہاں اس طرح کرسی پر باندھ دیا اور اب

مجھے ایسے دھمکیاں دے رہے ہو جیسے میں کوئی بہت بڑا مجرم ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم جب تک ہماری تسلی نہیں کر دو گے اس وقت تک عذاب بھگتو گے۔ اس لئے بہتری یہی ہے کہ کھل کر سب کچھ بتا دو"۔ سردار نے کہا۔

"جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے میرا نام ڈاکٹر عباس ہے۔ میرا تعلق حکومت پاکیشیا کے اس ڈیپارٹمنٹ سے ہے جس کا کام زیر زمین زلزلوں کو آنے سے پہلے چیک کرنا ہوتا ہے۔ یہاں اس علاقے میں ہر سال زلزلے آتے رہتے ہیں۔ کبھی زیادہ اور کبھی کم اور بعض اوقات اس سے انسانوں کی ہلاکت بے حد بڑھ جاتی ہے اس لئے حکومت یہاں کا باقاعدہ سروے کراتی ہے۔ اگر زیر زمین زلزلے کی شدت زیادہ محسوس ہو تو پھر یہاں ریڈ الرٹ کر دیا جاتا ہے اور لوگ اپنے تحفظ کی خاطر محفوظ پناہ گاہوں میں چلے جاتے ہیں۔ میرے پاس جو مشین تھی یہ زمین کی گہرائیوں میں موجود متحرک چٹانوں کو مخصوص لہروں کے ذریعے چیک کرتی ہے اس طرح اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ چٹانیں کس کیفیت میں ہیں۔ اس سے رپورٹ بن سکتی ہے کہ زلزلہ کتنی شدت کا آنے والا ہے اور کب تک متوقع ہے۔ تم نے یقیناً وہ مشین دیکھی ہو گی۔ اسے تم کسی ماہر سائنس دان سے چیک کرا لو۔ میری جیب میں سرکاری کارڈ موجود ہے اور وہ کاغذات بھی موجود ہیں جن پر میں نے مشین کی ریڈنگ نوٹ کی

ہوئی ہے۔ اگر اس کے باوجود تمہاری تسلی نہ ہو تو کارڈ پر موجود میرے ہیڈ آفس فون کر کے ان سے پوچھ لو"...... بلیک زیرو نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ یہاں آنے سے پہلے یہ تمام انتظامات کر کے آیا تھا اس لئے وہ بڑے اعتماد سے بات کر رہا تھا۔

"لیکن ہم تو یہاں کے مستقل رہنے والے ہیں۔ آج سے پہلے تو ہم نے تمہیں یہ سب کچھ کرتے نہیں دیکھا"...... سردار نے کہا۔

"اب میں اشتہار دے کر تو اپنا کام نہیں کرتا۔ دو تین روز کا کام ہوتا ہے۔ وہ کر کے میں واپس دارالحکومت چلا جاتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمارا شک درست ثابت ہوا ہے کہ تم علی عمران ہو"...... مرد نے اچانک کہا تو بلیک زیرو نے بڑی زبردست جدوجہد سے اپنے آپ کو چونکنے سے باز رکھا۔

"علی عمران۔ کیا مطلب۔ میرا نام ڈاکٹر عباس ہے۔ کتنی بار بتاؤں"...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا قد و قامت بالکل عمران جیسا ہے اور تمہارے چہرے پر میک اپ نہیں ہے اور تمہارے پاس جو کارڈ اور کاغذات برآمد ہوئے ہیں ان کی چیکنگ بھی ہم کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود ہمارا خیال ہے کہ تم علی عمران ہو۔ وہ علی عمران جس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... سردار نے کہا۔

"سیکرٹ سروس۔ وہ کیا ہوتی ہے۔ تم نے اپنا تفصیلی تعارف تو نہیں کرایا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اسے گولی مار دو ہاشم"...... یکلخت سردار نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اس آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی، نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے سے مشین گن اتار لی۔

"تم کیوں مجھے مارنے پر تلے ہوئے ہو۔ آخر مجھے بتاؤ تو سہی کہ میں نے کیا جرم کیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ضروری تو نہیں کہ کوئی جرم کرے تو اسے سزا ملے۔ بغیر جرم کئے بھی سزا مل سکتی ہے۔ آؤ ساجدہ چلیں"...... سردار نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ عورت جو اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اس کی لاش کسی کھائی میں پھینک دینا ہاشم"...... سردار نے کہا۔

"یس سر"...... ہاشم نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں مرد اور عورت تیزی سے مڑ کر کمرے سے نکل گئے جبکہ ان کے پیچھے وہ ہاشم بھی باہر چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ وہ رسیوں کی گانٹھ پہلے ہی کھول چکا تھا۔ گانٹھ بڑے عام سے انداز میں باندھی گئی تھی اور چونکہ بلیک زیرو کو فوری کوئی خطرہ لاحق نہ تھا اس لئے اس نے صرف گانٹھ کھولنے پر ہی

اکتفا کیا تھا لیکن اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ ہاشم واپس آکر لازماً
اسے گولی مار دے گا اس لئے وہ فوری حرکت میں آگیا تھا۔ پھر جیسے
ہی اس نے رسیاں کھولیں اور اٹھ کر کھڑا ہوا تو اسے دروازے کی
دوسری طرف سے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ یکلخت پنجوں کے بل
تیزی سے بند دروازے کی سائیڈ میں جا کر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا
ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی ہاشم
بجلی کی سی تیزی سے اندر آیا ہی تھا کہ بلیک زیرو اس پر جھپٹ پڑا۔
دوسرے لمحے ہاشم چیختا ہوا فضا میں قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے
نیچے فرش پر جا گرا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ
ہوتا چلا جا رہا تھا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ
اس کے سر پر اور دوسرا کاندھے پر رکھ کر سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا
دے کر گھمایا تو ہاشم کا تیزی سے مسخ ہوتا ہوا چہرہ یکلخت نارمل ہوتا
شروع ہو گیا۔ بلیک زیرو نے اسے اس انداز میں قلابازی دے کر
اچھالا تھا کہ اس کی گردن میں مخصوص بل آگیا تھا جس کی وجہ سے
اس کا سانس رک گیا تھا۔ اگر بلیک زیرو یہ بل نہ نکالتا تو چند لمحوں
بعد ہاشم لازماً ہلاک ہو جاتا لیکن اب وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے
ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دور فرش پر جا گری تھی۔ بلیک زیرو
نے آگے بڑھ کر مشین گن اٹھائی اور تیزی سے واپس دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساری عمارت کا راؤنڈ لگا چکا تھا۔
عمارت چھوٹے سے احاطہ پر مشتمل تھی جس میں صرف دو کمرے تھے

جن کے سامنے برآمدہ تھا اور پھر کھلا صحن،۔ البتہ اس کا پھاٹک اندر
سے بند تھا۔ ہاشم کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی نہ تھا اور نہ وہاں کوئی
فون وغیرہ تھا۔ بلیک زیرو واپس آیا تو ہاشم ویسے ہی فرش پر بے
ہوش پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر کھلی
ہوئی رسی اٹھا کر اس نے اسے کرسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔
پھر اس نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند
لمحوں بعد جب ہاشم کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ
گئے تو بلیک زیرو نے ہاتھ ہٹائے اور کرسی اٹھا کر اس نے ہاشم کی
کرسی کے سامنے رکھی اور اطمینان سے اس پر بیٹھ گیا۔ البتہ اس نے
کوٹ کی خفیہ جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا
تھا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہے۔ تم۔ تم"...... ہاشم نے
ہوش میں آتے ہی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے بے اختیار
اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھے ہونے کی وجہ
سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

"تمہارا نام ہاشم ہے"...... بلیک زیرو نے بڑے ٹھنڈے لہجے
میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم تو رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ تم کیسے
کھل گئے"...... ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ایسی گانٹھ باندھی تھی جو خود بخود کھل گئی تھی اور

رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں اور میں آزاد ہو گیا"...... بلیک زیرو نے اسی
طرح ٹھنڈے اور اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ مگر تم نے مجھے بے ہوش کیسے کر دیا تھا۔ مجھے تو کچھ
سمجھ نہیں آئی تھی"...... ہاشم نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔
"کیا تم لڑائی بھڑائی کے فن سے میرا مطلب ہے مارشل آرٹ
سے واقف ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"ہاں۔ میں نے خاص طور پر اس کی تربیت لی ہوئی ہے۔ مگر تم
نے تو نجانے کیا کیا ہے۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آئی"...... ہاشم نے
روانی سے بات کرتے ہوئے کہا۔
"اب یہ بتا دو کہ جو سامان تم نے میری جیبوں سے نکالا تھا
کہاں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"وہ۔ وہ تو جی ون کے پاس ہے"...... ہاشم نے جواب دیا۔
"جی ون یہی تھا جو سامنے بیٹھا تھا"...... بلیک زیرو نے اسی طرح
ٹھنڈے لہجے میں کہا۔
"ہاں"...... ہاشم نے جواب دیا۔
"کس ملک سے اس کا تعلق ہے"...... بلیک زیرو نے اچانک
تو ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔
"ملک سے تعلق۔ کیا مطلب۔ وہ پاکیشیائی ہے"...... ہاشم
چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ

اپنی طرف سے سچ بول رہا ہے۔
"تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"یہ تم کیا انٹرویو کرنے بیٹھ گئے ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میرا وعدہ
کہ میں تمہیں زندہ جانے دوں گا اور میں جی ون کو رپورٹ دوں گا کہ
تمہیں ہلاک کر کے کھائی میں پھینک دیا گیا ہے"...... اچانک ہاشم
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اب وہ حیرت کے جھٹکے سے باہر آ گیا ہو۔
"اور اگر میں تمہاری لاش کھائی میں ڈال کر خود تمہارا میک اپ
کر لوں تب"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میک اپ۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا تعلق کسی ایجنسی سے
ہے"...... ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہو بھی سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ تو تم اس گروپ کے آدمی ہو جسے تلاش کیا جا رہا
ہے۔ وہ۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ"...... ہاشم نے کہا تو
بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اسے یہ توقع تک نہ تھی کہ ہاشم پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتا ہو گا۔
"کس گروپ کی بات کر رہے ہو"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر
اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اس کی جیب سے ٹوں ٹوں کی
آوازیں سنائی دینے لگیں تو بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ہاشم کی جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن خصوصی

ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اس سے نکل رہی تھیں۔

"سنو۔ یہ یقیناً تمہارے جی ون کی کال ہو گی۔ اس سے تم نے یہی کہنا ہے کہ تم نے مجھے ہلاک کر کے لاش کھائی میں ڈال دی ہے ورنہ یہ کام تمہارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں"...... ہاشم نے کہا تو بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جی ون کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ ہاشم بول رہا ہوں۔ اوور"...... ہاشم نے کہا۔

"کیا ہوا اس آدمی کا۔ اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ میں اسے گولی مار کر اس کی لاش کھائی میں ڈال کر ابھی واپس آیا ہوں۔ اوور"۔ ہاشم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اس گروپ کے بارے میں کوئی اطلاع آئی ہے یا نہیں۔ اوور"...... جی ون نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ابھی تک تو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اوور"۔ ہاشم نے جواب دیا۔

"جیسے ہی کوئی اطلاع آئے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے تم نے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"یہ ایکریمین میڈ ہے۔ کہاں سے لیا ہے تم نے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جی ون نے دیا تھا۔ اسمگل آئیٹم ہو گا"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"جی ون کا اصل نام کیا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ چیف کو معلوم ہو گا"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ وہ کون ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"روشن خان۔ وہ شاکمان میں ہوتا ہے۔ یہاں میرا گروپ کام کرتا ہے"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"تم لوگ کیا کام کرتے ہو"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اسلحے کی اسمگلنگ کا دھندہ ہے"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دارالحکومت میں"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے اس گروپ کا اور کون انچارج ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"سوری۔ میں نہیں بتا سکتا اور سنو۔ اب بہت ہو گئی ہے۔ اب مجھے چھوڑ دو اور خود بھی زندہ واپس چلے جاؤ"...... ہاشم نے یکلخت سرد

لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔ تمہاری مرضی ۔یہی کافی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"مجھے کھولو۔ کہاں جارہے ہو"...... ہاشم نے چونک کر کہا۔

"ابھی آکر کھولتا ہوں"...... بلیک زیرو نے مڑے بغیر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اس کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور وہ اس خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ اس نے دوسرے کمرے میں ایک دیوار میں موجود ایک الماری کھولی تو بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ الماری میں جدید ساخت کا میک اپ واشر موجود تھا۔ بلیک زیرو نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ مڑ گیا۔ اس کے ذہن میں آیا تھا کہ ان لوگوں نے یقیناً بے ہوشی کے دوران اس کا میک اپ چیک کیا ہو گا لیکن اسے کہیں میک اپ واشر نظر نہ آیا تھا۔ البتہ یہ الماری ایسی تھی جسے اس نے چیک نہ کیا تھا۔ اب اس میک اپ واشر کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق بہرحال اس گالڈر اور سارہ ہے کیونکہ اسلحے کے عام اسمگلر اس قسم کے جدید ترین میک اپ واشر استعمال نہ کیا کرتے تھے بلکہ انہیں میک اپ چیک کرنے کی شاید کبھی ضرورت ہی نہ پڑی ہو۔ الماری بند کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اس کمرے میں آیا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کہ ہاشم مسلسل رسی کھولنے کی کوشش میں مصروف تھا لیکن ظاہر ہے بلیک زیرو نے

اسے اس انداز میں باندھا تھا کہ وہ اسے کسی صورت کھول ہی نہ سکتا تھا۔ بلیک زیرو کے آتے ہی ہاشم نے حرکت کرنا بند کر دی۔

"تم نے کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔اب یہ بتا دو کہ یہ جی ون کہاں رہائش پذیر ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میرا اس سے رابطہ صرف اس ٹرانسمیٹر پر ہوتا ہے۔ بلکہ میں نے اسے دیکھا بھی پہلی بار ہے"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں تمہارے کتنے ساتھی ہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"دس ساتھی ہیں"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"یہ دس ساتھی کہاں ہیں"...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ گروپ کی تلاش میں ہیں اور ہر اس مقام پر ڈیوٹی دے رہے ہیں جہاں سے شاکی میں داخل ہوا جا سکتا ہے"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"اور تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہاں سے قریب ایک احاطے میں ہے۔یہاں تو تمہیں جی ون کے کہنے پر لایا گیا تھا"...... ہاشم نے کہا۔

"تم نے مجھے بے ہوش کیسے کیا تھا"...... بلیک زیرو نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"تم پر پسٹل پن فائر کی گئی تھی"...... ہاشم نے جواب دیا تو

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ بے ہوش کر دینے والی سوئی کو ایک مخصوص پسٹل سے فائر کیا جاتا ہے اور اسے عرف عام میں پسٹل پن کہا جاتا ہے۔

"اگر تم اپنے ساتھیوں سے رابطہ کرنا چاہو تو یہاں سے کیسے کرو گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر پر"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"فریکونسی بتاؤ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نہیں بتا سکتا اور سنو۔ اب بھی وقت ہے کہ مجھے چھوڑ دو ورنہ اگر میرے ساتھی یہاں آگئے تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے"...... ہاشم نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں واقعی یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ ہاشم کے ساتھی بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں۔

"اچھا۔ اب آخری سوال۔ یہ بتا دو کہ دارالحکومت میں تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا چیف کون ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ روشن خان کو معلوم ہو گا"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"چلو روشن خان کا فون نمبر اور پتہ بتا دو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"شاکمان میں سردار کی سرائے مشہور ہے۔ روشن خان اس کا

مالک اور مینجر ہے"...... ہاشم نے بتایا اور اس کے ساتھ اس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

"اوکے۔ بس اب انٹرویو ختم"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور دوسرے لمحے کمرہ ہاشم کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا کیونکہ بلیک زیرو کے ہاتھ میں موجود خنجر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اڑتا ہوا سیدھا ہاشم کے گلے میں اترتا چلا گیا تھا۔ ہاشم خان دوسری چیخ بھی نہ مار سکا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ بلیک زیرو نے اس کی گردن سے خنجر نکال کر اسے اس کے لباس سے صاف کیا اور پھر خنجر کی مدد سے اس کی رسیاں کاٹ دیں اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس جی ون کو چیک کرے گا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اسے آسانی سے ڈھونڈ نکالے گا لیکن اس سے پہلے وہ اپنی مخصوص رہائش گاہ پر پہنچ کر میک اپ کرنا چاہتا تھا کیونکہ ظاہر ہے ہاشم کے آدمیوں نے اسے اس حلیئے میں دیکھ رکھا ہو گا۔

تنویر جولیا کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں آیا۔ اس کی
عادت تھی کہ وہ سونے سے پہلے غسل ضرور کرتا تھا اس لئے وہ
دروازہ بند کر کے سیدھا باتھ روم میں چلا گیا۔ اس نے لباس اتارنے
کے لئے ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں ہلکی سی کھٹک
کی آواز پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے یقین تھا کہ آواز
دروازے کی طرف سے ہی آئی تھی۔ اس نے آہستہ سے باتھ روم کا
دروازہ کھولا اور سر باہر نکال کر اس نے کمرے کا جائزہ لیا لیکن کمرے
میں کوئی نہ تھا۔ دروازہ بھی ویسے ہی بند تھا۔ وہ آہستہ سے باتھ روم
سے باہر آیا اور پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس نے دروازے کے کی
ہول سے نیلے رنگ کا دھواں سا نکلتے ہوئے دیکھا تو اس نے بے
اختیار سانس روک لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ہلکی سی کھٹک کی آواز کی

ہول کے سامنے موجود فولادی ڈھکن کو ہٹانے سے پیدا ہوئی ہو گی
کیونکہ چابی لگاتے ہوئے جب تنویر نے اسے ہٹایا تھا تو اس میں سے
ایسی ہی کھٹک کی آواز نکلی تھی۔ شاید اس کا کوئی پیچ جام ہو رہا تھا۔
تنویر سانس روکے کھڑا رہا۔ دھواں نکلنا اب بند ہو گیا تھا۔ تنویر اس
گیس کے بارے میں جانتا تھا کیونکہ اس کا نیلا رنگ اس کی شناخت
تھا۔ یہ گیس انتہائی تیز اثر تھی لیکن اس کے اثرات بھی بہت جلد ختم
ہو جاتے تھے لیکن اس کے باوجود تنویر سانس روکے کھڑا تھا کیونکہ
اسے معلوم تھا کہ جس نے بھی یہ گیس فائر کی ہے وہ اس کے اثرات
کا وقت دیکھ کر ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گا۔ سانس روکنے کی
وجہ سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا اور سینہ جیسے گھٹ سا گیا تھا لیکن
بہرحال وہ اسی طرح خاموش اور ساکت کھڑا تھا کہ اچانک اسے لاک
کھلنے کی آواز سنائی دی تو تنویر نے یہ آواز سنتے ہی سانس لینا شروع کر
دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ چونکہ اس کا پٹ اس طرف کو ہی مڑتا
تھا جہاں تنویر موجود تھا اس لئے وہ خود بخود اس پٹ کے پیچھے آ گیا تھا۔
دروازے سے ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا اور پھر اس نے دروازہ
بند کیا ہی تھا کہ تنویر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا۔
اس آدمی کے منہ سے بھنچی بھنچی سی آوازیں نکلیں اور پھر اس کا جسم
ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ تنویر نے اسے نیچے قالین پر ایک طرف لٹا دیا اور پھر
اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس نے چیک کیا اور پھر اٹھ کر وہ
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھول کر

باہر جھانکا لیکن راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ تنویر باہر آ گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور پھر وہ ساتھ والے صفدر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کی ہول کا ڈھکن ہٹایا اور پھر جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ اس نے دیکھا کہ صفدر لباس تبدیل کر کے اب بیڈ پر بیٹھ رہا تھا اور وہ ہر لحاظ سے نارمل نظر آ رہا تھا۔ تنویر آگے بڑھ گیا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کو بھی چیک کر لیا۔ کیپٹن شکیل بیڈ پر لیٹ کر کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ آخر میں اس نے جولیا کا کمرہ بھی چیک کیا۔ جولیا کمبل اوڑھے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی لیکن اس کی آنکھیں ابھی کھلی تھیں۔ بہرحال چونکہ اس کے ساتھیوں کی پوزیشن نارمل تھی اس لئے تنویر واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے بند کیا اور قالین پر پڑے ہوئے اس آدمی کو اٹھا کر اس نے ایک کرسی پر ڈال دیا اور اس نے ایک دروازے کا پردہ اتارنا شروع کر دیا تاکہ اس کی رسی بنا کر اس آدمی کے ہاتھ پیر باندھ سکے کہ اچانک دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو تنویر بے اختیا چونک پڑا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"کون ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تنویر۔ میں صفدر ہوں"...... باہر سے صفدر کی ہلکی سی آوا سنائی دی تو تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دروازہ کھول د اور صفدر اندر آ گیا۔

"اوہ۔ یہ کون ہے اور تم کیوں ہم سب کے کمروں میں جھانکتے پھ

رہے تھے"...... صفدر نے دروازہ بند کرتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں اس کا احساس ہو گیا تھا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمہارے قدموں کی آواز گو بے حد کم تھی لیکن میں نے بہرحال سن لی تھی۔ پھر یکلخت کی ہول میں روشنی کی لکیر دکھائی دی اور پھر وہ تاریک ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد دوبارہ روشنی ہوئی اور پھر تاریکی چھا گئی اور تمہارے قدموں کی آواز آگے بڑھ کر کیپٹن شکیل کے دروازے پر رک گئی۔ اسی طرح جولیا کے دروازے کے سامنے ہوا اور پھر تم سیدھے واپس اپنے دروازے پر آئے اور دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز میں نے سن لی۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ یہ ساری کارروائی تم کر رہے ہو لیکن وجہ میری سمجھ میں نہ آ رہی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے معلوم ہی کر لوں"...... صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا دروازے پر ایک بار پھر دستک کی آواز سنائی دی تو تنویر اور صفدر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کون ہے"...... تنویر نے دروازے کی قریب جا کر اونچی آواز میں کہا۔

"کیپٹن شکیل اور مس جولیا"...... باہر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا جبکہ تنویر کے چہرے پر واقعی

حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو کیپٹن شکیل اور اس کے پیچھے جولیا اندر داخل ہوئی۔

" اوہ ۔ یہ کون ہے"...... ان دونوں نے بھی کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کو دیکھ کر کہا۔

" آپ کو بھی میری طرح تنویر کی چیکنگ کا احساس ہو گیا تھا"...... صفدر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تنویر نے دروازہ بند کر کے انہیں پوری تفصیل بتا دی۔

" اس کا مطلب ہے کہ اس آدمی نے صرف تمہیں بے ہوش کر کے اغوا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور یہ یہاں اکیلا تھا"...... جولیا نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھی ہوٹل کے باہر موجود ہوں کیونکہ یہ اکیلا تو تنویر کو اٹھا کر باہر نہ لے جا سکتا تھا"...... صفدر نے کہا جبکہ اس دوران تنویر دروازے سے اتارے ہوئے پردے کی رسی بنا کر اس سے اس آدمی کو کرسی پر باندھنے میں مصروف رہا۔ یہ پردہ اس نے اندرونی دروازے سے اتارا تھا کیونکہ بیرونی دروازے کے سامنے پردہ سرے سے موجود ہی نہ تھا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ۔ پھر یہ خود ہی بتائے گا"...... جولیا نے کہا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ تنویر کا بازو گھوما اور اس کا زور دار تھپڑ اس آدمی کے چہرے پر پڑا اور پھر دوسرے تھپڑ پر ہی وہ آدمی چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

" یہ ۔ یہ کیا ۔ کیا مطلب ۔ تم سب یہاں ۔ کیا مطلب "...... اس مقامی آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا نام ہے تمہارا "...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرا نام احسان ہے۔ تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... احسان نے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" تم نے ہمارے گروپ میں سے صرف مجھے کیوں بے ہوش کرنے کی کوشش کی تھی۔ بولو"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی خاموش تھے کیونکہ بہرحال تنویر نے ہی اسے چیک کیا تھا اور اسے پکڑا تھا اس لئے اصول کے تحت وہ تنویر کا ہی شکار تھا۔

" مجھے تمہارے پورے گروپ پر شک تھا اور چونکہ تمہارا کمرہ سب سے آخر میں تھا اس لئے میں نے تمہیں بے ہوش کر کے تمہارے کمرے کی تلاشی لینے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن نجانے بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس نے بھی تمہیں کیوں بے ہوش نہیں کیا"...... احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کتنے آدمی ہو تم اور کس گروپ سے تمہارا تعلق ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے ورنہ تمہاری لاش کسی گٹر میں تیرتی پھرے گی"...... اس بار جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

" ہمارے گروپ کا چیف روشن خان ہے۔ اس نے ہماری ڈیوٹی لگائی تھی کہ شاکمان میں جو بھی گروپ داخل ہوا اسے چیک کیا جائے اس کا کہنا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ یہاں پہنچ رہا ہے اور

اسے چیک کرنا ہے۔ تم چونکہ غیر ملکی تھیں اس لئے تمہارے گروپ پر براہ راست شک نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن میں پھر بھی تسلی کر لینا چاہتا تھا اس لئے میں نے اپنے طور پر یہ کارروائی کی تھی"۔ احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس کے کہنے پر یہ چیکنگ ہو رہی ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ روشن خان کو معلوم ہو گا"...... احسان نے جواب دیا۔

"کہاں ہے یہ روشن خان"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہ سردار کی سرائے میں ہوتا ہے"...... احسان نے جواب دیا۔

"سردار کی سرائے۔ وہ کہاں ہے اور روشن خان وہاں کیا کرتا ہے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"سردار کی سرائے شاکمان کے شمال میں بازار کے آخر میں ہے۔ روشن خان اس کا مالک اور مینجر ہے"...... احسان نے جواب دیا۔

"تمہارا گروپ کیا کام کرتا ہے"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"ہمارا کام اسلحے کی اسمگلنگ ہے"...... احسان نے کہا۔

"کتنے آدمی یہاں گروپ کو تلاش کر رہے ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"دس آدمی ہیں"...... احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی گردن توڑ دو"...... جولیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چھوٹی مچھلی ہے۔

البتہ ہمیں فوری طور پر اس روشن خان پر ہاتھ ڈالنا ہو گا۔ یہ اسمگلر سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ لامحالہ یہ بات انہیں ایکریمین ایجنٹوں نے بتائی ہو گی اور روشن خان سے اس کا پتہ چل جائے گا"...... صفدر نے فرانسیسی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اسے چھوڑ دیا جائے لیکن یہ فوری رپورٹ دے گا"...... جولیا نے کہا۔

"اسے بے ہوش کر کے یہاں کسی خالی کمرے میں ڈال دیتے ہیں۔ ہوش میں آ کر یہ خود ہی چلا جائے گا جبکہ اس دوران ہم روشن خان سے نمٹ لیں گے۔ میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ یہاں سے اس کی لاش کو غائب کرنا مشکل ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم لوگ میرے کمرے میں آ جاؤ۔ وہاں سے تیار ہو کر چلیں گے"...... جولیا نے کہا اور اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"سنو احسان۔ ہم چاہیں تو تمہیں ایک لمحے میں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن ہم خواہ مخواہ کسی کا خون نہیں بہانا چاہتے اور نہ ہی ہمارا تعلق کسی سیکرٹ سروس سے ہے۔ دارالحکومت کے ایک دوسرے گروپ سے ہمارا گروپ ڈرگ اسمگلنگ کے سلسلے میں کام کرتا ہے اس لئے تمہیں بے ہوش کر کے کسی خالی کمرے میں ڈال دیں گے۔ اگر

ہوش میں آنے کے بعد تم نے ہمارے بارے میں کسی کو اطلاع دی تو پھر تم چاہے پاتال میں بھی کیوں نہ چھپ جاؤ تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا"...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کسی کو اطلاع نہیں دوں گا۔ تم مجھے چھوڑ دو"...... احسان نے جلدی سے کہا لیکن دوسرے لمحے صفدر کا بازو گھوما اور احسان کے حلق سے یکلخت چیخ سی نکل گئی لیکن کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب سے اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔

"تنویر۔ اسے کسی خالی کمرے میں ڈال دو اور آجاؤ"...... صفدر نے تنویر سے کہا تو تنویر کے اثبات میں سر ہلاتے ہی صفدر اور اس کے پیچھے کیپٹن شکیل بھی مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سائنسی رسالہ تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"کہاں سے بول رہے ہو"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شاکی سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا رزلٹ رہا تمہارے مشن کا"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔ شاکی میں کوئی پراجیکٹ موجود نہیں ہے۔ مجھے صرف شک ہے کہ جو لوگ ایکریمین ایجنٹ ہو سکتے ہیں وہ دارالحکومت چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تفصیل بتاؤ ۔ کیسے معلوم ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے مشین سے چیکنگ کے دوران بے ہوش ہونے سے لے کر اس احاطے میں ہونے والی ساری کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ جوڑا میک اپ میں تھا اور یہ گالڈر اور سارہ ہیں۔ تم تو کہہ رہے ہو کہ یہ مسلسل مقامی لہجے میں باتیں کرتے رہے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ۔ وہ میک اپ میں تو بہرحال نہیں ہیں اور وہ مقامی زبان اور مقامی لہجے میں ہی مجھ سے باتیں کرتے رہے ہیں لیکن مجھے معمولی سا شبہ ہوا ہے کہ یہ مقامی نہیں ہیں۔ میں نے انہیں چیک کرنے کے لئے انہیں تلاش کیا تو پتہ چلا کہ وہ کار میں سوار ہو کر وہاں سے چلے گئے ہیں۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ انہیں وہاں چیک کر لیں"...... بلیک زیرو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا نمبر ہے اس کار کا اور کیا تفصیلات ہیں ان کے بارے میں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے ۔ انہیں یہاں ٹریس کر لیا جائے گا لیکن تم اپنی

چیکنگ جاری رکھو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر عمران سٹنگ روم سے اٹھ کر سپیشل روم میں آ گیا جہاں ایک سپیشل فون موجود تھا جس کا نمبر ایکس چینج میں نہیں تھا۔ عمران نے وہاں پہنچ کر سپیشل فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"شاکی کی طرف سے ایک کار دارالحکومت پہنچ رہی ہے۔ اس میں ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت سفر کر رہے ہیں ۔ کار کی تفصیلات نوٹ کرو۔ یہ دونوں ایکریمین ایجنٹ بھی ہو سکتے ہیں اس لئے انتہائی محتاط رہنا۔ انہیں تم نے کار سمیت دانش منزل پہنچانا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے صدیقی نے کہا۔

"یہ دونوں سپر ٹاپ ایجنٹ ہیں اس لئے ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس بدل کر وہ دانش منزل پہنچ سکے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود

تھا۔ چونکہ بلیک زیرو موجود نہ تھا اس لئے وہ عقبی طرف کے خفیہ راستے سے اندر آیا تھا اور اس نے کار بھی وہاں ایک مخصوص گیراج میں کھڑی کر دی تھی۔

" اب یہ دونوں بتائیں گے کہ یہ پراجیکٹ کیا ہے اور کہاں ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر میز کے کنارے پر موجود بٹنوں کی قطار میں سے ایک بٹن پریس کر دیا تو سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر دو کاریں موجود تھیں جن میں سے ایک کار سفید رنگ کی تھی جس کے ساتھ ہی صدیقی کھڑا تھا جبکہ دوسری کار نیلے رنگ کی تھی جس کے باہر چوہان اور خاور کھڑے تھے سفید کار وہی تھی جس کی تفصیلات عمران نے اسے بتائی تھیں۔ عمران نے دوسرا بٹن پریس کر دیا تو سکرین پر پھاٹک کھلتا ہوا دکھائی دیا۔ صدیقی، خاور اور چوہان تینوں پھاٹک کھلتے ہی واپس کاروں میں بیٹھ گئے اور پھر دونوں کاریں پھاٹک کے اندر داخل ہو کر مخصوص جگہوں پر آ کر رک گئیں۔ پھاٹک ان کے عقب میں بند ہو گیا۔ عمران نے میز کی سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو ایک چھوٹا سا مائیک باہر آ گیا۔

" صدیقی۔ ان دونوں کو سپیشل روم نمبر ایک میں پہنچا دو"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر وہ سکرین پر دیکھتا رہا۔ اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی تھی اور ایک بار پھر وہ سب واپس کاروں

کے پاس پہنچ گئے تھے۔

" کوئی پرابلم"...... عمران نے مائیک کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

" نو سر۔ ہم اس روڈ پر پہنچ گئے تھے۔ وہاں ہم نے ایک موڑ پر پکٹنگ کر لی۔ پھر یہ کار آتی دکھائی دی اور جیسے ہی یہ کار موڑ پر آہستہ ہوئی ہم نے کار کے اندر ایون ایون فائر کر دیا۔ کار بھی رک گئی اور یہ دونوں بھی بے ہوش ہو گئے۔ ہم نے انہیں عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالا اور دونوں کاریں لے کر یہاں پہنچ گئے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

" اوکے۔ تم اپنی کار لے کر واپس جا سکتے ہو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور مائیک آف کر کے اسے واپس میز کے خانے میں غائب کر دیا اور ایک بار پھر خصوصی گیٹ والا بٹن پریس کر دیا۔ جب صدیقی اور اس کے ساتھی اپنی کار لے کر پھاٹک سے باہر چلے گئے تو عمران نے پھاٹک بند کیا اور اٹھ کر وہ آپریشن روم سے نکل کر برآمدے سے ہوتا ہوا سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سپیشل روم کا لاک کھولا اور دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو سامنے قالین پر ایک مقامی مرد اور مقامی عورت ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور آگے بڑھ کر اس نے جھک کر ان دونوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ سیدھا ہو گیا کیونکہ وہ دونوں

بہرحال میک اپ میں نہیں تھے اور وہ مقامی ہی تھے۔

" انہیں یقیناً اس گاڈر نے اس کام کے لئے ہائر کیا ہو گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پیچھے ہٹا اور اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر ایک بٹن پریس کر دیا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی کمرے کے تقریباً درمیان میں شیشے کی ایک دیوار زمین سے نکل کر چھت تک چلی گئی۔ عمران نے دیوار پر ایک سائیڈ میں ہاتھ مارا تو ایک کرسی اس طرح نکل کر باہر آ گئی جیسے ریل کی پٹڑی پر ریل چلتی ہے۔ عمران اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی کے ایک بازو پر سوئچ بورڈ موجود تھا۔ آنے والے دونوں مقامی افراد شیشے کی دیوار کی دوسری طرف قالین پر اسی طرح ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ عمران ایک بٹن دباتے دباتے رک گیا۔ وہ کرسی سے اٹھا اور دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے سوئچ بورڈ پر ایک بٹن پریس کر دیا تو دیوار سرر کی آواز کے ساتھ ہی دوبارہ فرش میں غائب ہو گئی اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا اور پھر اس نے سب سے پہلے اس مرد کے لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کی جیبوں میں سوائے نوٹوں کے اور کچھ نہ تھا۔ وہ ایک بار پھر مڑا اور اس نے سوئچ بورڈ پر بٹن پریس کر کے دیوار دوبارہ چھت تک برابر کر دی اور پھر مڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ چونکہ صدیقی نے اسے بتا دیا تھا کہ انہوں نے کس گیس کی مدد سے ان کی کار بھی روکی تھی اور انہیں بے ہوش بھی کیا تھا اس لئے اس نے کرسی کے بازو پر موجود

ایک بٹن پریس کیا تو دیوار کی دوسری طرف چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی اور اس پورے حصے میں پھیل گئی۔ چند لمحوں بعد روشنی غائب ہو گئی تو عمران نے ایک بٹن دبایا اور پھر خاموشی سے بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان دونوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ عمران نے ایک اور بٹن پریس کیا تو ان دونوں کے منہ سے نکلنے والی ہلکی سی کراہیں بھی اسے سنائی دینے لگیں۔

" یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب"۔ اچانک اس آدمی نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیا مطعب"...... اسی لمحے اس عورت نے بھی اٹھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ان دونوں کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔

" کیا مطلب۔ ہم تو کار میں تھے۔ یہ کون ہے۔ یہ کیا ہوا ہے"...... اس آدمی نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس عورت کے چہرے پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے عمران البتہ اب ان کی گفتگو سن کر کنفرم ہو گیا تھا کہ یہ دونوں مقامی ہیں۔ البتہ ان کے لہجے میں پہاڑی علاقوں میں رہنے والے افراد کی مخصوص کرختگی موجود نہ تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لوگ میدانی علاقے کے رہنے والے ہیں۔

"کیا نام ہیں تم دونوں کے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" تم کون ہو اور ہم کہاں ہیں۔ یہ کون سی جگہ ہے "...... اس آدمی نے بجائے عمران کے سوال کا جواب دینے کے الٹا سوال کر دیا جبکہ وہ عورت انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

" میرا نام علی عمران ہے اور تم نے شاکی میں میرے آدمی کو اپنے آدمیوں کے ہاتھوں اغوا کرایا اور پھر اسے ہلاک کرایا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا تھا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ اس کا اپنا نام لیتے ہی وہ دونوں نہ صرف بے اختیار چونکے تھے بلکہ لاشعوری طور پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا بھی تھا لیکن یہ سب کچھ ایک لمحے کے اندر مکمل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ ویسے ہی حیرت زدہ انداز میں کھڑے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا کسی اغوا یا قتل سے کیا تعلق۔ ہم تو دارالحکومت میں رہتے ہیں۔ میں یونیورسٹی میں پروفیسر ہوں اور میری بیوی ایک مقامی کالج میں پروفیسر ہے۔ ہم دونوں تفریح کرنے شاکی گئے تھے اور اب واپس آرہے تھے کہ اچانک چلتی کار میں کوئی چیز گری اور ہم بے ہوش ہو گئے اور اب یہاں ہوش آیا ہے"۔ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" میرا نام پروفیسر احسان ہے اور یہ میری بیوی ہے رضیہ

احسان"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

" تم کہاں کے رہنے والے ہو"...... عمران نے کہا۔

" ہم راج گڑھ کے رہنے والے ہیں"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کس یونیورسٹی میں پڑھاتے ہو اور کیا سبجیکٹ ہیں۔ پوری تفصیل بتاؤ اور اپنی بیوی کے بارے میں بھی تاکہ تمہاری چیکنگ کی جاسکے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور ہم یہاں کیسے پہنچ گئے"۔ پروفیسر احسان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جو میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ ورنہ ایک بٹن پریس کر کے تم دونوں کا خاتمہ کر دوں گا"...... عمران نے کہا تو پروفیسر احسان نے جلدی جلدی تفصیل بتانا شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بٹن دبایا تو چھت سے ایک بار پھر سرخ رنگ کی تیز روشنی اس حصے میں پھیل گئی جس میں وہ دونوں موجود تھے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں ایک بار پھر ٹیڑھے میڑھے انداز میں نیچے گر گئے عمران نے اٹھ کر کرسی دوبارہ دیوار میں غائب کی اور پھر سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کر کے اس نے درمیانی شیشے کی دیوار غائب کر دی اور آگے بڑھ کر اس نے اس پروفیسر احسان کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب یہ پہلے اس کی تفصیلی چیکنگ کرانا چاہتا تھا کیونکہ اس کا نام سن کر ان دونوں نے

جو لاشعوری ردعمل ظاہر کیا تھا اس نے اسے بہرحال مشکوک کر دیا تھا۔ آپریشن روم میں داخل ہو کر وہ سیدھا ایک علیحدہ کمرے میں آ گیا۔ اس نے اس کمرے میں موجود ایک کرسی پر اس پروفیسر کو بٹھایا اور کرسی کے راڈز باہر نکال کر اس نے اسے راڈز میں جکڑ دیا۔ پھر دیوار کے ساتھ کرسی پر رکھے ہوئے انتہائی جدید ترین میک اپ واشر کو گھسیٹ کر اس کرسی کے قریب لے آیا اور اس نے اس کا کنٹوپ پروفیسر احسان کے سر اور چہرے پر چڑھا کر اسے بند کیا اور پھر اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کنٹوپ میں سرخ رنگ کا دھواں سا بھر گیا۔ چند لمحوں بعد جب دھواں چھٹا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ پروفیسر کا چہرہ ویسے ہی تھا۔ عمران نے کنٹوپ ہٹایا اور کرسی کو دھکیل کر اس نے دیوار کے ساتھ کیا اور پھر مڑ کر کمرے کی سائیڈ میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہاں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی الماریاں موجود تھیں۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین اٹھائی جس کے ساتھ ویسا ہی کنٹوپ موجود تھا جیسا میک اپ واشر کے ساتھ تھا۔ مشین اٹھا کر اس نے الماری بند کی اور پھر دروازے سے واپس پہلے والے کمرے میں آ کر اس نے قریبی میز پر مشین رکھی اور اس کے ساتھ منسلک کنٹوپ اس نے پروفیسر احسان کے سر اور چہرے پر چڑھا کر اسے بند کر دیا۔ یہ مشین اس نے سرداور کے ساتھ طویل عرصہ تک ڈسکس کرنے

کے بعد تیار کرائی تھی اور وہ اسے بائیسکوپ کہا کرتا تھا کیونکہ یہ مشین ہر اس میک اپ کو ختم کر کے سکرین پر اصل چہرہ ظاہر کر دیا کرتی تھی جو کسی بھی انداز میں کیا جائے۔ اس میں اس نے ایسی ریز استعمال کی تھیں جو انسانی کھال سے گزرتے ہوئے اس کھال پر موجود ہر قسم کے تیار شدہ محلول کی تہہ تک کو ظاہر کر دیتی تھی اس لئے ایسا میک اپ جو کسی بھی طرح چیک نہ ہو رہا ہو اس مشین سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ عمران نے اس مشین کی کارکردگی کو خود اپنے ایجاد کردہ ہر قسم کے میک اپ کر کے چیک کیا تھا اور وہ میک اپ جو دنیا کا جدید ترین میک اپ واشر بھی چیک نہ کر سکتا تھا وہ اس مشین سے چیک کر لیا گیا تھا اس لئے عمران نے اس مشین کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ حتمی طور پر بات سامنے آ جائے کہ دراصل یہ آدمی کون ہے کیونکہ بلیک زیرو نے جو رپورٹ دی تھی اور اس آدمی سے باتیں کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یہ آدمی انتہائی کامیاب اداکار ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جس طرح اس کے نام پر چونکے تھے اور پھر انہوں نے اپنے آپ کو نارمل کیا تھا اس سے بھی اسے شک پڑا تھا کہ یہ دونوں بے حد تربیت یافتہ اور انتہائی مضبوط اعصاب کے مالک ہیں۔ اس نے مشین کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کنٹوپ میں پروفیسر احسان کا چہرہ اسے صاف نظر آ رہا تھا لیکن دوسرے لمحے سکرین پر جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر جو چہرہ ابھرا اسے دیکھ کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

اس نے تیزی سے کنٹوپ کی طرف دیکھا۔ اس میں وہی پروفیسر احسان والا چہرہ موجود تھا لیکن سکرین پر جو چہرہ نظر آ رہا تھا وہ ایکریمین تھا۔

"حیرت انگیز۔ تو یہ گالڈر ہے۔ اس قدر کامیاب میک اپ اور اس قدر روانی سے مقامی زبان اور مقامی لہجے میں بولنے نے اسے واقعی حیران کر دیا تھا۔ اگر اس کی ایجاد کردہ بائیسکوپ مشین استعمال نہ کی جاتی تو عمران بھی یقیناً مار کھا چکا تھا۔ عمران کچھ دیر مزید ان دونوں چہروں کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے مشین کے کئی بٹن پریس کر دیئے۔ دوسرے لمحے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مشین کے نچلے حصے میں ایک فوٹوگراف پھسلتا ہوا باہر آگیا۔ عمران نے اسے اٹھا کر سیدھا کیا تو اس کے آدھے حصے میں پروفیسر احسان کا چہرہ موجود تھا جبکہ باقی دوسرے آدھے حصے میں اس کا اصل ایکریمین چہرہ موجود تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کنٹوپ اتارا اور اسے مشین کے ساتھ رکھ کر اس نے کرسی کے راڈز کھولے اور بے ہوش گالڈر کو اٹھا کر اس نے کاندھے پر لادا اور اسے اٹھائے وہ ایک بار پھر سپیشل روم میں پہنچ گیا۔ اس نے گالڈر کو وہاں لٹایا اور اس عورت کو اٹھا کر کاندھے پر لاد کر وہ دوبارہ اس کمرے میں آیا جہاں بائیسکوپ مشین موجود تھی۔ اس نے اس عورت کو کرسی پر بٹھا کر راڈز میں جکڑا اور پھر کنٹوپ اٹھا کر اس عورت کے سر اور

چہرے پر چڑھا کر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک جھماکے سے سکرین پر ایکریمین عورت کا چہرہ نظر آنے لگا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اس بات میں کوئی شک نہ رہا تھا کہ یہ دونوں بلیک ایجنسی کے سپر ٹاپ ایجنٹ گالڈر اور اس کی بیوی سارہ ہیں۔ عمران نے مشین آپریٹ کر کے اس کا بھی فوٹوگراف تیار کیا اور اسے بھی جیب میں ڈال کر اس نے کنٹوپ ہٹایا اور اس مشین کو اٹھا کر واپس الماری میں رکھا اور پھر واپس آکر اس نے اس عورت کے جسم کے گرد راڈز غائب کئے اور اسے اٹھا کر اس نے کاندھے پر ڈالا اور اس کمرے سے لے جا کر واپس سپیشل روم میں ڈال دیا۔ اسے معلوم تھا کہ جس ریز سے یہ بے ہوش ہوئے ہیں ان ریز کے اثرات پانچ گھنٹوں سے پہلے ختم نہیں ہو سکتے اس لئے اسے ان کے ہوش میں آنے کی فکر نہ تھی۔ اس نے سپیشل روم کا دروازہ بند کیا اور آپریشن روم میں آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف نے انتہائی مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

"جوانا کہاں ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" وہ اپنے کمرے میں ہے "...... جوزف نے جواب دیا۔

" تم کار لے کر دانش منزل آ جاؤ۔ میں وہیں سے بول رہا ہوں۔ یہاں سپیشل روم میں ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت بے ہوش پڑے ہیں انہیں اٹھا کر رانا ہاؤس لے جاؤ۔ میں خود وہاں آ کر ان سے پوچھ گچھ کروں گا۔ لیکن انہیں میرے آنے سے پہلے کسی صورت ہوش میں نہیں آنا چاہئے "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل چاروں سردار کی سرائے کے سامنے پہنچے تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ یہ ایک باقاعدہ ہوٹل تھا جس میں بے شمار مرد آ جا رہے تھے لیکن ان سب مردوں کا لباس، انداز اور حرکات بتا رہی تھیں کہ ان کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے بلکہ خاصی تعداد سیاحوں کی بھی تھی جن میں عورتیں بھی شامل تھیں لیکن یہ سب سیاح غیر ملکی تھے جن میں زیادہ تعداد جاپانیوں کی تھی۔ البتہ بہت کم تعداد دوسری قومیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی تھی۔ سرائے کا بڑا گیٹ شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس کے باہر ایک غنڈہ ٹائپ آدمی کھڑا تھا جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور وہ ہر آنے جانے والے کو ناقدانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جولیا نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے تنویر، کیپٹن شکیل اور سب سے آخر میں صفدر اندر داخل ہوا۔ جولیا نے ایکریمین میک اپ

کیا ہوا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھی بھی ایکریمین میک اپ میں تھے۔
احسان کو تنویر نے ایک خالی کمرے میں ڈال دیا تھا اور پھر وہ سب جولیا کے کمرے میں اکٹھے ہوئے تھے۔ جولیا کے کہنے پر ان سب نے ماسک میک اپ کر لئے تھے تاکہ روشن خان کے آدمی انہیں پہچان نہ سکیں اور پھر وہ ہوٹل سے باہر آ گئے۔ ان کی جیبوں میں مخصوص اسلحہ موجود تھا۔ چونکہ یہ چھوٹا سا شہر تھا اس لئے یہاں ٹیکسیوں کا رواج نہ تھا۔ البتہ اکا دکا کاریں اور جیپیں چلتی ہوئی نظر آ رہی تھیں ورنہ زیادہ تر لوگ پیدل ہی چلتے تھے۔ یہ علاقہ چونکہ اپنی خوبصورتی میں دور دور تک مشہور تھا اس لئے یہاں سیاحوں کی بھی خاصی تعداد آتی جاتی رہتی تھی جن میں زیادہ تر تعداد جاپانیوں کی تھی کیونکہ جاپانی سیاحت کے پوری دنیا میں سب سے زیادہ شوقین تھے۔ اس کے بعد ایکریمین تھے اور اس کے بعد باقی قومیتوں کے لوگ تھے۔ وہ سب پیدل چلتے ہوئے سرائے تک پہنچ گئے تھے۔ ان کے ذہنوں میں سرائے کا نام سن کر عمارت کا جو خاکہ ابھرا تھا یہ اس سے قطعاً مختلف تھی۔ یہ ایک ہوٹل تھا جسے سرائے کا نام دیا گیا تھا۔ شاید یہاں سارے علاقے میں ہوٹلوں کو سرائے کا نام دیا جاتا تھا۔ بہرحال جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوئے ان سب کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے کیونکہ ہال میں شراب کی تیز بو اور اس کے ساتھ ہی منشیات کا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ ہال میں موجود عورتیں اور مرد خاصی بے باک حرکتوں میں مصروف تھے لیکن وہاں کا ماحول دیکھ کر ایسے لگتا تھا جیسے یہاں ہر

آدمی ایک دوسرے سے لاتعلق اور بیگانہ ہو۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے تین نوجوان موجود تھے جن میں سے دو تو ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک آدمی سینے پر ہاتھ باندھے کونے میں خاموش کھڑا تھا۔ اس کی تیز نظریں پورے ہال کا اس طرح جائزہ لے رہی تھیں جیسے اس نے اس ہال کے بارے میں کہیں باقاعدہ تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ جولیا اس کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی اور وہ نوجوان جولیا کو کاؤنٹر کی طرف آتے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا روشن خان کی سرائے یہی ہے"۔۔۔۔ جولیا نے کاؤنٹر کے قریب جا کر ایکریمین لہجے میں کہا۔

"یس مس"۔۔۔۔ اس نوجوان نے جولیا اور اس کے پیچھے ساتھ ہی کھڑے اس کے ساتھیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم نے روشن خان سے ملاقات کرنی ہے تاکہ اس سے ڈرگ بزنس کے سلسلے میں بات ہو سکے۔ لمبا سودا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں"۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"ہم ناراک سے آئے ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"سائیڈ راہداری میں چلے جائیں۔ آخر میں باس کا آفس ہے"۔ نوجوان نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اس راہداری کی طرف مڑ گئی۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے راہداری کی طرف بڑھ

گئے ۔ نوجوان انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ ڈال کر رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگالیا۔

"کاؤنٹر سے فلک خان بول رہا ہوں۔ ایک عورت اور تین مرد جو سب ایکریمین ہیں باس سے ملنے آرہے ہیں۔ ڈرگ بزنس کا بڑا سودا کہہ رہے ہیں لیکن مجھے شک پڑا ہے کہ ان کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے کیونکہ ان کے قدوقامت، ڈیل ڈول اور انداز ڈرگ بزنس والوں جیسا نہیں ہے۔ باس کو بتا دینا"...... اس نوجوان نے کہا اور رسیور کاؤنٹر کے نیچے رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب باس کا سیکرٹری پہلے انہیں اچھی طرح چیک کرے گا پھر باس سے ملاقات ہو گی۔ راہداری خاصی طویل تھی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو افراد موجود تھے۔ ان تک پہنچنے پر ان میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا اور جولیا نے شکریہ کے لئے سر ہلایا اور اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے ۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ایک سائیڈ پر ایک کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی سامنے ایک فون رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے میں صوفے بچھے ہوئے تھے لیکن وہاں اس آدمی کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اس کاؤنٹر کے ساتھ شیشے کا دروازہ تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے ۔

"جی فرمائیے ۔ اس آدمی نے غور سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"روشن خان سے ملاقات کرنی ہے۔ ڈرگ بزنس کے سلسلے میں ایک بڑا سودا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"وہ تو دارالحکومت گئے ہوئے ہیں۔ کل واپس آئیں گے "۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"لیکن کاؤنٹر مین نے تو کہا ہے کہ وہ آفس میں موجود ہیں"۔ جولیا نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے محترمہ ۔ کاؤنٹر مین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ آپ جیسے معزز لوگوں سے ڈیل کرے ۔ اس لئے اس نے آپ کو یہاں بھیج دیا ہے۔ اگر آپ کو مجھ پر یقین نہ آرہا ہو تو بے شک دروازہ کھول کر اندر چلے جائیں ۔ آپ کو خود یقین آ جائے گا"...... اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"رہائش گاہ بھی اسی سرائے میں ہی ہے۔ آفس کے پیچھے ان کا ذاتی لرہ ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"دارالحکومت میں ان سے فون پر رابطہ کرو اور میری بات لراؤ"...... جولیا نے کہا۔

"سوری میڈم ۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ خان صاحب کا وہاں کا ابطہ نمبر میرے پاس نہیں ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"میں چیک کر لیتا ہوں"...... اچانک صفدر نے کہا اور تیزی ے آگے بڑھ کر اس نے شیشے والا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا

لیکن اس آدمی نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا اور ویسے ہی اطمینان سے بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد ہی صفدر واپس آگیا۔

"آفس اور اس کے پیچھے کمرہ دونوں خالی ہیں"...... صفدر نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میرا نام راسم ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب ہم کل آئیں گے"...... جولیا نے کہا اور واپس مڑنے ہی لگی تھی کہ اچانک اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور راسم چیختا ہوا کرسی سمیت الٹ کر سائیڈ پر جا گرا۔ دوسرے لمحے تنویر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر اس سے پہلے کہ راسم اٹھتا جولیا کی لات گھومی اور کمرہ راسم کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ وہ یکلخت ساکت ہو گیا تھا۔

"اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن اب اس روشن خان کو کیسے تلاش کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہی بتائے گا۔ اسے اٹھا کر اندر لے چلو"...... جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی آگے بڑھتے اچانک ان کے عقب میں دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ سب تیزی سے مڑے ہی تھے کہ دروازے سے باہر موجود دونوں مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔

"یہ کیسا دھماکہ اور چیخ تھی۔ راسم کہاں ہے"...... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ راسم میز کے پیچھے گرا ہوا تھا اور وہ سب میز کے گرد اکٹھے کھڑے تھے۔ آنے والے دونوں دربانوں کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی احتیاط کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

"وہ اندرونی کمرے میں گیا ہے۔ تم کیوں اندر آئے ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا جو ان کے زیادہ قریب تھا۔

"یہ چیخ اور دھماکہ کیسا تھا"...... اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے کان تو نہیں بج رہے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گر گئے۔ کیپٹن شکیل نے اس دوران جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا اور پھر اس کا ٹریگر دبا دیا۔ مشین گنیں ان دونوں کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری تھیں۔ یہ دونوں دربان مقامی تھے۔ ان میں سے ایک تو چند لمحوں سے زیادہ تڑپ ہی نہ سکا تھا جبکہ دوسرا ابھی تک تڑپ رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا۔

"کہاں ہے روشن خان۔ بولو ورنہ"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس آدمی کا چہرہ تاریک پڑنے لگ گیا تھا۔

اس نے اضطراری طور پر ہاتھ مار کر کیپٹن شکیل کی ٹانگ ہٹانا چاہی تھی لیکن کیپٹن شکیل نے ٹانگ پر ذرا سا دباؤ بڑھا دیا تو اس کا ہاتھ اس کے سینے پر ہی بے جان ہو کر گر گیا۔

"بولو ۔ کہاں ہے روشن خان۔ بولو"...... کیپٹن شکیل کی غراہٹ اور بڑھ گئی تھی۔

"نن ۔ نیچے ۔ نیچے ۔ تہہ خانے میں ۔ نیچے"...... اس آدمی کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلے اور اس کے ساتھ ہی اسے ایک ہچکی سی آئی اور اس کی گردن مڑ گئی اور آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

"نیچے سیڑھیاں اندرونی کمرے سے جا رہی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس راسم کا بھی خاتمہ کر دو اور دروازہ اندر سے لاک کر دو اور فون کا رسیور اٹھا کر علیحدہ رکھ دو"...... جولیا نے ڈرامہ ہدایت کاروں کی طرح ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ صفدر اس کے پیچھے تھا۔ تنویر نے مشین پسٹل کی فائرنگ کر کے راسم کا خاتمہ کر دیا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک طرف رکھ دیا جبکہ کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر وہ دونوں بھی صفدر اور جولیا کے پیچھے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ اندرونی کمرے میں ایک دیوار درمیان سے کھلی ہوئی نظر آ رہی تھی اور نیچے

سیڑھیاں جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"یہ دیوار کس طرح کھل گئی"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس دیوار کی ساخت دیکھ کر مجھے شک پڑا تھا کہ یہاں سیڑھیاں ہو سکتی ہیں۔ جب سیڑھیوں کو خفیہ رکھنا مقصود ہو تو اس وقت اسی ساخت کی دیواریں بنائی جاتی ہیں۔ اس وقت میں نے اسے نظرانداز کر دیا تھا۔ اب اس دربان نے جب تہہ خانے کی بات کی تو میرے ذہن میں فوراً یہ دیوار آ گئی تھی"...... صفدر نے کہا۔

"یہ دروازہ بھی بند کر دو"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اندرونی کمرے کا دروازہ بھی بند کر دیا تو جولیا سیڑھیاں اترنے لگی ۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی سیڑھیاں اترتے چلے گئے ۔ سیڑھیاں چکر کھا کر نیچے جا رہی تھیں اور تھوڑی دیر بعد جولیا اور اس کے ساتھی ایک خاصے بڑے کمرے میں پہنچ گئے ۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور کمرہ خالی تھا۔ کسی قسم کا کوئی فرنیچر وہاں موجود نہ تھا جبکہ دروازے کی دوسری طرف سے آوازوں کا ہلکا ہلکا شور سنائی دے رہا تھا۔

"محتاط رہنا"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ سب ایک ایک کر کے دروازہ کراس کر کے دوسری طرف ایک خاصے وسیع ہال میں پہنچ گئے جہاں جوئے کی میزیں لگی ہوئی تھیں اور وہاں عورتیں اور مرد بڑے زور شور سے جوا کھیلنے میں مصروف تھے جبکہ دس کے قریب

مسلح بدمعاش وہاں اس طرح پھر رہے تھے جیسے پہرہ دے رہے ہوں۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ سب چونک پڑے تھے کیونکہ تنویر اور صفدر کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور پھر وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے۔ جولیا نے تیز نظروں سے ایک لمحے میں ہال کا جائزہ لے لیا تھا۔ ایک طرف چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا اور باہر ایک لحیم شحیم غنڈہ بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔

" تم ۔ تم کون ہو اور اس راستے سے کیسے آئے ہو"...... ایک مشین گن بردار نے تیزی سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" ہم نے روشن خان سے ملنا ہے۔ راسم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور روشن خان نے اس کی اجازت دی ہے"...... جولیا نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ جاؤ"...... اس آدمی نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور اس کے اس طرح پیچھے ہٹنے سے باقی مسلح افراد کے چہروں پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ جولیا مڑ کر اس راہداری کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کے ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے تھے۔

" کون ہو تم اور اسلحہ لے کر ادھر کیوں آ رہے ہو"...... راہداری میں دروازے کے سامنے موجود مسلح آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں

کہا۔

" ہمیں راسم نے بھیجا ہے اور روشن خان نے ملاقات کی اجازت دی ہے"...... جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" باس مصروف ہیں۔ تم ابھی ایک گھنٹہ انتظار کرو اور یہ اسلحہ کاؤنٹر پر جمع کرا دو۔ واپسی پر مل جائے گا"...... اس آدمی نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

" ہمارے پاس ایک سیکنڈ بھی نہیں ہے اور تم ایک گھنٹے کی بات کر رہے ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی جیکٹ کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مسلح آدمی سنبھلتا تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی چیختا ہوا نیچے گر گیا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گنیں چھوٹ کر فرش پر جا گری تھی جسے صفدر نے جھپٹ کر اٹھا لیا۔

" تم ان کا خاتمہ کر دو۔ میں اس روشن خان سے نمٹ لوں۔ کیپٹن شکیل میرے ساتھ رہے گا"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دو مسلح آدمی دوڑتے ہوئے راہداری میں آتے دکھائی دیئے۔ وہ شاید مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ اور اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور اس کے گرنے کا دھماکہ سن کر آئے تھے کہ تنویر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ صفدر اور تنویر دوڑ کر ہال کی طرف بڑھ گئے جبکہ جولیا نے اس درمیانی دروازے کے درمیان میں اس جگہ پر مشین

گن سے فائر کھول دیا جہاں لاک ہوتا ہے اور لاک کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر جلتا ہوا سرخ بلب بھی یکلخت بجھ گیا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر زور سے دروازے پر لات ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا۔ جولیا بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ کمرہ خالی تھا۔ اسی لمحے کمرے کی سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مقامی آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا اور پھر جولیا اور اس کے پیچھے کیپٹن شکیل کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اس قدر حیرت ابھری کہ چہرہ ایک لمحے کے لئے مسخ سا ہو کر رہ گیا۔

"تم۔ تم کون ہو اور یہاں میرے آفس میں۔ کون ہو تم۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"تمہارا نام روشن خان ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ مگر کیا مطلب۔ تم کون ہو"...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے کوٹ کی جیب کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی روشن خان کسی لٹو کی طرح گھوما اور پھر چیختا ہوا پہلو کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ اس کے ایک بازو کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ نیچے گرتے ہی اس نے اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا اور اس کا فرش پر پڑا ہوا جسم اس طرح اچھلنے لگا جیسے ربڑ کی گیند کو فرش

پر مار دیا جائے تو وہ کافی دیر تک اچھلتی اور گرتی رہتی ہے۔ اس کے دوسرے بازو کے بھی پرخچے اڑ گئے تھے اور اب اس روشن خان کا جسم ہلکے ہلکے جھٹکے کھا رہا تھا اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ جولیا کی ٹانگ حرکت میں آئی اور روشن خان کے جبڑے پر اس کے جوتے کی ٹو پڑی تو روشن خان ایک ہی ضرب کھا کر چیختا ہوا ہوش میں آیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئیں لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگوں کی بھی وہی حالت ہوئی جو اس کے بازوؤں کی ہوئی تھی اور روشن خان چیختا ہوا ایک بار پھر ساکت ہو گیا تو جولیا کی لات ایک بار پھر گھومی اور اس بار دو ضربیں کھا کر روشن خان کو ہوش آیا لیکن اب اس کا چہرہ بے حد مسخ ہو رہا تھا اور آنکھیں چندھیا سی گئی تھیں۔ اب وہ لنج منج حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے بازوؤں اور ٹانگوں سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔

"بولو۔ کہاں ہیں وہ گالڈر اور سارہ جنہوں نے تمہیں گروپوں کی چیکنگ کے لئے کہا تھا"...... جولیا نے مشین گن کی نال کو اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے ہیڈ کوارٹر نے احکامات دیئے تھے۔ ہیڈ کوارٹر نے"...... روشن خان نے ڈرتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کس کا ہیڈ کوارٹر اور وہاں کون انچارج ہے"...... جولیا نے اور

زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

" ہافرے گروپ کا ہیڈ کوارٹر۔ اس کا سربراہ تو ہافرے ہے لیکن ہمارا تعلق سپیشل سیکشن سے ہے اور اس کا انچارج اینڈریو ہے"...... روشن خان رک رک کر جواب دے رہا تھا اور ہر لفظ بولتے ہوئے اس کی آواز مدھم پڑتی جا رہی تھی۔

"یہاں ایکریمین پراجیکٹ کہاں ہے"...... جولیا نے کہا۔

" ایکریمین پراجیکٹ ۔ نہیں ۔یہاں نہیں ہے"...... روشن خان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کی گردن ڈھلک گئی اور آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"آؤ چلیں"...... جولیا نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

" آپ نے اس پر انتہائی عجیب تشدد کیا ہے مس جولیا"۔ کیپٹن شکیل نے مڑتے ہوئے کہا۔

" اس کے چہرے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ عام حالات میں کچھ نہ بتاتا"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ راہداری میں آئے تو وہاں ہال میں دس مسلح افراد کے ساتھ ساتھ چند مزید افراد بھی ہلاک ہو چکے تھے جبکہ سات افراد دیواروں کے ساتھ ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔ ان سب کے چہروں پر موت کا خوف پوری شدت سے نمایاں تھا۔

" کمال ہے۔ ان افراد کو کیسے زندہ چھوڑ دیا ہے تم نے"۔ جولیا

نے تنویر سے کہا۔

" یہ میرا کام ہے ورنہ تنویر تو سب کو ہلاک کرنے پر تلا ہوا تھا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" چلو انہیں یہیں چھوڑ کر ہم خفیہ راستے سے باہر نکل جائیں اور فوراً ہی ہم نے میک اپ تبدیل کرنے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

" ادھر ہے خفیہ راستہ"...... صفدر نے کہا تو تنویر نے وہاں موجود افراد کو کہنا شروع کر دیا کہ اگر انہوں نے باہر آنے کی کوشش کی تو ان سب کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا اور پھر خفیہ راستے سے وہ اس سرائے کی عقبی طرف ایک گلی میں پہنچ گئے۔ اسلحہ انہوں نے راستے میں ہی پھینک دیا تھا اور پھر باہر سے دروازے کی کنڈی لگا کر ان سب نے وہیں گلی میں ہی چہروں پر سے ماسک اتارے اور دوسرے ماسک نکال کر چہروں پر چڑھا کر دونوں ہاتھوں سے انہیں تھپتھپا کر ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب نئے میک اپ میں تھے اور پھر گلی سے وہ باہر سڑک پر آ گئے۔

" کیا بتایا ہے روشن خان نے"...... صفدر نے کہا۔

" میں پبلک فون بوتھ سے چیف سے بات کر لوں۔ پھر بتاتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور کچھ آگے بڑھ کر وہ سڑک کے کنارے پر موجود ایک پبلک فون بوتھ میں داخل ہو گئی جبکہ اس کے ساتھی خاموشی سے ادھر ادھر ہو گئے۔ جولیا نے انکوائری کے نمبر پریس کر کے ان سے دارالحکومت کا رابطہ نمبر معلوم کیا اور سکے ڈال کر اس

نے رابطہ نمبر اور پھر چیف کا نمبر پریس کر دیا۔
"ایکسٹو"...... چند لمحوں بعد چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔
"جولیا بول رہی ہوں چیف۔ شاکمان سے"...... جولیا نے کہا۔
"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو جولیا نے شروع سے آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔
"تم سب فوراً واپس آجاؤ۔ گالڈر اور اس کی بیوی سارہ دونوں شاکی سے دارالحکومت آرہے تھے کہ انہیں کور کر لیا گیا ہے اس لئے اب پراجیکٹ کے بارے میں وہ خود ہی بتائیں گے اور پھر ان معلومات کے مطابق دوبارہ مشن مکمل کیا جائے گا۔ فی الحال تم واپس آجاؤ"...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور فون بوتھ سے باہر آگئی۔ پھر اس نے ساتھیوں کو تفصیل بتائی تو سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ناکام کیوں"...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے نہ ہی اس گالڈر اور سارہ کا پتہ چلا سکے ہیں اور نہ ہی پراجیکٹ کے بارے میں علم ہو سکا ہے"...... تنویر نے کہا۔
"ہاں۔ اس لحاظ سے تو اسے ناکامی ہی کہا جا سکتا ہے لیکن چیف نے کہا ہے کہ گالڈر اور سارہ شاکی سے دارالحکومت جا رہے تھے کہ

انہیں کور کر لیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں غلط جگہ پر بھیجا گیا تھا۔ گالڈر اور سارہ یہاں موجود ہی نہیں تھے"...... جولیا نے جواب دیا۔ وہ سب اب پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔
"اوہ۔ یقیناً شاکی میں عمران خود ہو گا تاکہ وہ اب ہمیں چڑا سکے"۔ تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
"اگر عمران وہاں گیا ہوتا تو یہ لوگ شاکی میں ہی پکڑے جاتے اور دارالحکومت پہنچ ہی نہ سکتے"...... جولیا نے کہا تو سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ جولیا کی بات سے سو فیصد متفق ہوں۔

عمران کے فون کرنے پر رانا ہاؤس سے جوزف آکر سپیشل روم سے گالڈر اور سارہ کو اٹھاکر کار میں ڈال کر رانا ہاؤس لے گیا تھا۔ عمران ابھی آپریشن روم میں ہی موجود تھا کیونکہ اس کے ذہن میں بلیک زیرو کی رپورٹ گونج رہی تھی کہ اس نے خصوصی مشین سے پورے شاکی کی چیکنگ کر لی ہے۔ وہاں کوئی کنٹرولنگ سسٹم نہیں ہے اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ کیا حکومت کے ماہرین کی امداد حاصل کرنی چاہئے یا کچھ اور کرنا چاہئے۔ ویسے اسے یقین تھا کہ گالڈر اور سارہ کو بھی ان کا علم نہیں ہو گا۔ بہرحال یہ بات بھی یقینی نہ تھی کہ ایسے پراجیکٹس وہاں بھی موجود رہے ہوں اور پھر صرف معلومات فروخت کرنے والی لارڈ ہیرنگٹن کی بیٹی کی اطلاع تھی۔ وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے فون کرنے والی جولیا تھی۔ اس

نے جو تفصیلی رپورٹ دی تھی اس سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ ان لوگوں کو کور کرنے کے لئے کسی اسمگلر گروپ کو سامنے لایا گیا تھا اور یقیناً یہ کام گالڈر نے کیا ہو گا اس لئے اس نے انہیں واپس آنے کا کہہ دیا تھا کیونکہ اب وہاں ان کا رہنا فضول تھا۔ اب وہ پہلے کنفرم کرنا چاہتا تھا کہ واقعی کوئی پراجیکٹ شاکمان اور شاکی میں موجود ہے یا نہیں اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنا شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ چونکہ وہ اس وقت ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا تھا اس لئے اس کا لہجہ اور انداز خود بخود سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ خیریت۔ تم ٹھیک تو ہو"...... سرسلطان نے یکلخت انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے سنجیدہ ہونے سے سرسلطان پریشان ہو

گئے ہیں کہ یا تو کوئی انتہائی اہم واقعہ ہو گیا ہے یا پھر اس کی طبیعت خراب ہے کیونکہ مذاق اب عمران کی فطرت ثانیہ بن چکا تھا اور اب اس کی سنجیدگی کو ہمیشہ دوسرے لفظوں میں ہی لیا جاتا تھا۔

" میں ٹھیک ہوں جناب ۔اس وقت معاملات ایسے ہیں کہ مجھے فوری طور پر اس کا کوئی حل چاہئے ۔اس لئے میں سنجیدہ ہو رہا ہوں بلکہ رنجیدہ ہو رہا ہوں "...... عمران نے کہا اور وہ واقعی فقرے کے آخر میں پہنچ کر اپنے مخصوص موڈ میں آگیا تھا۔

" بس ۔بس کافی ہے ۔اب میں سمجھ گیا ہوں کہ تم واقعی سنجیدہ ہو اور کوئی بات نہیں ہے ۔خدا کرے تم اسی طرح سنجیدہ رہو۔ بتاؤ کیا مسئلہ ہے جس نے تمہیں سنجیدہ ہونے پر مجبور کر دیا ہے "۔ سرسلطان نے اسے پٹڑی سے اترتے محسوس کر کے فوراً کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا نے پہاڑی علاقے شاکمان میں کوئی خفیہ میزائل پراجیکٹ بنایا ہوا ہے جس کا علم نہ پاکیشیا والوں کو ہے اور نہ شوگران کو اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم اس نے شاکی میں بنایا ہوا ہے ۔اس کا بھی کسی کو علم نہیں۔ مخصوص مشینری کے سروے کے باوجود اس کا علم نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ بات اس لئے یقینی ہو جاتی ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے اس نے بلیک ایجنسی کے ایسے دو ٹاپ ایجنٹ مقرر کر رکھے ہیں جو یہاں کی مقامی زبان بھی مقامی لہجے میں انتہائی روانی سے بولتے ہیں اور انہوں نے ایسے

مقامی میک اپ کر رکھے ہیں جنہیں کسی صورت کسی بھی جدید ترین میک اپ واشر سے بھی واش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں ایجنٹ میرے قبضے میں ہیں لیکن انہیں بھی اس بارے میں علم نہیں ہے ۔انہیں وہاں صرف اس لئے بھیجا گیا تھا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو وہ اسے کور کر سکیں ۔انہوں نے دارالحکومت کے ایک گروپ کو ہائر کر کے کام کیا لیکن وہ گروپ تو ناکام رہا اور یہ خود دارالحکومت آتے ہوئے ہمارے ہاتھ لگ گئے لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم پہلے کنفرم ہو سکیں کہ کیا واقعی یہاں پراجیکٹ ہے یا نہیں۔ پھر کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے "...... عمران نے واقعی اپنی فطرت کے خلاف پوری سنجیدگی سے تمام تفصیل بتا دی تھی۔

" یہ کنفرمیشن کیسے ہو سکتی ہے۔ مجھے بتاؤ "...... سرسلطان نے کہا۔

" ایک ہی صورت ہے کہ سر ڈیفنس کمیٹی کے ارکان نے دو میٹنگز کی تھیں اور پوائنٹس منتخب کئے تھے ۔ان کی رپورٹس وزارت دفاع سے غائب کر دی گئی ہیں لیکن یہ رپورٹس یقیناً دوسری میٹنگ کے بعد بھجوائی گئی ہو گی ۔پہلی میٹنگ میں جو رپورٹ تیار کی گئی ہو گی اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے ۔آپ وزارت دفاع سے پہلے یہ پوچھیں کہ اس کمیٹی کا سربراہ کون تھا۔ پھر اس کے ذاتی سامان وغیرہ کی چیکنگ کی جا سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ رپورٹ اس سامان میں موجود ہو "...... عمران نے کہا۔

" اچھا ۔ میں معلوم کرتا ہوں لیکن اس سے کیا ہو گا" ۔ سر سلطان نے کہا۔

" سر سلطان ۔ اس پوری کمیٹی کو پراسرار انداز میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور ہلاک کرنے والے ایکریمین تھے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کمیٹی نے میٹنگ میں کوئی ایسا پوائنٹ منتخب کر لیا تھا جسے ایکریمیا سامنے نہ لانا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ رپورٹ بھی غائب کر دی اور کمیٹی کا بھی خاتمہ کرا دیا۔ اگر یہ رپورٹ مل جائے اور اس میں شاکمان یا شاکی کا نام درج ہو تو پھر یہ کنفرم ہو جائے گا کہ ایکریمیا کا پراجیکٹ بہرحال یہاں موجود ہے ۔ پھر سوچیں گے کہ اسے کس طرح ٹریس کر کے ختم کیا جائے کیونکہ یہاں ایکریمین پراجیکٹ کی موجودگی ہمارے دفاع اور ہمارے ملک کی آزادی کے لئے انتہائی شدید ترین خطرہ ثابت ہو سکتی ہے" ...... عمران نے واقعی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تمہاری بات واقعی درست ہے ۔ میں معلوم کراتا ہوں ۔ تم کہاں سے کال کر رہے ہو" ...... سر سلطان نے کہا۔

" دانش منزل سے " ...... عمران نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں معلوم کر کے تمہیں کال کرتا ہوں" ۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو" ...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سلطان بول رہا ہوں" ...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" کیا ہوا ۔ کچھ معلوم ہوا" ...... عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔

" یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کمیٹی کے سربراہ جنرل طلعت حسین تھے اور ان کے ذاتی سامان کی ملٹری انٹیلی جنس نے تلاشی لی ہے لیکن ایسی کوئی رپورٹ انہیں نہیں مل سکی ۔ میں نے کرنل شہباز سے براہ راست بات کی ہے ۔ البتہ کرنل شہباز نے مجھے بتایا ہے کہ جنرل طلعت حسین کے بارے میں انہیں معلوم ہوا ہے کہ جنرل طلعت حسین نے کمیٹی کی آخری میٹنگ کے فوری بعد دارالحکومت کے ایک کلب جسے ایس ایس کلب کہا جاتا ہے، کے مالک اور مینجر سٹانزا سے ملاقات کی تھی ۔ یہ سٹانزا جنرل طلعت حسین کا گہرا دوست ہے اور عمران سے ملاقات کرتا رہتا تھا اور جنرل صاحب بھی کبھی کبھار کلب چلے جایا کرتے تھے ۔ یہ سٹانزا ایکریمین ہے" ...... سر سلطان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" کہاں ملاقات کی تھی جنرل صاحب نے اس سٹانزا سے" ۔ عمران نے پوچھا۔

" وہیں جی ایچ کیو کے وزٹنگ روم میں ۔ انہوں نے پہلے سے ہی اسے بطور مہمان وہاں کال کر رکھا تھا۔ پھر میٹنگ کے اختتام پر وہ

اس سے ملنے چلے گئے جبکہ ممبران واپس چلے گئے تھے"۔ سرسلطان نے
کہا۔

"کیا کرنل شہباز نے اس سٹانزا سے پوچھ گچھ کی ہے"...... عمران
نے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ سٹانزا سے انہوں نے
پوچھ گچھ کی ہے۔ سٹانزا نے انہیں بتایا کہ جنرل طلعت حسین نے
اسے اس لئے کال کیا تھا کہ اس کی بہن ایکریمیا کی کسی یونیورسٹی
میں داخل تھی۔ وہاں کسی سیاسی جھگڑے کی بنیاد پر اسے یونیورسٹی
سے نکال دیا تھا۔ جنرل صاحب نے ایکریمین سفیر سے بات کی اور
کوشش کی لیکن اسے دوبارہ داخلہ نہ مل سکا جبکہ اس یونیورسٹی کا
ڈین سٹانزا کا دوست تھا۔ اس کا نام ڈاکٹر جیفرے ہے جبکہ جنرل
صاحب نے سٹانزا سے کہا اور سٹانزا نے وہیں جی ایچ کیو سے ڈاکٹر
جیفرے کو کال کر کے سفارش کی تو داخلہ دے دیا گیا۔ کرنل شہباز
نے کال چیک کرائی تو واقعی یہ کال کی گئی تھی اور داخلے کی ہی بات
ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ سٹانزا کے خلاف کسی قسم کی کوئی رپورٹ
بھی موجود نہ تھی اس لئے وہ خاموش ہو گئے"...... سرسلطان نے
پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اتنی تفصیلات حاصل کی ہیں آپ نے۔ ویری گڈ۔ میرا
خیال ہے کہ آپ کو سیکرٹری شپ جیسا فضول کام چھوڑ کر سیکرٹ
سروس میں شامل ہو جانا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"تاکہ تمہاری طرح چھوٹے چھوٹے چیک کا رونا روتے ہوئے
میری باقی عمر گزر جائے۔ یہ تم ہی بھگتو۔ اللہ حافظ"...... سرسلطان
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے
ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کو کھسکا کر اس نے اپنے سامنے
کیا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا
بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار
کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ہی
ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ ایس ایس کلب کے مالک اور جنرل مینجر سٹانزا کو جانتے
ہو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ایکریمین ہے لیکن کسی
غلط دھندے میں ملوث نہیں ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا
گیا۔

"کیا تم اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا سکتے ہو۔ اوور"۔ عمران
نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جو میں پوچھا کروں صرف اس کا جواب دیا کرو۔ یہ لیکن اور اگر

مگر کے الفاظ آئندہ تمہارے منہ سے نکلے تو کسی کچرا گھر میں پڑے ایڑیاں رگڑ رہے ہو گے ۔ اوور"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری باس ۔ اوور"...... ٹائیگر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ستانزا کو میں ایک گھنٹے کے اندر اندر رانا ہاؤس میں دیکھنا چاہتا ہوں ۔ سمجھے ۔ اوور"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔ حکم کی تعمیل ہو گی ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"نانسنس ۔ اب لیکن کہنے لگ گیا ہے"...... عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر اس نے فون کو رانا ہاؤس کے خصوصی فون کے ساتھ لنک کر کے دانش منزل کا خودکار نظام آن کیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار عقبی طرف سے نکل کر رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"اس جوڑے کی کیا پوزیشن ہے جوزف"...... عمران نے رانا ہاؤس پہنچ کر جوزف سے کہا۔

"وہ دونوں مسلسل بے ہوش ہیں باس اور جوانا ان کی نگرانی کر رہا ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی ٹائیگر ایک اور آدمی کو لا رہا ہے ۔ اسے بھی تم نے بلیک روم میں پہنچانا ہے اور ٹائیگر کو واپس بھیج دینا"...... عمران نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا بلیک روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک روم

میں جوانا موجود تھا۔ اس نے عمران کے اندر داخل ہوتے ہی مخصوص انداز میں سلام کیا۔

"یہ دونوں تمہارے ہم قوم ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا یہ دونوں میک اپ میں ہیں"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ کیوں تم اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ساتھ رہ رہ کر اب مجھے بھی میک اپ کی پہچان ہوتی جا رہی ہے اور میری چیکنگ کے لحاظ سے تو یہ مقامی افراد ہیں"۔ جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے چیکنگ کس سے کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نظروں سے ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جدید ترین میک اپ واشر بھی یہ میک اپ چیک نہیں کر سکا۔ خود میں بھی انہیں نہ پہچان سکا تھا لیکن ایک خصوصی مشین نے ان کی اصل شکلوں کو اوپن کر دیا۔ یہ دیکھو ان کے فوٹو گراف"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے دو کمپیوٹر فوٹو گراف نکال کر جوانا کی طرف بڑھا دیئے ۔ ان کارڈز پر

دونوں تصویریں تھیں۔ ایک اس مقامی میک اپ میں اور دوسری ان کی اصل شکل میں۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ گالڈر ہے۔ یہ کب سے گالڈر بن گیا ہے۔ اس کا نام تو ٹونی تھا"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ٹونی۔ کیا مطلب۔ کیا تم اسے جانتے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اچھی طرح۔ یہ ٹونی ناراک کے معروف پیشہ ور قاتل روبرٹ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ روبرٹ پیشہ ور قاتلوں میں لیجنڈ کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں خود اس کا شاگرد ہوں اور یہ ٹونی میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ روبرٹ کے کہنے پر میں نے اسے اپنا شاگرد بنا لیا تھا اور بے شمار معاملات میں اس نے میرا ساتھ دیا تھا۔ پھر میں ماسٹر کلر میں شامل ہو کر ولنگٹن آ گیا۔ اس کے بعد اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اب یہ گالڈر کے نام سے نظر آ رہا ہے"...... جوانا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ پھر یہ یقیناً کسی ایجنسی میں شامل ہو گیا ہو گا اور اب بلیک ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ بن چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر۔ آپ نے اس سے کیا پوچھنا ہے"...... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیوں۔ شاگرد کو دیکھ کر تمہاری رگ استادی پھڑک اٹھی

ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ماسٹر۔ یہ بچپن سے ہی انتہائی ضدی رہا ہے اس لئے روبرٹ اسے ڈنکی ٹونی کہا کرتا تھا اور اس کی ضد واقعی گدھے جیسی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ زبان نہ کھولے لیکن میں اس کی زبان کھلوا سکتا ہوں"...... جوانا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب وقت آئے گا تو تمہاری استادانہ صلاحیتوں کو بھی چیک کر لیا جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش ایکریمین نژاد آدمی لدا ہوا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ سٹانزا ہو گا۔

"کیا اسے ٹائیگر دے کر گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس اور ٹائیگر باہر موجود ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ آپ کا حکم ہے کہ واپس چلا جائے لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے مل کر جائے گا"...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کرسی پر سٹانزا کو ڈالا اور پھر راڈز والا بٹن دبا کر اس نے راڈز میں اس کا جسم جکڑ دیا۔

"بلاؤ اسے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"ماسٹر۔ کیا آپ ٹائیگر سے ناراض ہیں"...... اچانک جوانا نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کا لہجہ بتا رہا ہے"...... جوانا نے جواب دیا۔

"ہاں ۔ اس نے اب میرے سامنے لفظ لیکن بولنا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ماسٹر ۔ میں ٹائیگر کی طرف سے آپ سے معافی مانگتا ہوں"۔ جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا وقت آگیا ہے ۔ پہلے تم اپنی غلطی پر بھی کسی سے معافی مانگنے کے قائل نہیں تھے لیکن اب دوسروں کی جگہ معافی مانگ رہے ہو ۔ اسے کہتے ہیں انقلاب زمانہ "...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔

"ماسٹر ۔ آپ کے ساتھ رہ کر میں نے واقعی بہت کچھ سیکھا ہے"...... جوانا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف اور اس کے پیچھے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ ٹائیگر کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"باس آپ مجھ سے ناراض ہیں شاید ۔ میں نے لفظ لیکن کسی اعتراض کی بنا پر نہیں کہا تھا"...... ٹائیگر نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"جوانا نے تمہاری جگہ معافی مانگ لی ہے اس لئے اس بار تو میں تمہیں معاف کر رہا ہوں لیکن آئندہ تم نے کسی بھی وجہ سے میرے

سامنے اگر مگر یا لیکن کے الفاظ بولے تو پھر شاید کسی وضاحت کی بھی نوبت نہ آئے"...... عمران نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا باس اور میں جوانا کا مشکور ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اس نے متشکرانہ نظروں سے جوانا کی طرف دیکھا۔

"بیٹھو اور بتاؤ کہ کوئی پرابلم تو نہیں ہوا اس کے اغوا میں"۔ عمران نے کہا۔

"شکریہ باس ۔ یہ میرا گہرا دوست رہا ہے اس لئے میں اس کے آفس میں گیا۔ اسے گیس سے بے ہوش کیا اور پھر خاص خفیہ راستے سے نکال کر اسے یہاں لے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوزف اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس باس "...... جوزف نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایک طرف الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بوتل اٹھائی اور الماری بند کر کے وہ واپس مڑا اور اس نے سٹانزا کے قریب جا کر بوتل کھولی اور اس کا دہانہ سٹانزا کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے وہ واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بوتل دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر نے کون سی گیس بے ہوش کرنے کے لئے استعمال کی تھی اور چونکہ عمران نے ٹائیگر کو واپس جانے کا کہہ دیا تھا اس لئے جوزف اس سے پہلے ہی اس گیس کے بارے میں معلوم کر چکا تھا اس لئے اس نے

اس کا اینٹی استعمال کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سٹانزا کو ہوش آگیا۔

" یہ ۔ یہ ۔ یہ کیا مطلب ۔ میں یہ کہاں ہوں ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ ٹائیگر تم ۔ عمران ۔ یہ سب کیا ہے"...... سٹانزا نے آنکھیں کھولتے ہی رک رک کر کہا۔

" تم مجھے جانتے ہو سٹانزا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ اچھی طرح جانتا ہوں ۔ لیکن تم نے مجھے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے۔ ٹائیگر تم نے کیا کیا۔ یہ کیوں کیا ہے"...... سٹانزا نے کہا۔

" سنو سٹانزا ۔ اگر تم مجھے جانتے ہو تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں ملک دشمن افراد کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں"...... عمران کا لہجہ سرد تھا۔

" ملک دشمن ۔ کیا مطلب ۔ میں نے تو کبھی کوئی ملک دشمنی کا کام نہیں کیا۔ ٹائیگر سے پوچھ لو۔ میں تو کسی قسم کا کوئی غلط دھندہ بھی نہیں کرتا۔ میں تو صرف کلب چلاتا ہوں"...... سٹانزا نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں ایکریمیا کی جاسوسی کرتے ہو لیکن چونکہ ایسے بے شمار لوگ یہاں کام کرتے رہتے ہیں ہر ملک کے، اس لئے میں نے تمہاری طرف کبھی توجہ نہیں دی لیکن اب تم نے ایک ایسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے تم یہاں نظر آرہے ہو۔ اب میری بات اچھی طرح سن کر اور سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ اگر تم نے تعاون کیا تو ہو سکتا ہے کہ تم زندہ سلامت واپس چلے جاؤ ورنہ

دوسری صورت میں یہ دونوں دیو تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دیں گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" مم ۔ مم ۔ میں تعاون کروں گا۔ مجھے مت مارو"...... سٹانزا نے اس بار انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

" تم نے کچھ عرصہ پہلے جی ایچ کیو میں جنرل طلعت حسین سے ملاقات کی تھی وہاں جنرل طلعت حسین نے اپنی بیٹی کے یونیورسٹی میں داخلے کے سلسلے میں تم سے بات کی تھی۔ کیا تمہیں یاد آگیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ مجھے یاد ہے"...... سٹانزا نے کہا۔

" جنرل طلعت حسین نے تمہیں ایک کاغذ دیا تھا جس پر انہوں نے ہاتھ سے وہ تمام پوائنٹس لکھے ہوئے تھے جہاں سپر ڈیفنس کنٹرول سسٹم کے سلسلے میں مشینری نصب ہونی تھی اور تم نے وہ کاغذ خاموشی سے ایکریمیا بھجوا دیا تھا۔ اس ساری کارروائی کی فلم ہمارے پاس موجود ہے اس لئے انکار کی ضرورت نہیں ہے"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

" کاغذ ۔ اوہ نہیں۔ جنرل صاحب نے مجھے کوئی کاغذ نہیں دیا تھا"...... سٹانزا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" سنو سٹانزا ۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جھوٹ مت بولو۔ جنرل طلعت حسین کی سربراہی میں ڈیفنس کمیٹی نے جو رپورٹ تیار کی تھی وہ رپورٹ بھی تم نے وزارت دفاع کی فائل سے اڑا لی تھی لیکن اس

سے پہلے ایکریمیا کے پاس ان پوائنٹس کے بارے میں رپورٹ پہنچ چکی تھی اور یہ رپورٹ تم نے پہنچائی تھی۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ کون کون سے پوائنٹس منتخب کئے گئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"میری تو ان سے صرف یونیورسٹی میں داخلے کی بات ہوئی تھی اور بس"...... سٹانزا نے کہا۔

"اوکے۔ میں نے ٹائیگر سے تمہاری دوستی کی وجہ سے حجت پوری کر دی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ساتھ بیٹھے ٹائیگر کی طرف مڑا۔

"اس کے دانتوں کی تلاشی لو۔ اس کا انداز بتا رہا ہے کہ یہ خودکشی کرنے کے لئے تیار ہے لیکن خیال رکھنا اسے آخری لمحے تک معلوم نہ ہو سکے"...... عمران نے فرانسیسی زبان میں ٹائیگر سے کہا۔

"سنو سٹانزا۔ باس جو کچھ پوچھ رہے ہیں سچ سچ بتا دو۔ میرا وعدہ ہے کہ میں باس سے تمہیں معافی دلوا دوں گا"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ میں بتا تو رہا ہوں۔ جو مجھے معلوم ہی نہیں ہے وہ میں کیسے بتا سکتا ہوں"...... سٹانزا نے کہا۔

"سنو۔ میری بات سنو"...... ٹائیگر نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح تیزی سے سٹانزا کی طرف بڑھا

جیسے کوئی راز کی بات کرنے والا ہو کہ دوسرے لمحے اس کا بازو بجلی کی تیزی سے گھوما اور کمرہ سٹانزا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے دوسری ضرب اس کی کنپٹی پر لگا دی اور اس بار سٹانزا کی گردن ڈھلک گئی۔

"اس کا منہ کھولو جوزف"...... ٹائیگر نے مڑ کر جوزف سے کہا تو جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سٹانزا کے دونوں جبڑے دبا کر اس کا منہ کھول دیا تو ٹائیگر نے اپنی دو انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دیں۔ چند لمحوں بعد جب اس نے انگلیاں باہر نکالیں تو اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان ایک مخصوص چھوٹا سا نیلے رنگ کا کیپسول موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ گیا۔

"اس کے دانت کے ساتھ یہ کیپسول واقعی موجود تھا باس"۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ تمہارا دوست سٹانزا جس کے لئے تم نے میرے سامنے لیکن کا لفظ استعمال کیا تھا۔ کتنا بڑا ایکریمین ایجنٹ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"باس۔ واقعی میرے ذہن میں کبھی ایسی بات آئی ہی نہیں اور اس نے کبھی اس بارے میں ہلکا سا اشارہ بھی نہیں کیا تھا لیکن باس۔ آپ کو اگر پہلے سے معلوم تھا تو آپ مجھے بتا دیتے"...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے اندازہ تب ہوا جب مجھے معلوم ہوا کہ اس نے جی ایچ کیو میں جنرل طلعت حسین سے ملاقات کی تھی۔ یہ ایسی بات تھی جس کا میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ کسی جنرل سے عام حالات میں ایسے آدمی کی ملاقات ناممکن ہے۔ کہاں یہ جی ایچ کیو جا کر اس وقت اس سے ملے جس وقت اہم ترین میٹنگ ہو رہی ہو۔ اس سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ جنرل طلعت حسین اپنے ذاتی مفادات کے لئے بک چکے تھے اور ایسے آدمی یقیناً ایسے ہوتے ہیں جو زہریلے کیپسول دانتوں میں رکھتے ہیں۔ اب بھی اس نے جس انداز میں جواب دیئے اس سے مجھے مزید یقین ہو گیا تھا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جوزف۔ اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد سٹانزا چیختا ہوا ہوش میں آگیا تو جوزف پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"خنجر ہاتھ میں لے لو اور جیسے ہی میں کہوں اس کی پہلے ایک آنکھ اور پھر دوسری آنکھ نکال دینا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ بول رہا ہوں۔ بالکل سچ"...... سٹانزا نے ہوش میں آتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارے دانتوں میں موجود زہریلا کیپسول ٹائیگر نے نکال لیا ہے اس لئے اب تم خودکشی نہیں کر سکو گے۔ اب تمہیں بہرحال

بولنا پڑے گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ بول رہا ہوں"...... سٹانزا نے اس بار قدرے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ آخری موقع دے رہا ہوں۔ سب کچھ سچ بتا دو۔ تمہیں زندہ واپس ایکریمیا جانے کی اجازت مل جائے گی کیونکہ تم جیسے بے شمار ایجنٹ یہاں کام کرتے رہتے ہیں اس لئے تمہاری جان لینے سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہو گا اور تمہاری جگہ ایکریمیا دوسرا ایجنٹ بھجوا دے گا لیکن تمہیں زندگی دوبارہ نہ مل سکے گی جبکہ تم جو کچھ بتاؤ گے وہ ہم تک ہی محدود رہے گا۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا اور ویسے بھی ابھی تک کسی کو معلوم نہیں ہے کہ تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ مجھے زندہ واپس جانے دو گے"۔ سٹانزا نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن شرط وہی کہ ڈاج دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ جوزف نے تمہاری دونوں آنکھیں ایک لمحے میں نکال دینی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"جنرل طلعت حسین نے مجھے واقعی ایک کاغذ دیا تھا جس پر دس مقامات کے نام لکھے ہوئے تھے۔ البتہ اس نے گفتگو کے درمیان اس بارے میں کوئی بات نہ کی تھی کیونکہ مجھے بھی معلوم تھا اور جنرل صاحب کو بھی کہ یہاں ہونے والی تمام بات چیت ریکارڈ کر لی

جاتی ہے"...... سٹانزا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس کاغذ کی نقل تم نے ایکریمیا بھجوائی تھی۔ اصل کہاں ہے"۔ عمران نے کہا تو سٹانزا بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تمہیں۔ تمہیں کیسے یہ سب کچھ معلوم ہے"...... سٹانزا نے کہا۔

"سوال نہیں جواب دو۔ ورنہ وعدہ ختم ہو جائے گا"...... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

"اس کاغذ پر جنرل صاحب نے لکھا تھا کہ صرف یہ مقامات سلیکٹ کئے گئے ہیں۔ کاغذ چونکہ سرکاری ہے اس لئے اسے نہ بھیجا جائے اور اسے ضائع کر دیا جائے۔ پھر میں نے ویسے ہی کیا"۔ سٹانزا نے کہا۔

"تم پھر معاہدے کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔ تم نے یہ کاغذ ضائع نہیں کیا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے اسے ضائع نہیں کیا تھا۔ میں نے اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا کیونکہ اس پر سب کچھ جنرل طلعت حسین نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا اور اس کی مدد سے میں جنرل طلعت حسین سے ایسے بہت سے کام لے سکتا تھا جو وہ شاید ویسے کرنے پر تیار نہ ہوتے۔ وہ میرے سپیشل سیف میں موجود ہے"...... سٹانزا نے جواب دیا۔

"سپیشل سیف کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا تو سٹانزا نے

تفصیل بتا دی۔

"کلب میں تمہارا نمبر ٹو کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرا نمبر ٹو ریجنڈ ہے۔ کیوں"...... سٹانزا نے کہا۔

"جوزف۔ کارڈلیس فون لے آؤ"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر اس نے واپس جیب میں ڈال لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

"تم ریجنڈ کو کال کر کے کہو گے کہ ٹائیگر آ رہا ہے۔ وہ اسے سپیشل سیف سے فائل لے جانے دے"...... عمران نے کہا۔

"کون سی فائل"...... سٹانزا نے چونک کر کہا۔

"جس میں وہ کاغذ موجود ہے"...... عمران نے کہا تو سٹانزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"نمبر بتاؤ۔ میں تمہاری بات کراتا ہوں" عمران نے کہا تو سٹانزا نے نمبر بتا دیا۔

"یہ لو اور خود اس کی بات کراؤ۔ اس نے اپنی جان بچا لی ہے"۔ عمران نے کہا اور فون پیس ٹائیگر کے ہاتھ میں دے دیا تو ٹائیگر فون پیس لے کر اٹھا اور اس نے سٹانزا کے قریب جا کر نمبر پریس کیا اور پھر لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر کے اس نے فون پیس سٹانزا کے کان سے لگا دیا۔

"یس۔ ریجنڈ بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" سٹانزا بول رہا ہوں ریگنڈ "...... سٹانزا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ باس ۔آپ اچانک کہاں چلے گئے ہیں ۔ ٹائیگر آپ کے آفس گیا پھر آپ دونوں ہی غائب ہو گئے ۔ ہم تو بے حد پریشان ہو رہے ہیں "...... ریگنڈ نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" میں ٹائیگر کے ساتھ ایک اہم کام کے لئے گیا تھا۔ اور سنو۔ میں ٹائیگر کو بھیج رہا ہوں۔ تم اسے ساتھ لے کر میرے آفس میں جاؤ اور سپیشل سیف کھول کر اس میں سے اسے ریڈ زیرو فائل نکال کر دے دینا۔ سمجھ گئے "...... سٹانزا نے کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے فون آف کر دیا۔

" جا کر وہ فائل لے آؤ"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا فون پیس جوزف کو دے کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

" آٹھ سال سے "...... سٹانزا نے جواب دیا۔

" جنرل طلعت حسین کو تم نے کیسے کور کیا تھا۔ یہ مقامات کی تفصیل بھیجنے کی بات کیسے ہوئی تھی۔ تفصیل بتاؤ "۔ عمران نے کہا۔

" جنرل طلعت حسین عیاش طبع آدمی تھے لیکن اپنے عہدے کی وجہ سے وہ کھل کر سامنے نہیں آسکتے تھے ۔البتہ چھپ کر کبھی کبھار

ایس ایس کلب میں آجاتے تھے کیونکہ ایک شخص نے انہیں یہاں کا راستہ بتایا تھا۔ پھر میں نے ان کی تصاویر بنا لیں اور جنرل طلعت حسین میرے خاص طور پر انڈر آگئے ۔ایک بار خصوصی تاریخ کو وہ نہ آئے جو ان کے لحاظ سے بڑی عجیب سی بات تھی۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ سپر ڈیفنس کمیٹی کی اچانک مصروفیت کی وجہ سے وہ نہیں آسکے اور میں یہ نام سن کر چونک پڑا۔ میں نے ان سے تفصیل معلوم کی اور پھر میں نے یہ تفصیل ایکریمیا بھجوا دی۔ وہاں سے مجھے کہا گیا کہ یہ کمیٹی جو حتمی مقامات منتخب کرے ان کے نام بھجوائے جائیں جس پر میں نے جنرل طلعت حسین سے بات کی۔ چونکہ میرا باس بے حد جلدی میں تھا اور جنرل طلعت حسین نے دوسری میٹنگ کے بعد جنگی مشقوں میں مصروف ہو جانا تھا اور یہ مشقیں دس بارہ روز کی تھیں اس دوران ان سے ملاقات نہ ہو سکتی تھی اس لئے ہم نے یہ طریقہ اپنایا۔ پھر میں نے وہ رپورٹ بھجوا دی۔ اس کے بعد مجھے کہا گیا کہ میں ان کی یہ رپورٹ سیکرٹ سے بھی غائب کرا دوں اور وہ میں نے غائب کرا دی۔ پھر اچانک جنرل طلعت حسین کسی پراسرار بیماری میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا"۔ سٹانزا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تو تم اس بیماری میں ملوث نہیں تھے "...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں۔ کیا مطلب۔ میرا کسی بیماری سے کیا تعلق "...... سٹانزا

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پوری کمیٹی اس بیماری کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن وہ تو بیماری تھی۔ یقیناً اکٹھے بیٹھنے کی وجہ سے وہ جراثیموں کی زد میں آ گئے تھے"...... سٹانزا نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اس کام سے علیحدہ رکھا گیا۔ اوکے اب بتاؤ کہ تم ایکریمیا میں کسے جواب دہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"میرا تعلق ایکریمیا کی آریبٹ ایجنسی کے پاکیشیائی سیکشن سے ہے۔ ہمارا باس جیکر ہے"...... سٹانزا نے جواب دیا۔

"انہیں پہچانتے ہو۔ یہ کون ہیں"...... عمران نے اچانک ساتھ والی کرسیوں پر موجود گالڈر اور سارہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مقامی افراد ہیں۔ میں تو انہیں نہیں جانتا"...... سٹانزا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مگر۔ مگر انہوں نے مجھ سے تو رابطہ ہی نہیں کیا تھا"۔ سٹانزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے فائل عمران کے ہاتھ میں دے دی۔ عمران نے فائل کھولی اور بے اختیار چونک پڑا کیونکہ

اس میں جنرل طلعت حسین کے متعلق تمام مواد موجود تھا اور آخر میں ایک جی ایچ کیو کے سرکاری پیڈ کا کاغذ تھا جس پر وہ تمام منتخب مقامات درج تھے۔ ان میں سے چند کٹے ہوئے تھے جبکہ کئی ناموں پر درست کا نشان لگا ہوا تھا۔ عمران کی نظریں تیزی سے ان لکیروں پر پھسلتی چلی گئیں۔ سب سے آخر میں شاکمان کا نام درج تھا اور اس پر دو بار درست کا نشان لگا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ نام مکمل طور پر کنفرم کر دیا گیا ہے۔

"ٹائیگر۔ اپنے دوست کو راڈز سے آزاد کرا کر ساتھ لے جاؤ اور اسے اس کے کلب چھوڑ آؤ"...... عمران نے فائل کو تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے راڈز کھولے تو سٹانزا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں تمہارا مشکور ہوں۔ تم نے واقعی وعدہ سچ کر دیا ہے"۔ سٹانزا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ٹائیگر اسے ساتھ لے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اب ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ جوزف۔ اینٹی زوگون سے انہیں ہوش آئے گا"...... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا دوبارہ الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ماسٹر۔ آپ جوزف کو اس طرح سائنسی نام بتاتے ہیں جیسے یہ ان کا ایکسپرٹ ہو حالانکہ افریقہ میں تو یہ گیس وغیرہ نہیں ہوتی"۔ جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"افریقہ میں سارا کام یادداشت پر چلتا ہے اور جوزف تو ویسے ہی پرنس آف افریقہ ہے اس لئے اس کی یادداشت بے حد تیز ہے ۔ ایک بار جو کچھ اسے بتا دیا جائے وہ اس کے حافظے پر نقش ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سرہلا دیا۔ جوزف نے الماری سے ایک بوتل اٹھا کر الماری بند کی اور مڑ کر گالڈر اور اس کی بیوی سارہ کے قریب جا کر اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور چند لمحوں کے لئے اس نے شیشی کا دہانہ باری باری ان دونوں کی ناک سے لگایا اور پھر بوتل بند کر کے وہ مڑا اور اس نے واپس جا کر بوتل الماری میں رکھی اور خود مڑ کر عمران کی کرسی کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد یکے بعد دیگرے ان دونوں نے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ ۔ یہ ۔ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب"...... گالڈر نے ہوش میں آتے ہی مقامی لہجے میں کہا اور یہی الفاظ سارہ نے بھی کہے ۔ اس نے بھی مقامی لہجے اور مقامی زبان میں بات کی تھی۔

"بہت خوب ۔ تم دونوں واقعی ٹاپ ایجنٹ ہو ورنہ اچھے اچھے بے ہوشی سے ہوش میں آتے ہی اپنی زبان بولتے ہیں۔ بہت خوب"۔ عمران نے کہا تو وہ دونوں چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے ۔ ان دونوں کی آنکھوں میں ایک لمحہ کے لئے آشنائی کی چمک نمودار ہوئی مگر دوسرے لمحے انہوں نے اپنے آپ کو کنٹرول کر لیا تھا۔

"جوزف ۔ تم ان دونوں کی کرسیوں کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ ۔ یہ دونوں انتہائی تربیت یافتہ ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ راڈز کھول کر یہ اٹھک

بیٹھک شروع کر دیں"...... عمران نے کہا تو جوزف تیز تیز قدم اٹھاتا ان دونوں کی کرسیوں کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

"تم ۔ تم کون ہو ۔ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب"...... گالڈر نے کہا۔

"تمہارا نام گالڈر ہے اور یہ تمہاری بیوی سارہ گالڈر ہے اور تم دونوں ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ ہو۔ تم دونوں کو شاکی میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم وہاں میرے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کر سکو۔ تم نے پاکیشیا کے ایک گروپ کو ہائر کیا اور شاکمان اور شاکی میں ان لوگوں نے ہمیں تلاش کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک آدمی سامنے آگیا جو مشین کے ذریعے علاقے کی چیکنگ کر رہا تھا۔ تم نے اسے گرفتار کرایا اور پھر اسے ہلاک کرا دیا۔ شاکمان میں تمہارے آدمی کسی مشکوک گروپ کو چیک نہ کر سکے اس لئے تم دونوں دارالحکومت آ رہے تھے تاکہ یہاں آکر براہ راست میرے خلاف کام کر سکو کیونکہ ظاہر ہے تم جیسے ٹاپ ایجنٹوں کے لئے تو یہ سزا کے مترادف ہے کہ تمہیں وہاں سے ناکام آنا پڑے"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ کون ہو تم"...... گالڈر نے کہا۔

"تم نے اور سارہ نے مجھے پہچان لیا ہے ۔ اس کے باوجود میں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہم تو تمہیں نہیں جانتے۔ یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہم تو شاکی کے رہنے والے ہیں"...... گالڈر نے کہا تو عمران نے جیب سے وہ فوٹو گراف نکالے اور جوانا کی طرف بڑھا دیئے۔

"جوانا۔ انہیں یہ فوٹو گراف دکھاؤ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ ان کے میک اپ کے باوجود انہیں چیک کیا جا چکا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا نے فوٹو گراف عمران کے ہاتھ سے لئے اور گالڈر اور سارہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک ایک فوٹو گراف ان کے سامنے کر دیا۔

"یہ کس کی تصویریں ہیں۔ یہ ایکریمین کون ہیں"...... گالڈر نے کہا۔

"سنو گالڈر اور سارہ۔ مجھے وقت ضائع کرنے کا شوق نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایکریمیا نے شاکمان میں زیر زمین ایک خفیہ پراجیکٹ قائم کر رکھا ہے جس کا کنٹرولنگ سسٹم شاکی میں ہے اور ایکریمین حکام کو یہ اطلاع مل گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں معلوم ہو گیا ہے اس لئے انہوں نے تمہیں وہاں بھیجا تاکہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکو۔ تم واقعی اس کام کے لئے انتہائی فٹ تھے کیونکہ تم مقامی زبان اور مقامی لہجے میں روانی سے بولنے پر قادر ہو اور تم دونوں نے اس انداز کا میک اپ بھی اسی لئے کیا تھا تاکہ کسی بھی میک اپ واشر سے تمہارا میک اپ واش نہ ہو سکے لیکن

مجھے تم جیسے ٹاپ ایجنٹوں کی نفسیات کا بخوبی علم ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جب میں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں نہیں جائے گی تو تم لازماً بے چین ہو کر دارالحکومت آؤ گے اور یہاں ہمارے خاتمے کی کوشش کرو گے کیونکہ فضول قسم کا انتظار تم جیسے فعال ایجنٹوں کے بس کا روگ ہی نہیں ہے۔ البتہ میرے آدمی وہاں تمہاری نگرانی کرتے رہے اور جب تم میری توقع کے عین مطابق دارالحکومت آئے تو تمہیں کور کر لیا گیا اور چونکہ تم دونوں ایجنٹ ہو اور مشن پر ہو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم دونوں کو اس بے بسی کے عالم میں ہلاک کر دیا جائے۔ البتہ تم مشن کے دوران اگر ہلاک ہو جاؤ تو دوسری بات ہے اس لئے میری طرف سے یہ آفر ہے کہ تم مجھے وہ سپاٹ بتا دو جہاں پراجیکٹ اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں یہاں سے باہر پہنچا دوں گا اور پھر تم سے جو ہو سکے کر لینا ورنہ دوسری صورت میں تمہیں بہرحال بتانا تو پڑے گا لیکن پھر تم شاید اپنی ٹانگوں پر خود چل کر باہر نہ جا سکو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جب ہم کچھ جانتے ہی نہیں تو بتائیں کیا۔ ہم واقعی وہ نہیں ہیں جو تم ہمیں سمجھ رہے ہو"...... گالڈر نے کہا۔

"سارہ۔ تم کیا کہتی ہو"...... عمران نے سارہ سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"میرا نام سارہ نہیں ساجدہ ہے"...... سارہ نے جواب دیا۔

"گالڈر ۔ تم نے جوانا کو تو پہچان لیا ہو گا"...... عمران نے اچانک کہا تو گالڈر بے اختیار چونک پڑا۔

"جوانا ۔ کون جوانا"...... گالڈر نے چونک کر کہا۔

"بولو جوانا ۔ یہ تو تمہیں پہچانتا تک نہیں ۔ تم کہہ رہے ہو کہ یہ تمہارا شاگرد رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ڈنکی ٹونی ہو ۔ روبرٹ کے بیٹے اور میرا نام جوانا ہے ۔ اب یاد آیا تمہیں"...... جوانا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سوری ۔ نجانے تم کیا کہہ رہے ہو"...... گالڈر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ویری گڈ ۔ واقعی ٹاپ ایجنٹوں کو ایسے ہی مضبوط اعصاب کا ہونا چاہئے ۔ لیکن میں نے پہلے ہی کہا کہ میرے پاس وقت نہیں ہے اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"تم آخر کیوں اس بات پر بضد ہو ۔ ہم واقعی وہ نہیں ہیں ۔ تمہیں ہمارے بارے میں شدید غلط فہمی ہوئی ہے"...... گالڈر نے کہا۔

"جوانا"...... اچانک عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"الماری سے تیزاب کی بوتل نکالو اور سارہ کے چہرے پر الٹ دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا اور مڑ کر

الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ہم وہ نہیں ہیں پھر تم ہم پر کیوں تشدد کر رہے ہو ۔ ہمیں جانے دو"...... گالڈر نے کہا جبکہ سارہ کا چہرہ یکلخت سکڑ گیا تھا لیکن وہ خاموش تھی ۔ جوانا نے الماری سے ایک بڑی سی بوتل نکالی اور مڑ کر وہ سارہ کی طرف بڑھنے لگا۔

"پہلے تھوڑا سا تیزاب اس کے سامنے زمین پر ڈال دو تاکہ سارہ کو معلوم ہو سکے کہ اس کے چہرے کا کیا حشر ہونے والا ہے ۔ پھر میں دیکھوں گا کہ گالڈر اس سے کتنی محبت کرتا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا نے بوتل کھولی اور چند قطرے تیزاب کے اس نے فرش پر ڈال دیئے ۔ دوسرے لمحے اس جگہ سے دھواں سا نکلنے لگا۔

"اب پوری بوتل اس کے چہرے پر الٹا دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا سیدھا ہو گیا۔

"رک جاؤ ۔ میں بتاتی ہوں ۔ رک جاؤ"...... یکلخت خاموش بیٹھی سارہ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ساجدہ ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو"...... گالڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو ۔ سنو عمران ۔ کیا تم واقعی ہمیں جانے دو گے"...... سارہ نے گالڈر کی بات سنے بغیر کہا۔

"ہاں ۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں ۔ میں کسی ایجنٹ کو اس انداز میں ہلاک کرنے کا قائل نہیں ہوں ۔ ویسے بھی اب تک تم دونوں نے یہاں پاکیشیا میں کوئی

ایسا جرم نہیں کیا جس کی تمہیں سزا دی جائے "...... عمران نے سرد
لہجے میں کہا۔

" تو سنو۔ ہم واقعی گالڈر اور سارہ ہیں اور تم نے ابھی جو کچھ کہا
ہے وہ درست ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم دونوں کو اس
پراجیکٹ کے محل وقوع یا اس کے بارے میں کسی تفصیل کا علم
نہیں ہے اور نہ ہمیں بتایا گیا ہے "...... سارہ نے کہا تو عمران نے
بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ سارہ کے لہجے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا
کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

" تمہارے چیف کو اس کا یقیناً علم ہو گا۔ تم فون کر کے اس سے
معلوم کر سکتی ہو "...... عمران نے کہا۔

" ہم نے چیف سے پوچھا تھا لیکن چیف کو بھی حقیقتاً اس کا علم
نہیں ہے۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے "...... سارہ نے جواب دیا۔

" تم کیا کہتے ہو گالڈر "...... عمران نے گالڈر سے مخاطب ہو کر
کہا۔

" سارہ درست کہہ رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم تم سے شکست
کھا گئے ہیں لیکن اصل میں ہم غلط پلاننگ کا شکار ہوئے ہیں۔ ہمیں
یہ کہہ کر وہاں بھیجا گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران وہاں
آئے گا اور ہم نے انہیں ہلاک کرنا ہے۔ میں نے چیف سے کہا
تھا کہ ہم دارالحکومت جا کر یہ مشن مکمل کر دیتے ہیں لیکن چیف نے
کہا کہ اس طرح وہ کنفرم ہو جائیں گے کہ وہاں واقعی پراجیکٹ

ہے "...... گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو اب تمہارا کیا پروگرام ہے "...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" ہم واپس چلے جائیں گے۔ یہ مشن ہمارے بس کا نہیں ہے "۔
گالڈر نے جواب دیا۔

" جوانا۔ ان دونوں کو ہاف آف کر کے شہر کے کسی ویران علاقے
میں ڈال دو اور جوزف تم میرے ساتھ آؤ "...... عمران نے کرسی سے
اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
جوزف اس کے پیچھے تھا۔

" جوزف۔ ان دونوں کو بے ہوش کر کے یہاں سے باہر پہنچانے
سے پہلے ان کی گردنوں کی پشت پر ایکس ایکس فٹ کر دینا اور اس
کی آٹو میٹک چیکنگ آن کر دینا۔ بعد میں ہمیں چیکنگ کرنا ہو
گی "...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس "...... جوزف نے کہا تو عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ
کی طرف بڑھ گیا۔ اب چونکہ یہ بات کنفرم ہو چکی تھی کہ ایکریمین
پراجیکٹ شاکمان میں موجود ہے اور اسی لئے جنرل طلعت حسین اور
کمیٹی کے دوسرے ممبران کو ہلاک کیا گیا تھا۔ اب عمران سرداور سے
مل کر اس پراجیکٹ کو تلاش کرنے کا کوئی سائنسی ذریعہ استعمال
کرنا چاہتا تھا۔

بلیک ایجنسی کا چیف کمرے میں داخل ہوا تو ایکریمیا کے چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"بیٹھو"...... انہوں نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا تو چیف سلام کر کے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا کا علی عمران اس بات پر کنفرم ہو گیا ہے کہ شاکمان میں ایکریمین پراجیکٹ موجود ہے"۔ لارڈ مارٹن نے کہا۔

"یس سر"...... چیف نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا ہے یہ سب کچھ"...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"میری ایجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹ گالڈر اور سارہ وہاں گئے لیکن وہ عمران کے ہاتھ لگ گئے۔ انہوں نے وہاں جو باتیں کیں وہ ان کے جسموں میں موجود مخصوص مشینری کی مدد سے یہاں ٹیپ ہوتی

رہیں۔ چونکہ ایسا تمام سپر ٹاپ ایجنٹس کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان کے منہ سے جو لفظ نکلتا ہے وہ یہاں ٹیپ ہوتا ہے اس لئے ان کی چیکنگ کے لئے علیحدہ دفتر ہے جہاں ان ٹیپس کی چیکنگ کی جاتی ہے اور جو ضروری ہوتی ہیں ان کی رپورٹ مجھ تک پہنچا دی جاتی ہے اور جو غیر ضروری ہوتی ہیں وہ ضائع کر دی جاتی ہیں۔ اس ٹیپ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے"...... چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہاری کیا تجویز ہے۔ ایکریمیا کو کیا کرنا چاہئے"...... لارڈ مارٹن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ وہ لامحالہ اس پراجیکٹ کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اس کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ وہاں ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور اسی لئے میں نے یہ رپورٹ دی ہے"...... چیف نے جواب دیا۔

"کیسے ٹھوس اقدامات"...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"سر۔ اس پراجیکٹ کی تفصیلات ہمیں دیں تاکہ ہم وہاں اپنی ٹیم مستقل طور پر بھیج دیں جو اس کی سکیورٹی کرتی رہے ورنہ ویسے ہمارے ایجنٹ وہاں فارغ نہیں بیٹھ سکتے"...... چیف نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ پراجیکٹ کس قسم کا ہے"...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"میزائل کا اڈا ہے جناب۔ بس مجھے تو اتنا معلوم ہے"۔ چیف نے کہا۔

"مسٹر چیف ۔ آپ کی رپورٹ سے مجھے واقعی بے حد تشویش ہوئی تھی کیونکہ میں بھی عمران کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان حکام سے رابطہ کیا جنہوں نے اس پراجیکٹ کی منصوبہ بندی کی ہے اور اسے وہاں مکمل کرایا اور مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس سے مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ عمران تو کیا وہاں کے تمام ایجنٹ مل کر بھی اسے ٹریس نہیں کر سکتے اور نہ ہی اسے اوپن کیا جا سکتا ہے اور نہ تباہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی باقاعدہ مانیٹرنگ ایک خلائی سیارے کے ذریعے مسلسل کی جاتی ہے اور یہ پراجیکٹ صرف پاکیشیا میں ہی نہیں ہے بلکہ دنیا کے بے شمار ملکوں میں قائم کئے گئے ہیں اور یہ پراجیکٹ عام پراجیکٹ کی طرح نہیں ہیں اس لئے کسی بھی سائنسی ذریعے سے انہیں ٹریس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ آٹومیٹک ہیں اور جب ان کی ضرورت ہوئی تو یہ خودبخود فائر ہو جائیں گے "...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں جناب"...... چیف نے کہا۔

"مسٹر چیف ۔ یہ پراجیکٹ ایک سائنسی سسٹم پر مبنی ہے۔ یہ صرف مشینری ہے ۔ اس میں کوئی میزائل موجود نہیں ہے۔ اس کا کنٹرولنگ سسٹم بھی علیحدہ ہے اور وہ بھی مشینری پر مشتمل ہے۔ جب ان کو فائر کرنے کی ضرورت ہوئی تو ایکریمین حکام اسے یہاں سے ایک بٹن دبا کر آن کریں گے تو خلائی سیارے میں موجود مخصوص مشینری کے ذریعے کنٹرولنگ سسٹم آپریٹ ہو جائے گا اور

وہ اس سسٹم کو آپریٹ کرے گا اور اس سسٹم کے آپریٹ ہوتے ہی پاکیشیا، شوگران، آران اور بہادرستان میں موجود ایٹمی میزائل یکلخت زیرو ہو کر رہ جائیں گے ۔ دوسرے لفظوں میں اس سسٹم کے تحت پاکیشیا اور شوگران کے ایٹمی اسلحہ کو زیرو کر دیا گیا ہے لیکن یہ زیرو اس وقت ہو گا جب یہ ممالک ایکریمیا کی مرضی کے بغیر ایٹمی ہتھیاروں کو فائر کریں گے ۔ چاہے وہ کسی بھی ملک کے خلاف کریں"...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ لیکن سر۔ کیا یہ سسٹم کافرستان میں بھی موجود ہے"...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ نہ صرف کافرستان میں بلکہ بے شمار دوسرے ممالک میں بھی ہے ۔ ایکریمیا کی مرضی کے بغیر اب دنیا کا کوئی ملک ایٹمی ہتھیار استعمال ہی نہیں کر سکے گا"...... لارڈ مارٹن نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

"لیکن سر۔ مشینری تو بہرحال وہاں موجود ہے ۔ اسے بھی تو تباہ کیا جا سکتا ہے"...... چیف نے کہا۔

"نہیں ۔ یہ کوئی بڑی مشینری نہیں ہے۔ صرف ایک ایک فٹ مربع کی مشین ہے جسے زمین کے نیچے رکھا گیا ہے اور بس ۔ چونکہ یہ ساکت ہے اور جب تک اسے آپریٹ نہ کیا جائے نہ اس میں کوئی توانائی ہوتی ہے اور نہ اس سے کوئی ریز وغیرہ نکلتی ہے اس لئے اسے چیک نہیں کیا جا سکتا"...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"اس صورت میں تو پھر ان فوجی چھاؤنیوں کی موجودگی بھی بے سود تھی۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا"...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ مجھے چونکہ اس سائنسی پراجیکٹ کے بارے میں تفصیلات کا علم نہیں تھا اور سپر ٹاپ سیکرٹ ہونے کی وجہ سے نہ ہی مجھے اس بارے میں بتایا گیا تھا اس لئے ہم بھی اسے عام میزائل پراجیکٹ ہی سمجھتے رہے ۔ اب جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرہ سامنے آیا اور میں نے چیخ و پکار کی کہ یہ پراجیکٹ شدید ترین خطرے میں ہے تب اعلیٰ ترین حکام نے مجھے ایزی رکھنے کے لئے تفصیل بتائی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی مشینری اسے ٹریس نہیں کر سکتی"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو وہاں مشن بھیجنا ہی فضول ہے لیکن اگر پاکیشیا نے شاکمان پر سپر ڈیفنس سسٹم کے لئے پوائنٹ منتخب کر لیا اور وہاں میزائل وغیرہ نصب کر دیئے تو کیا ہمارے پراجیکٹ کو کوئی خطرہ تو لاحق نہیں ہو گا"...... چیف نے کہا۔

"نہیں ۔ اس پوائنٹ پر بھی میری ان سے بات ہوئی ہے ۔ پاکیشیا اگر یہ اڈا بنائے گا تو اگر ایکریمیا نے اپنی مشین کو آپریٹ کر دیا تو پاکیشیا کا یہ اڈا خود بخود زیرو ہو جائے گا اور چونکہ ہمارے پراجیکٹ کی مشین جسے ویژن زیرو کا نام دیا گیا ہے زمین کی انتہائی گہرائی میں موجود ہے اس لئے وہاں تک اڈا بنانے کے لئے بھی

کھدائی نہیں ہو سکتی۔ وہ محفوظ رہے گی"...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"اوکے جناب ۔ پھر میں اپنے ایجنٹ واپس بلوا لوں"...... چیف نے کہا۔

"ہاں اور اب یہ فائل بند کر دو"...... لارڈ مارٹن نے کہا تو چیف نے اسے سلام کیا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس اس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب تک کی تمام کارروائی فضول ثابت ہوئی ہے۔ بہرحال حکومتی معاملات میں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے اس لئے اسے کچھ زیادہ پریشانی نہ ہوئی تھی۔ اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر وہ اپنے آفس میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ ڈائریکٹ فون تھا اور اس سے صرف سپر ٹاپ ایجنٹ ہی براہ راست اس سے رابطہ کرتے تھے اس لئے وہ سمجھ گیا کہ کوئی سپر ٹاپ ایجنٹ کسی مشن کے سلسلے میں رپورٹ دینا چاہتا ہو گا۔ چونکہ بلیک ایجنسی کے پاس بیک وقت کئی کئی مشنز ہوتے تھے اس لئے اسے فون سنے بغیر اندازہ نہ ہو سکتا تھا کہ کس کا فون ہے۔

"یس ۔ چیف بول رہا ہوں"...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"گالڈر بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے گالڈر کی آواز سنائی دی تو چیف بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تم۔ کہاں سے کال کر رہے ہو"...... چیف نے کہا۔

"پاکیشیا کے دارالحکومت سے چیف"...... گالڈر نے جواب دیا۔

"تم تو شاکمان میں تھے۔ پھر دارالحکومت کیسے پہنچ گئے"۔ چیف نے جان بوجھ کر کہا تاکہ اس مخصوص مشینری اور ٹیپس کے بارے میں انہیں معلوم نہ ہو سکے اور وہ ایزی رہیں تو دوسری طرف سے گالڈر نے اسے ساری تفصیل بتادی حتیٰ کہ اس نے عمران کے ساتھ ہونے والی ملاقات کے ساتھ ساتھ اس سے ہونے والی تمام بات چیت بھی دوہرادی۔

"تو تمہیں عمران نے زندہ چھوڑ دیا۔ کیا تم نے اپنی اور سارہ کی چیکنگ کی ہے"...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ ایسی باتوں کو اگر ہم نہ سمجھیں گے تو پھر اور کون سمجھے گا۔ ہم دونوں کی گردنوں کے عقب میں سپیشل ٹیلی ویو بٹن کھال کے اندر لگائے گئے تھے جو ہم نے نکال کر آف کر دیئے ہیں"...... گالڈر نے کہا۔

"گڈ۔ بہرحال تمہاری اس طرح گرفتاری سے مجھے حقیقتاً بے حد دھچکا پہنچا ہے۔ تم عام ایجنٹ نہیں ہو بلکہ ایکریمیا کے سپر ٹاپ ایجنٹ ہو"...... چیف نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"چیف۔ دراصل ہم کسی مشن پر تو نہیں تھے اور نہ ہی عمران یا اس کا کوئی ساتھی باقاعدہ مقابلے پر آیا تھا۔ ایک مشکوک آدمی سامنے آیا تھا جسے پوچھ گچھ کے بعد ہلاک کر دیا گیا تھا اس لئے ہم مطمئن تھے ورنہ آپ بھی جانتے ہیں کہ ہم پر اتنی آسانی سے ہاتھ نہیں

ڈالا جا سکتا"...... گالڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال۔ چونکہ تمہارے مقابل عمران تھا اور تم نے جو وضاحت کی ہے وہ بھی درست ہے اس لئے میں تمہیں اور سارہ کو وارننگ جاری نہیں کر رہا۔ آئندہ محتاط رہنا"...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... گالڈر نے جواب دیا۔

"اب میری بات سنو۔ تم اور سارہ دونوں فوراً واپس آجاؤ کیونکہ مشن ختم ہو گیا ہے"...... چیف نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ مشن ختم ہو گیا ہے۔ کیا مطلب چیف۔ کیسے۔ کیوں"...... گالڈر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا فون آنے سے چند لمحے پہلے میں چیف سیکرٹری صاحب سے طویل میٹنگ کر کے آیا ہوں۔ اعلیٰ حکام نے اب بتایا ہے کہ انہوں نے شاکمان میں پراجیکٹ اور اس کا کنٹرولنگ سسٹم شاکی میں بنانے کا صرف پروگرام بنایا تھا لیکن اب اسے کینسل کر دیا گیا ہے کیونکہ پہلے تو صرف اتنا مسئلہ تھا کہ پاکیشیا وہاں خود کوئی پراجیکٹ بنانا چاہتا تھا۔ بہرحال اسے تو اس کمپنی کے ارکان کا خاتمہ کر کے روک دیا گیا ہے لیکن اب جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نوٹس میں یہ بات آگئی ہے تو اب یہ پوائنٹ ہر لحاظ سے خطرناک ہو گیا ہے اس لئے اب اس پوائنٹ پر کسی پراجیکٹ کی تعمیر کا منصوبہ

منسوخ کر دیا گیا ہے اس لئے میں تمہیں کال کر کے واپس بلانے ہی والا تھا کہ تمہاری کال آ گئی"...... چیف نے کہا۔

"اوکے چیف"...... گالڈر نے کہا تو چیف نے بھی اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ اب یہ مشن ختم ہو گیا"...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھے۔ بلیک زیرو شاک سے واپس آ گیا تھا اور عمران ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا اور اس نے اسے تفصیل سے گالڈر اور سارہ کے بارے میں بتانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا تھا کہ سرداور کے ذریعے اس نے سائنسی طور پر شاک اور شاکمان دونوں کا انتہائی تفصیلی تجزیہ کرایا ہے اور اس تجزیئے کے رزلٹ کے مطابق وہاں کوئی پراجیکٹ نہیں ہے اور گالڈر اور سارہ کو بھی ان کے چیف نے واپس کال کر لیا ہے اس لئے بلیک زیرو نے مشن ختم ہونے کی بات کی تھی۔

"کون سا مشن"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"یہی ایکریمین پراجیکٹ والا مشن"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ختم ہو گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"بظاہر کا کیا مطلب ہوا۔ کیا آپ کو شک ہے کہ مشن ختم نہیں ہوا جبکہ آپ نے ابھی خود بتایا ہے کہ وہاں تفصیلی سائنسی سروے کر لیا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بلیک ایجنسی کے چیف نے جس مشکوک انداز میں گالڈر اور سارہ کو واپس بلایا ہے اس پر مجھے شک ہے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہ دونوں سپر ٹاپ ایجنٹ ہیں۔ کیا انہیں یہ خیال نہیں آ سکتا کہ آپ نے انہیں اس طرح زندہ چھوڑ کر کہیں ان کی چیکنگ کا تو کوئی بندوبست نہیں کر رکھا۔ کیا انہیں اس خیال تک نہیں آیا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ سپر ٹاپ ایجنٹ ہیں اور اگر تم جیسا بے کار ایجنٹ اس بارے میں سوچ سکتا ہے تو سپر ٹاپ ایجنٹ تو سب سے پہلے سوچتے ہوں گے اس لئے میں نے جوزف سے کہا تھا کہ وہ ان دونوں کی گردنوں کے عقب میں ایکس ایکس فٹ کر دے۔ ایکس ایکس کے بارے میں تو تم جانتے ہو کہ اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ جلد کے نیچے اور گوشت کے اوپر ہوتا ہے جبکہ دوسرا حصہ گوشت کے اندر چلا جاتا ہے اور اگر پہلے حصے کو نکال بھی لیا جائے تو

دوسرا حصہ اڑتالیس گھنٹوں تک کام کرتا رہتا ہے اور پھر ہوا بھی ایسا ہی۔ یہ دونوں ہوش میں آ کر ایک رہائش گاہ پر پہنچ گئے اور پھر انہوں نے وہاں پہنچتے ہی سب سے پہلے اپنی چیکنگ کی اور اس چیکنگ کے نتیجے میں انہوں نے ایکس ایکس کا بیرونی حصہ نکال لیا اور مطمئن ہو گئے لیکن دوسرا حصہ کام کرتا رہا۔ پھر انہوں نے اپنے چیف سے فون پر بات کی اور چیف نے انہیں بتایا کہ وہاں سرے سے کوئی پراجیکٹ ہے ہی نہیں۔ صرف اس کی کاغذی تیاریاں کی گئی تھیں لیکن پراجیکٹ ابھی نصب نہیں کیا گیا تھا اور اب چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نوٹس میں یہ مقامات آ گئے ہیں اس لئے اب اسے نصب نہیں کیا جائے گا اور پھر یہ دونوں واقعی پہلی دستیاب فلائٹ سے واپس چلے گئے"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ ساتھ ساتھ باقاعدہ چیکنگ کرتے رہے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ جوزف کو میں نے کہہ دیا تھا کہ وہ ساری کارروائی ٹیپ کرے اور میں سرداور کے پاس لیبارٹری چلا گیا۔ پھر جب مخصوص خلائی سیارے سے ہونے والے سائنسی تجزیہ کی رپورٹ ملی تو میں واپس رانا ہاؤس آ گیا اور وہاں میں نے ایکس ایکس کی ٹیپ سنی اور پھر یہاں آیا ہوں"...... عمران نے مزید تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"جب یہ بات سامنے آ گئی کہ ایکریمیا نے وہاں ابھی پراجیکٹ

نصب ہی نہیں کیا تو پھر شک والی کون سی بات رہ گئی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چیف کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اصل میں وہ بات نہیں ہے۔ بہرحال اب مجھے لارڈ مارٹن کو ٹٹولنا پڑے گا۔ تب اصل بات سامنے آئے گی"...... عمران نے کہا۔

"لارڈ مارٹن کو آپ کیسے ٹٹولیں گے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اندھیرے میں ہاتھ بڑھا کر"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لارڈ بیکر ہاؤس کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لارڈ بیکر ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب میرے انکل ہیں ان سے بات کرائیں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے

میں کہا۔

"وہ بے حد بیمار ہیں جناب۔ اس لئے وہ کسی سے بات نہیں کر سکتے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ان کی صاحبزادی جولین صاحبہ کا نمبر دے دیں۔ ان سے بات ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو چیف سیکرٹری ہاؤس میں ہیں۔ نمبر بہرحال میں بتا دیتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"چیف سیکرٹری ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ جولین سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"جولین۔ وہ کون ہیں"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن کی بیگم اور لارڈ بیکر کی صاحبزادی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گیا تھا کہ ملازم کو اس کا علم نہیں ہے۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک خشک اور مردوں جیسی بھاری نسوانی آواز سنائی دی۔

"آنٹی جولین کی خدمت میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) آداب پیش کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ عمران تم۔ تم نے فون کیا ہے اور وہ بھی یہاں۔ خیریت۔ کیا اپنے انکل سے لڑائی ہو گئی ہے تمہاری۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"انکل سے میری واقعی لڑائی ہو گئی ہے۔ انہوں نے میرا نام وصیت سے خارج کرنے کی بجائے مجھے اس دنیا سے خارج کرنے کی کوششیں شروع کر دی ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ لارڈ صاحب تمہاری تعریفیں کرتے نہیں تھکتے اور تم ان کے بارے میں ایسی بات کر رہے ہو۔ کیا ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ میں ان سے بات کرتی ہوں"۔ دوسری طرف سے قدرے غصیلے لہجے میں کہا گیا تو میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"یہ تعریفیں وہ آپ کے سامنے کرتے ہیں آنٹی۔ اگر آپ کو یقین نہ آرہا ہو تو آپ بے شک ان کی پرسنل سیکرٹری سے پوچھ لیں۔ مجھے ان کے آفس کے ایک آدمی نے بتایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ان کی پرسنل سیکرٹری اماڈہ سے بات کرنا میرا

منصب نہیں ہے اور میں ان سے ویسے بھی بہت کم بات کرتی ہوں اور اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر ہو گی۔ بہرحال تم بے فکر رہو۔ ایسا نہیں ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے آنٹی۔ مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ آپ پر اعتماد ہے۔ اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری اماڈہ کی رہائش گاہ کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"اماڈہ بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مترنم سی نسوانی آواز سنائی دی۔

"لیڈی مارٹن بول رہی ہوں اماڈہ"...... عمران نے لارڈ مارٹن کی بیوی جولین کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد کھردرا اور خشک تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میڈم آپ۔ فرمایئے کیسے یاد فرمایا ہے آپ نے مجھے"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ لارڈ صاحب بلیک ایجنسی کے چیف کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کرا رہے ہیں جس میں انہوں نے میرے منہ بولے بیٹے علی عمران کو ٹارگٹ بنایا ہے اور کوئی دو ایجنٹ بھی بلیک ایجنسی کے وہاں بھیجے گئے ہیں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو لیکن لارڈ صاحب کو بخوبی علم ہے کہ عمران میرے والد لارڈ بیکر کا انتہائی پسندیدہ بھتیجا ہے اور لارڈ مارٹن کو بھی وہ انکل کہتا ہے۔ میں اس کے خلاف کوئی کارروائی برداشت ہی نہیں کر سکتی اور لارڈ صاحب نے مجھے کہا ہے کہ انہوں نے واقعی مشن بھیجا تھا لیکن اب اسے واپس بلا لیا گیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس میڈم۔ لارڈ صاحب نے درست بتایا ہے۔ پاکیشیا کا مشن ختم کر دیا گیا ہے اور فائل بند کر دی گئی ہے"...... اماڈہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لارڈ صاحب تو بہرحال میرے شوہر ہیں اور میں ان سے جرح نہیں کر سکتی لیکن تم مجھے جانتی ہو کہ اگر میں چاہوں تو تم ترقی بھی کر سکتی ہو اور اگر میں چاہوں تو تمہیں پورے ایکریمیا میں کہیں جائے پناہ بھی نہ ملے"...... عمران نے سخت او انتہائی کھردرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ میڈم۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر ناراض ہو رہی ہیں۔ میں درست کہہ رہی ہوں۔ آپ یقین کریں مشن واقعی واپس لے لیا گیا

رہیں۔ چونکہ ایسا تمام سر ٹاپ ایجنٹس کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان کے منہ سے جو لفظ نکلتا ہے وہ یہاں ٹیپ ہوتا ہے اس لئے ان کی چیکنگ کے لئے علیحدہ دفتر ہے جہاں ان ٹیپس کی چیکنگ کی جاتی ہے اور جو ضروری ہوتی ہیں ان کی رپورٹ مجھ تک پہنچا دی جاتی ہے اور جو غیر ضروری ہوتی ہیں وہ ضائع کر دی جاتی ہیں۔ اس ٹیپ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے"...... چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہاری کیا تجویز ہے۔ ایکریمیا کو کیا کرنا چاہئے"...... لارڈ مارٹن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ وہ لامحالہ اس پراجیکٹ کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اس کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ وہاں ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور اسی لئے میں نے یہ رپورٹ دی ہے"...... چیف نے جواب دیا۔

"کیسے ٹھوس اقدامات"...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"سر۔ اس پراجیکٹ کی تفصیلات ہمیں دیں تاکہ ہم وہاں اپنی ٹیم مستقل طور پر بھیج دیں جو اس کی سیکورٹی کرتی رہے ورنہ ویسے ہمارے ایجنٹ وہاں فارغ نہیں بیٹھ سکتے"...... چیف نے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ پراجیکٹ کس قسم کا ہے"...... لارڈ مارٹن نے کہا۔

"میزائل کا اڈا ہے جناب۔ بس مجھے تو اتنا معلوم ہے"۔ چیف نے کہا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ لارڈ صاحب بلیک ایجنسی کے چیف کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کرا رہے ہیں جس میں انہوں نے میرے منہ بولے بیٹے علی عمران کو ٹارگٹ بنایا ہے اور کوئی دو ایجنٹ بھی بلیک ایجنسی کے وہاں بھیجے گئے ہیں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو لیکن لارڈ صاحب کو بخوبی علم ہے کہ عمران میرے والد لارڈ بیکر کا انتہائی پسندیدہ بھتیجا ہے اور لارڈ مارٹن کو بھی وہ انکل کہتا ہے۔ میں اس کے خلاف کوئی کارروائی برداشت ہی نہیں کر سکتی اور لارڈ صاحب نے مجھے کہا ہے کہ انہوں نے واقعی مشن بھیجا تھا لیکن اب اسے واپس بلا لیا گیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس میڈم۔ لارڈ صاحب نے درست بتایا ہے۔ پاکیشیا کا مشن ختم کر دیا گیا ہے اور فائل بند کر دی گئی ہے"...... اماڈہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لارڈ صاحب تو بہرحال میرے شوہر ہیں اور میں ان سے جرح نہیں کر سکتی لیکن تم مجھے جانتی ہو کہ اگر میں چاہوں تو تم ترقی بھی کر سکتی ہو اور اگر میں چاہوں تو تمہیں پورے ایکریمیا میں کہیں جائے پناہ بھی نہ ملے"...... عمران نے سخت اور انتہائی کھردرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ میڈم۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر ناراض ہو رہی ہیں۔ میں درست کہہ رہی ہوں۔ آپ یقین کریں مشن واقعی واپس لے لیا گیا

ہے اس لئے کہ اب وہاں اس مشن کی ضرورت ہی نہیں رہی"۔ اماڈہ نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ یہی سمجھی تھی کہ چیف سیکرٹری کی بیگم اور لارڈ بیکر کی بیٹی اگر چاہے تو وہ سب کچھ کر سکتی تھی جس کی وہ دھمکیاں دے رہی تھی۔

"کیوں نہیں رہا۔ سنو۔ کیا تم واقعی ترقی کرنا چاہتی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"یس میڈم۔ ترقی کی خواہش کس کو نہیں ہوتی"...... اماڈہ نے جواب دیا۔

"تو پھر سب کچھ مجھے تفصیل سے بتا دو تاکہ میری ذہنی طور پر تسلی ہو سکے۔ میں لارڈ صاحب سے خود نہیں پوچھ سکتی۔ بہرحال یہ میرا وعدہ کہ تمہیں ترقی ملے گی"...... عمران نے کہا۔

"تھینک یو میڈم۔ اصل بات یہ ہے میڈم کہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے میں ایکریمین حکومت نے کوئی خاص سائنسی مشین زیر زمین نصب کی ہے جس کا کنٹرولنگ سسٹم کسی اور علاقے میں ہے اور یہ دونوں مشینیں زمین کی انتہائی گہرائی میں ہیں اور چونکہ وہ چھوٹی چھوٹی مشینیں ہیں اور بے حرکت ہیں اس لئے انہیں کسی طرح بھی کسی سائنسی آلے سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا کنٹرولنگ سسٹم ایکریمیا میں ہے۔ جب حکومت فیصلہ کرے گی تو اسے آن کر دے گی۔ اس کے آن ہوتے ہی خلائی سیارے کے ذریعے اس کا کنٹرولنگ سسٹم آن ہو جائے گا اور کنٹرولنگ سسٹم آن ہوتے ہی

اس پراجیکٹ کو آن کر دے گا اور اس میں سے ایسی ریز نکل کر وسیع رینج میں پھیل جائیں گی جس سے تمام ایٹمی اسلحہ زیرو ہو جائے گا۔ اس مشین کی رینج بے حد وسیع ہے اس لئے اس کے ذریعے نہ صرف پاکیشیا بلکہ شوگران کے ایٹمی ہتھیار بھی ایک لمحے میں زیرو کئے جا سکتے ہیں اور چونکہ ان کے چیک ہونے کا کوئی خطرہ نہیں اس لئے یہ مشن ختم کر دیا گیا ہے"...... اماڈہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں اس قدر سائنسی تفصیل کا علم کیسے ہوا"۔ عمران نے کہا۔

"میڈم سرچیف سیکرٹری صاحب اور صدر صاحب کے درمیان جو بات چیت ہوتی ہے وہ قانون کے مطابق ٹیپ ہوتی ہیں اور میں نے ان کے نوٹس لکھ کر چیف صاحب کو دیئے اور ٹیپ ضائع کر دی اور جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ سب اس ٹیپ میں ہونے والی گفتگو سے میں نے سنا ہے"...... اماڈہ نے جواب دیا۔

"لیکن پہلے مشن کیوں بھیجا گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اس وقت تک اعلیٰ ترین دفاعی حکام نے اسے اوپن نہ کیا تھا۔ صرف ایک سائنسی پراجیکٹ کا بتایا گیا تھا لیکن اب جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرہ سامنے آیا تو پھر لارڈ صاحب کو تفصیل بتائی گئی"...... اماڈہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ واقعی مشن ختم کر دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یس میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری ترقی میرے ذمے رہی لیکن شرط یہی ہے کہ تم نے میرے بارے میں لارڈ صاحب کو کوئی بات نہیں بتانی"...... عمران نے کہا۔

"یس میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں معلومات حاصل کی ہیں عمران صاحب۔ نجانے آپ کا ذہن کس انداز میں کام کرتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اب کیا کیا جائے۔ چھوٹے سے چیک کے لئے ذہن کو بھگانا تو پڑتا ہی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ اب یہ بات تو سامنے آ گئی ہے کہ وہاں پراجیکٹ موجود ہے۔ گو اس کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اب آپ کیا کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ پراجیکٹ نہیں ہے بلکہ یہ پاکیشیا کے خلاف ایکریمیا اور اسرائیل کی انتہائی خوفناک اور گہری سازش ہے۔ وہ جب اپنی تمام کوششوں اور منصوبہ بندیوں کے باوجود پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹریوں کو تباہ نہیں کر سکے تو انہوں نے یہ نئی سازش کی ہے کہ جب پاکیشیا ان ایٹمی ہتھیاروں کو اپنے دفاع میں استعمال کرے تو انہیں اس پراجیکٹ کے تحت زیرو کر دیا جائے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ

لہجے میں کہا تو عمران کی بات سن کر بلیک زیرو کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی میں نے تو اس پہلو پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ لیکن اب اسے تلاش کیسے کیا جائے اور پھر اسے تباہ کیسے کیا جائے"۔ بلیک زیرو نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"یہی اصل مسئلہ ہے کہ اسے ٹریس کیسے کیا جائے اور اگر ٹریس بھی کر لیا جائے تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ اسے دوبارہ نصب نہیں کیا جائے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مزید سنجیدگی ابھر آئی۔

"اوہ ہاں۔ یہ بھی مسئلہ ہے کہ ہم ایک کو تباہ کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں اور وہ دوبارہ نصب کر دیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ انہیں آخری لمحے تک یہ پتہ نہ چل سکے کہ اسے تباہ کر دیا گیا ہے لیکن یہ تو بعد کی بات ہے پہلے تو اسے ٹریس کرنے کا مسئلہ ہے"...... عمران نے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں پڑ گئی تھیں کہ اچانک وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ"...... عمران

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سر سلطان۔ میں فوری طور پر خلائی سیاروں کے سلسلے میں کسی ایسے ماہر سے ملنا چاہتا ہوں جو ایکریمیا کے خلائی سیاروں اور اس میں استعمال ہونے والی مشینری کے بارے میں تفصیل سے جانتا ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتا"۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ میں سمجھا تھا کہ سیکرٹری خارجہ دراصل انسائیکلو پیڈیا کا دوسرا نام ہے۔ چلیں میں غلطی پر ہوں لیکن آپ وزارت سائنس کے سیکرٹری سے تو معلوم کر سکتے ہیں کہ یہاں پاکیشیا میں خلائی سیاروں پر کون اتھارٹی ہے۔ اس کا نام، اس کی ولدیت، قومیت اور شناختی کارڈ نمبر"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"بس۔ بس۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ کیا کرنا ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ میں تو سمجھا نہیں"...... بلیک زیرو نے

کہا۔

"ابھی تو خود مجھے بھی نہیں معلوم کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران فی الحال کچھ بتانے کے موڈ میں نہیں ہے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یہ دانش منزل ہے جناب۔ دوسرے لفظوں میں دانش اپنی منزل پر پہنچ گئی ہے۔ ایسی جگہ پر عمران کا کیا کام"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ پاکیشیا میں خلائی سیاروں کے بارے میں وزارت سائنس کے تحت علیحدہ سیکشن قائم ہے اور ڈاکٹر امام اس کے سربراہ ہیں۔ ڈاکٹر امام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خلائی سیاروں پر اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

"ان کا فون نمبر اور رہائش گاہ کی تفصیل معلوم کی ہے آپ نے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ دارالحکومت میں نہیں رہتے بلکہ مضافاتی علاقے لکری میں رہتے ہیں۔ وہاں ان کی آبائی حویلی ہے۔ وہاں کا فون نمبر نوٹ کر

لو"...... سر سلطان نے کہا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا۔

"کیا ان کے آفس میں فون نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہے۔ لیکن وہ آفس بہت کم آتے ہیں۔ وہ اپنی آبائی حویلی میں ہی کام کرتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرے بارے میں ان سے کوئی بات ہوئی ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ انہیں سیکرٹری سائنس نے تمہارے بارے میں بریف کر دیا ہے۔ تم چاہو تو انہیں فون کر لو۔ چاہو تو ان سے خود مل لو۔ لیکن تمہیں اچانک بیٹھے بٹھائے خلائی سیاروں کے بارے میں معلومات کا خیال کیسے آ گیا"...... سر سلطان نے کہا۔

"پاکیشیا کے خلاف اسرائیل اور ایکریمیا مل کر انتہائی خوفناک سازش کر رہے ہیں۔ ایسی سازش جس کا بظاہر کوئی ثبوت نہیں ہے۔ میں اس سازش کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیسی سازش۔ کیا مطلب"...... سر سلطان نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو اطلاعات ملی ہیں۔ جب کنفرمیشن ہو گی تو پھر بتاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی دے"...... دوسری طرف سے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو

عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری سے پہلے لکری کے رابطہ نمبر کے بارے میں معلوم کیا لیکن انکوائری آپریٹر نے بتایا کہ لکری دارالحکومت کے ایکس چینج سے منسلک ہے اس لئے علیحدہ رابطہ نمبر نہیں ہے تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے سر سلطان کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" امام ہاؤس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ بولنے والی کا لہجہ بے حد نفیس اور سلجھا ہوا تھا۔

" ڈاکٹر امام صاحب سے بات کرائیں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ ڈاکٹر امام بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

" ڈاکٹر صاحب ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں ۔ سیکرٹری سائنس نے میرے بارے میں سے آپ سے بات کی ہو گی "...... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ انہوں نے بتایا ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی ہیں ۔ فرمائیں ۔ مجھ سے سیکرٹ سروس کو کیا کام پڑ گیا ہے "...... ڈاکٹر امام نے پہلے سے زیادہ سپاٹ لہجے میں

کہا۔

" آپ سے ایک انتہائی اہم ملکی سلامتی کے معاملے میں رہنمائی لینی ہے "...... عمران نے کہا۔

" ملک کے لئے میں ہمہ وقت حاضر ہوں ۔ لیکن میں تو سائنس دان ہوں ۔ سیکرٹ سروس والوں کو میں کیا سکھا سکوں گا "۔ ڈاکٹر امام نے کہا۔

" جس خاتون نے میرا آپ سے رابطہ کرایا ہے میں نے اسے اپنی طالب علمانہ ڈگریاں بتائی تھیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" طالب علمانہ ڈگریاں ۔ کیا مطلب ۔ یہ کون سی ڈگریاں ہوتی ہیں ۔ ویسے میری بیٹی ماریا نے تو صرف نام بتایا ہے "...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" میں ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں "...... عمران نے کہا۔

" ڈی ایس سی اور آکسفورڈ یونیورسٹی ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ تم تو خود ڈاکٹر ہو ۔ کس مضمون میں تم نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے "...... ڈاکٹر امام نے چونک کر پوچھا۔

" سائنس کے نظامِ انہضام میں "...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار آہستہ سے ہنس پڑا۔ وہ تصور میں دیکھ رہا تھا کہ عمران کی بات سن کر ڈاکٹر امام کی

کیا حالت ہو رہی ہو گی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ یہ کیسا مذاق ہے اور تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو"...... ڈاکٹر امام نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ نظام انہضام بنیادی نظام ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر معدہ تندرست ہو تو انسان بھی تندرست رہتا ہے اور تمام بیماریاں معدے سے ہی پھیلتی ہیں اور معدے کی درستگی کا مطلب ہے کہ نظام انہضام میں گڑبڑ نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ میں سائنس کے تمام نظام کو درست رکھنے کے مضمون میں ماہر ہوں"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ۔ نانسنس۔ اب کیا مذاق کرنے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں"...... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے خواہ مخواہ ڈاکٹر امام کو ناراض کر دیا۔ اب وہ آپ سے ملنے سے بھی انکار کر دیں گے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ اب غصے میں سیکرٹری سائنس صاحب سے بات کریں گے اور وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اور انہیں تمہارے اختیارات کا بھی بخوبی علم ہے اس لئے انہوں نے جب ڈاکٹر امام کو تمہارے اختیارات کی تفصیل بتائی تو ڈاکٹر امام کا نظام انہضام خود بخود ٹھیک

ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"امام ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی ماریا بول رہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کون صاحب ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ میں نے معلوم کرنا ہے کہ کیا ڈاکٹر صاحب کی سائنس کو سیکرٹری سائنس کے دیئے گئے چورن کے بعد کھٹے ڈکار آنے بند ہو گئے ہیں یا نہیں یا انہیں جوارش کمونی کی ڈوز دینی پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ کیا آپ پاگل ہیں"...... دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"سوری مس ماریا۔ میرا نام علی عمران ہے۔ پاگل نہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے میری بات کرائیں"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رسیور میز پر علیحدہ پٹخنے کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر امام بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر امام کی

آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں جناب ڈاکٹر صاحب"....... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ آپ ۔ فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"....... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا لیکن لہجہ پہلے سے زیادہ سپاٹ تھا۔

" آپ ملاقات کا وقت دے دیں ۔ ملکی سلامتی کے سلسلے میں آپ سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے"....... عمران نے کہا۔

" ایک ہفتے بعد آجائیں ۔ میں اس دوران اپنے انتہائی ضروری کام سے فارغ ہو جاؤں گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میں نے ملکی سلامتی کے الفاظ ادا کئے ہیں ۔ اس کے باوجود آپ ایک ہفتے کی بات کر رہے ہیں ۔ اس کام میں تو ایک منٹ کی تاخیر بھی ناقابل معافی ہوتی ہے کیونکہ پورے ملک کی سلامتی داؤ پر لگی ہوئی ہوتی ہے"....... عمران نے مزید سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر آپ مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"....... ڈاکٹر امام نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آپ کا خصوصی سبجیکٹ خلائی سیارے ہیں ۔ اس سلسلے میں آپ سے چند انتہائی ضروری معلومات حاصل کرنی ہیں"....... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے آجائیں ۔ اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں" ۔ دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے

رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

" آپ خواہ مخواہ کا مذاق کر کے دوسروں کو جھلاہٹ میں مبتلا کر دیتے ہیں ۔ اب یہ ڈاکٹر امام چاہے بھی تو آپ سے اچھے موڈ میں بات نہیں کر سکے گا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" تم ان سائنس دانوں کی نفسیات سے واقف نہیں ہو۔ اب یہ فوراً اصل بات بتا دیں گے ورنہ مجھے پہلے میٹرک سے لے کر ڈاکٹریٹ تک کا سائنسی سلیبس پڑھنا پڑتا۔ پھر اصل موضوع پر بات ہوتی ۔ اب چونکہ اس نے مجھ سے جان چھڑوانی ہے اس لئے مختصر اور فوری نوعیت کی بات ہو گی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار نواحی علاقے لکری کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی جو دارالحکومت کے مضافات میں واقع تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد عمران کی کار مضافاتی قصبے لکری میں داخل ہوئی ۔ جلد ہی اسے ڈاکٹر امام کی آبائی حویلی کا علم ہو گیا۔ حویلی قدیم دور کی بنی ہوئی تھی لیکن اس کی صفائی ستھرائی کی حالت خاصی اچھی تھی۔ حویلی کا بڑا سا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ عمران کار اندر لے گیا۔ ایک طرف بڑا سا پورچ تھا جس میں دو کاریں موجود تھیں۔ عمران نے اپنی کار پورچ میں ان دونوں کاروں کے پیچھے لے جا کر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے ایک طرف سے ایک ملازم تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

"ڈاکٹر امام صاحب نے مجھے ملاقات کا وقت دیا ہے۔ میں دارالحکومت سے آیا ہوں۔ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تشریف لائیے"...... ملازم نے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران اس کی رہنمائی میں ایک بڑے سے ڈرائینگ روم میں پہنچ گیا۔ فرنیچر قدیم دور کا تھا لیکن خاصی صاف ستھری حالت میں تھا۔ عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور ملازم واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی ملازم واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس میں مقامی مشروب کی بوتل موجود تھی۔

"ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دے دی گئی ہے۔ وہ تشریف لا رہے ہیں"...... ملازم نے ٹرے سے بوتل اٹھا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور واپس چلا گیا۔ عمران نے بوتل اٹھا کر اطمینان سے مشروب سپ کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے بوتل ختم کر کے اسے ایک سائیڈ پر رکھا ہی تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ آدھے سر سے گنجا تھا۔ آنکھوں پر موٹے فریم والی موٹے شیشوں کی عینک تھی۔ خاصے بھاری جسم کا آدمی تھا لیکن اس کا چہرہ دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی ڈاکٹر امام ہو سکتا ہے اس لئے وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میرا نام ڈاکٹر امام ہے"...... آنے والے نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے جواب میں کہا۔

"تم سائنس میں ڈاکٹریٹ کرنے کے باوجود سیکرٹ سروس کے لئے کیوں کام کرتے ہو"...... رسمی دعا سلام کے بعد ڈاکٹر امام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ جیسے اتھارٹی سائنس دانوں سے بات چیت اب ایک عام سیکرٹ ایجنٹ تو نہیں کر سکتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر امام مسکرا دیئے۔ ان کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

"اچھا۔ یہ بات ہے۔ لیکن تم نے فون پر تو بے حد فضول باتیں کی تھیں"...... ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈاکٹر امام واقعی سائنس دان ہے اور سائنس کی دنیا میں مگن رہتا ہے اس لئے دنیاوی چالاکی اسے چھو کر بھی نہیں گزری۔ ورنہ عام آدمی اس انداز میں صاف بات نہ کرتا۔

"فون کا یہی فائدہ ہے کہ اس میں دوسرے کی تصویر نظر نہیں آتی لیکن جب آنکھوں کے سامنے آپ جیسے مدبر، مفکر اور استاد ہوں تو پھر بولنے سے پہلے سوچنا بلکہ کسی سائنسی پیمانے سے ماپ کر بولنا پڑتا ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر امام کا چہرہ مزید کھل اٹھا اور وہ بے اختیار ہنس پڑے۔

"بہرحال بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ میں واقعی ایک انتہائی ضروری کام میں مصروف تھا"...... ڈاکٹر امام نے اس بار قدرے خوشگوار لہجے

میں کہا۔

"اسرائیل اور ایکریمیا نے پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے میں کوئی ایسی مشینری یا آلہ یا میزائل زمین کی انتہائی گہرائی میں نصب کیا ہے جس کا کنٹرولنگ سسٹم کسی اور علاقے میں ہے اور اس مشین یا آلے کو انہوں نے پاکیشیا کے ایٹمی ہتھیاروں کو زیرو کرنے کے لئے نصب کیا ہے اور اسے آن کرنے کا جو طریقہ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق جب ایکریمیا پاکیشیا کے ایٹمی ہتھیاروں کو زیرو کرنا چاہے گا وہ ایکریمیا میں کوئی بٹن پریس کرے گا اور اس کے کسی خلائی سیارے میں سے کوئی ریز یا ویوز اس کنٹرولنگ سسٹم کو آن کر دے گی اور کنٹرولنگ سسٹم کے آن ہوتے ہی زمین کی گہرائی میں موجود یہ مشین یا آلہ یا میزائل آن ہو جائے گا اور اس میں سے نکلنے والی ریز وسیع رینج میں ایٹمی ہتھیاروں کو زیرو کر دے گی۔ یہ سارا عمل صرف چند لمحوں میں مکمل ہو جائے گا اور چونکہ یہ سارا کھیل خلائی سیارے کے ذریعے مکمل ہوتا ہے اور آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ خلائی سیاروں پر اتھارٹی کا درجہ رکھتے ہیں اور پھر پاکیشیائی بھی ہیں اس لئے آپ سے ملاقات ہو رہی ہے"...... عمران نے پس منظر تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر امام جو خاموش بیٹھے عمران کی بات سن رہے تھے، نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر فرانز کا منصوبہ عمل میں لایا جا چکا

ہے۔ ویری بیڈ"...... ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈاکٹر فرانز کون ہیں اور ان کا منصوبہ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہارے بارے میں چونکہ یہ کنفرم کر دیا گیا ہے کہ تمہارا تعلق واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اس لئے تمہیں تفصیل بتائی جا سکتی ہے ورنہ شاید میں یہ سمجھتا کہ ایکریمین ایجنٹوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں ڈاکٹر فرانز کے منصوبے سے واقف ہوں اور وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر امام نے کہا۔

"آپ کھل کر بات کریں کیونکہ یہ پاکیشیا کی سلامتی اور تحفظ کے خلاف انتہائی خوفناک سازش ہے۔ پاکیشیا کے دفاع کا تمام تر انحصار ایٹمی ہتھیاروں پر ہے۔ اگر وہی زیرو ہو جائیں تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عجیب سی صورت حال ہے۔ واقعی یہ انتہائی خوفناک سازش ہے لیکن میرے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ سازش پاکیشیا کے خلاف بھی کی جا سکتی ہے۔ بہرحال میں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی"...... ڈاکٹر امام نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ برائے کرم تفصیل سے بات کریں تاکہ کوئی پہلو رہ نہ جائے"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر فرانز اور میں ہم دونوں ایکریمیا کی ایک سرکاری لیبارٹری میں اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ یہ ملٹی پرپز لیبارٹری تھی اور اس کے بہت سے سیکشن تھے۔ ڈاکٹر فرانز یہودی نژاد ایکریمین تھا۔ وہ اس سیکشن میں کام کرتا تھا جس کا تعلق ریز سے تھا جبکہ میں خلائی سیاروں کے سیکشن میں کام کرتا تھا لیکن ہم دونوں میں بڑی گہری دوستی تھی اور انڈرسٹینڈنگ بھی۔ کیونکہ ہماری رہائش بھی ایک ہی فلور پر تھی اور ہماری پسند اور ناپسند بھی تقریباً ایک جیسی ہی تھی اس لئے ہم اکثر اپنے پراجیکٹس کے سلسلے میں ایک دوسرے کے ساتھ ڈسکس کرتے رہتے تھے۔ ایک بار ڈاکٹر فرانز نے مجھے بتایا کہ اس نے ایٹمی ہتھیاروں کو زیرو کر دینے والی ریز پر کامیابی سے کام مکمل کر لیا ہے۔ ان ریز کا نام اس نے ہاٹ ریز بتایا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ ہاٹ ریز عام حالات میں تو صرف بڑی بڑی بلڈنگوں اور اسلحہ کے ذخیروں کو آگ لگانے کے کام آتی ہے اور ایکریمین دفاعی نظام کے تحت یہ ہاٹ ریز میزائل تیار کئے گئے ہیں جو فائر ہوتے ہی اپنی رینج میں ہر چیز کو اس طرح جلا کر راکھ کر دیتے ہیں جیسے ایٹم بم ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ لیکن بظاہر یہ ریز ایٹم بم سے طاقت میں بے حد کم ہوتی ہیں اس لئے ان ہاٹ ریز پر کام کرتے ہوئے اچانک ڈاکٹر فرانز نے یہ دریافت کر لیا کہ اگر ان ہاٹ ریز کی کیمیائی ساخت میں ایسی تبدیلی کر دی جائے کہ ان کی حدت کم ہو جائے تو یہ ہارٹ ریز ایٹمی ہتھیاروں کو زیرو کر دیتی ہیں اور کسی کو اس کا علم تک نہیں ہوتا۔

مجھے سائنسی تفصیل کا علم نہیں ہے کہ یہ سب اس نے کیسے کیا۔ بہرحال اس کے مطابق اگر ہاٹ ریز کو کولڈ ریز میں تبدیل کر دیا جائے تو یہ وسیع ایریئے میں پھیل کر اس ایریئے میں موجود ایٹمی ہتھیاروں کو زیرو کر دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ایٹمی ہتھیار بلاسٹ نہیں ہوں گے اور ریز کے اثرات چونکہ طویل مدت تک ایٹمی ہتھیاروں پر ہوتے ہیں اس لئے فوری طور پر ان اثرات کو ختم بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن اس نے جو تفصیلات بتائی تھیں ان کے مطابق ان ہاٹ ریز کو مخصوص کیمیائی انداز میں کولڈ ریز میں تبدیل کرنے کے لئے زمینی مٹی اور مخصوص مشینری میں سے گزارنا پڑتا تھا۔ اس کا اس نے مکمل فارمولا بھی تیار کیا تھا جس کے مطابق مخصوص ساخت کی پہاڑی چٹانوں اور مٹی میں اگر اس آلے جس میں یہ ہاٹ ریز موجود ہوتی ہے تقریباً پندرہ سو فٹ گہرائی میں رکھ دیا جائے اور پھر اسے کسی طرح وہاں آپریٹ کیا جائے تو اس آلے میں سے نکلنے والی ہاٹ ریز جب پندرہ سو فٹ تک ان چٹانوں اور مٹی سے گزر کر بیرونی سطح پر پہنچیں گی تو یہ کولڈ ریز میں تبدیل ہو چکی ہوں گی۔ ڈاکٹر فرانز کے تحت یہ فارمولا قابل عمل نہ تھا کیونکہ اسے اس قدر گہرائی میں آپریٹ نہ کیا جا سکتا تھا"۔ ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"پھر کیسے یہ منصوبہ قابل عمل ہوا"...... عمران نے کہا۔

"اس ڈسکشن کے تقریباً دو سال بعد ایک بار ڈاکٹر فرانز بے حد

خوش نظر آیا اور میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ڈاکٹر ہائمن کی مدد سے یہ فارمولا قابل عمل ہو گیا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے جو تفصیل بتائی اس کے مطابق ان کو زمین کی گہرائی میں آپریٹ کرنے کا کام بھی مخصوص ریز سے کیا گیا ہے۔ ان ریز کا نام اس نے یوٹرن ریز بتایا تھا۔ اس کے مطابق یہ ریز معدنیات کی تلاش کے کام آتی ہیں اور یہ زمین کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچ جاتی ہیں اور اس کا تجربہ بھی کامیاب ہو چکا ہے۔ مزید تفصیل پوچھنے پر اس نے بتایا کہ خلاء میں موجود کسی بھی ایسے سیارے میں جو معدنیات کی تلاش کرتا ہے اگر مخصوص ٹارگٹ پر یوٹرن ریز فائر کر دی جائیں تو کولڈ ریز باہر آ کر کام کریں گی۔ ڈاکٹر فرانز نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا یہ فارمولا ایکریمین حکام تک پہنچ چکا ہے۔ اس کے کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ ڈاکٹر فرانز کا تبادلہ ہو گیا ہے اور وہ کسی اور سرکاری لیبارٹری میں چلا گیا ہے۔ چونکہ اکثر ایسے تبادلے ہوتے رہتے تھے اس لئے میں نے بھی خیال نہیں کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں ریٹائر ہو گیا تو میں واپس پاکیشیا آ گیا اور تب سے یہیں ہوں۔ اب تم نے جو کچھ بتایا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا ہے تو ڈاکٹر فرانز کے فارمولے پر عمل کیا گیا ہے"...... ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"لیکن معدنیات کی تلاش کا کام کرنے والے خلائی سیاروں کی تعداد تو بے حد محدود ہوتی ہے۔ یہ یوٹرن ریز زیادہ وسیع فاصلے پر کام

نہیں کر سکتیں اور ضروری نہیں کہ جب ایکریمیا کو اس کولڈ ریز کو اوپن کرنے کی ضرورت ہو تو اس وقت اس رینج میں کوئی معدنیات تلاش کرنے والی خلائی سیارہ بھی موجود ہو"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ معدنیات تلاش کرنے والے خلائی سیاروں کی تعداد تو بے حد کم ہے۔ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے اور پھر وہ پوری دنیا پر گھومتے رہتے ہیں۔ بہرحال کچھ نہ کچھ تو انہوں نے کیا ہی ہو گا"...... ڈاکٹر امام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال آپ سے ملاقات واقعی بے حد فائدہ مند رہی ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں ڈاکٹر امام۔ لیکن اب آپ یہ بتائیں کہ اسے ہمیشہ کے لئے روکنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہمیشہ کے لئے روکنے کا طریقہ۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر امام نے کہا۔

"فرض کیا کہ ہم اس جگہ کو تلاش کر کے گہرائی سے وہ آلہ نکال کر ضائع کر دیتے ہیں تو وہ کسی بھی وقت کسی بھی دوسری جگہ متبادل آلہ لگا سکتے ہیں۔ ہم ہر وقت اور ہر جگہ تو پہرہ نہیں دے سکتے اور نہ ہی اس کا استعمال کچھ مقررہ وقت تک محدود ہے۔ فضا میں موجود خلائی سیاروں کا خاتمہ بھی نہیں کیا جا سکتا اور اگر ہم ایکریمیا کے سنٹرل ڈیفنس آپریشن ہال میں موجود اس بٹن کو بھی بے کار کر دیں جس سے اسے آپریٹ کیا جا سکتا ہے تب بھی اسے دوبارہ لگایا جا سکتا ہے اس لئے اس کا کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہئے کہ ایکریمیا کو آخری لمحے

تک یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان کا یہ آلہ بے کار ہو چکا ہے۔ وہ اسے درست سمجھ کر آپریٹ کریں لیکن پاکیشیا کے ایٹمی ہتھیار محفوظ رہیں"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر امام کی پیشانی پر شکنیں سی پڑ گئیں۔ وہ کافی دیر تک خاموش بیٹھے سوچتے رہے۔

"سوری۔ میرے ذہن میں تو کوئی ایسا طریقہ نہیں آرہا"۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر امام نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کولڈ ریز کے اس آلے کو شاکمان میں نصب کیا گیا ہے جبکہ اس کا کنٹرولنگ سسٹم شاکی میں قائم کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر فرانز کے اس فارمولے میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے۔ اس آلے کو آپریٹ کرنے کے لئے یوٹرن ریز کا استعمال ترک کر کے کوئی دوسرا طریقہ استعمال کیا گیا ہے اور ان ریز کا سسٹم شاکی میں رکھا گیا ہے حالانکہ شاکمان اور شاکی میں تقریباً ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ ہے اور شاکی کے اس سسٹم میں کوئی ایسا آلہ رکھا گیا ہے جسے خلائی سیارے سے آپریٹ کیا جا سکے ورنہ اگر یوٹرن ریز کا ہی استعمال کیا جاتا تو لامحالہ شاکی میں اس کا کنٹرولنگ سسٹم قائم نہ کیا جاتا۔ براہ راست خلائی سیارے سے ہی اسے آپریٹ کر لیا جاتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ اس پہلو پر تو میرا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔ تم واقعی بے حد ذہین نوجوان ہو۔ ویری انٹیلی جنٹ"...... ڈاکٹر امام نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میرے بات کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ خلائی سیاروں میں ایسی کون سی ریز یا ویوز ہو سکتی ہیں جو ہر سیارے میں ہوں اور ان سے کسی بھی وقت کسی مشین کو آپریٹ کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ مجھے سوچنے دو۔ اوہ ہاں۔ واقعی تھری ایس ایچ جے نامی مشین ہر خلائی سیارے میں ہوتی ہے۔ اس سے ٹارگٹ مشینری کو آپریٹ کیا جا سکتا ہے۔ کوڈ میں اسے ہائی جیک مشین کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا اصل مقصد دشمن ممالک کے سیاروں کی طرف سے اس سیارے کو ہائی جیک ہونے سے روکا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر امام نے کہا۔

"آپ کا مطلب پنٹ ریز سے ہے۔ صرف یہی ریز ہر مشین کی میموری کی حفاظت کر سکتی ہیں اور کسی مشینری کو ٹارگٹ پر آپریٹ بھی کر سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... ڈاکٹر امام نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب مجھے اجازت دیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر امام بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"لیکن تم نے کیا سوچا ہے اس آلے کو ختم کرنے کے لئے"۔ ڈاکٹر امام نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو کوئی خاص بات ذہن میں نہیں آرہی لیکن بہرحال ایسا سوچا تو جائے گا"۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر امام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلیک ایجنسی کا چیف ڈیوڈ اپنے خصوصی آفس میں موجود تھا کہ میز پر موجود بہت سے رنگوں کے فونز میں سے ایک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ ڈائریکٹ فون تھا۔

"یس ۔ ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"گالڈر بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے گالڈر کی آواز سنائی دی ۔

"یس ۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... ڈیوڈ نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"ناراک میں پاکیشیائی ایجنٹ عمران کو دیکھا گیا ہے"...... گالڈر نے کہا۔

"عمران کو ناراک میں کس نے دیکھا ہے"...... ڈیوڈ نے چونک

کر پوچھا۔

"سارہ نے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا وہ اصل شکل میں ہے"...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس چیف ۔ وہ اصل چہرے میں ہی ہے"...... گالڈر نے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ۔ سارہ نے اسے کہاں دیکھا ہے اور کیا وہ اکیلا تھا یا اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"سارہ میرے ساتھ موجود ہے اور وہ آپ کو براہ راست رپورٹ دینا چاہتی ہے"...... گالڈر نے کہا۔

"او کے ۔ کراؤ بات"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہیلو چیف ۔ میں سارہ بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

"تفصیل بتاؤ سارہ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"چیف ۔ میں دو گھنٹے پہلے ہوٹل گرانڈ کے ہال میں موجود تھی کہ میں نے عمران کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔ وہ اپنے اصل چہرے میں تھا۔ میں ایک کونے میں موجود تھی۔ میں اسے دیکھ کر چونک پڑی ۔ عمران اندر داخل ہو کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاؤنٹر گرل سے بات کی اور پھر واپس مڑ گیا اور وہ ہوٹل سے باہر چلا گیا تو میں اٹھ کر اس کے پیچھے گئی۔ وہ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر جا رہا تھا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو وہ ایک رہائشی پلازہ پورٹ سمتھ پہنچ

کر ٹیکسی سے اتر گیا اور اندر چلا گیا۔ میں اس کے پیچھے اندر گئی تو استقبالیہ سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ دوسری منزل کے کمرہ نمبر دو سو گیارہ میں رہنے والی ہوٹل گرانڈ کی اسسٹنٹ مینجر مارتھا کے بارے میں پوچھ کر گیا ہے۔ میں نے وہاں چیکنگ کی تو کچھ دیر بعد عمران واپس جاتا دکھائی دیا۔ میں نے ایک بار پھر اس کا تعاقب کیا تو وہ ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل سٹار چلا گیا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ عمران آج صبح وہاں پہنچا ہے۔ وہ اکیلا ہے اور کمرہ نمبر چار سو چودہ میں رہائش پذیر ہے۔ میں واپس رہائشی پلازہ گئی اور میں نے اس لڑکی مارتھا سے بات کی تو اس نے بتایا کہ اس کا ایک کزن ہے ڈاکٹر مارٹر۔ وہ سائنس دان ہے اور ایکریمیا کی کسی سرکاری لیبارٹری میں کام کرتا ہے۔ یہ پاکیشیائی جو اپنا نام عمران بتا رہا تھا اس کے کزن سے ملاقات کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے وہ ولنگٹن کے سرجارج کی ٹپ لے کر آیا تھا کیونکہ سرجارج ہوٹل گرانڈ کا چیئرمین ہے۔ جس پر مارتھا نے اسے بتایا کہ اسے صرف اتنا معلوم ہے کہ ڈاکٹر مارٹر ہربرٹ لیبارٹری میں کام کرتا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ ہربرٹ لیبارٹری کہاں ہے۔ البتہ اس نے بتایا کہ ویک اینڈ پر وہ اس سے ملنے ضرور آتا ہے اور کل چونکہ ویک اینڈ ہے اس لئے وہ کل آئے گا تو اس سے ملاقات ہو سکتی ہے اور عمران نے اسے بھاری رقم بھی دی ہے اور اسے ہوٹل سٹار کا فون نمبر دیا ہے کہ جب ڈاکٹر مارٹر آئے تو وہ اسے فون کر کے اطلاع کر دے۔ میں یہ معلومات حاصل

کر کے واپس آئی اور میں نے گالڈر کو بتایا اور گالڈر نے آپ کو کال کی"...... سارہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر۔ ہربرٹ لیبارٹری۔ ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ یہ کون ہے اور عمران اصل شکل میں یہاں آکر اس سے کیوں ملنا چاہتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"وزارت سائنس سے معلوم کرو کہ ہربرٹ نام کی لیبارٹری کہاں ہے اور پھر اس میں موجود ڈاکٹر مارٹر سے بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ عمران ڈاکٹر مارٹر سے کیوں ملنا چاہتا ہو گا"...... ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً دس منٹ کے وقفے کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر لائن پر موجود ہیں چیف۔ بات کریں"...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر مارٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف بلیک ایجنسی بول رہا ہوں ڈاکٹر مارٹر"...... ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کی لیبارٹری میں کس ٹاپک پر ریسرچ کی جا رہی ہے اور آپ یہاں لیبارٹری کے کس شعبے میں ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب۔ ہربرٹ لیبارٹری دفاعی مقاصد کے لئے کام کرنے والی شعاعوں پر ریسرچ کرتی ہے اور میں بھی شعاعوں پر ہی ریسرچ کرتا ہوں۔ میرا خصوصی سبجیکٹ کروگ ریز ہے۔ یہ ریز دفاعی اسلحہ کو ناکارہ بناتی ہیں اور یہ میری ایجاد ہے۔ میں اس پر ریسرچ کا ماہر ہوں"...... ڈاکٹر مارٹر نے جواب دیا۔

"کیا ان ریز پر کوئی تحقیقاتی مقالہ بھی شائع ہوا ہے"...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس سر۔ دو تین مقالے شائع ہو چکے ہیں اور گزشتہ انٹرنیشنل سائنسی کانفرنس میں اس پر مقالہ بھی پڑھا گیا تھا لیکن سر۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"پاکیشیا کا ایک سیکرٹ ایجنٹ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔

یہ سیکرٹ ایجنٹ بذات خود بھی ڈاکٹر آف سائنس ہے۔ وہ آپ کی کزن مارتھا سے ملا تھا اور اس کے ذریعے آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ یہ شخص انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے اس لئے میں نے اس کی نگرانی کرائی ہے اور اب آپ سے یہ معلومات اس لئے لی جا رہی ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آپ سے آخر کیوں ملنا چاہتا ہے۔ اب آپ کے بتانے کے بعد یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ وہ آپ سے کروگ ریز کے بارے میں ڈسکس کرنے کے لئے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے یقیناً اس بارے میں مقالہ جات پڑھے ہوں گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ سر اگر یہ خطرناک آدمی ہے تو میں اس ویک اینڈ پر مارتھا کے پاس جاتا ہی نہیں"...... ڈاکٹر مارٹر نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ آپ اس سے ضرور ملیں۔ لیکن اسے ہرگز یہ نہ بتائیں کہ میں نے آپ سے کوئی بات کی ہے یا آپ کو پہلے سے اس ملاقات کا لم ہے۔ آپ نارمل انداز میں اس سے ملیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا وں کہ وہ کس خاص پوائنٹ پر آپ سے ڈسکس کرنا چاہتا ہے۔ لاقات کے بعد آپ سے دوبارہ رابطہ ہو گا تو آپ مجھے اس بارے میں نصیل بتائیں گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"لیکن اگر وہ سائنس دان ہے تو پھر ظاہر ہے مجھے اس سے کھل کر ت کرنا ہو گی جو کچھ وہ پوچھے گا"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"آپ بے شک اسے وہ سب کچھ بتا دیں جو وہ پوچھنا چاہتا ہے

لیکن بعد میں آپ نے مجھے بھی اس بارے میں سب کچھ بتانا ہے۔
ویسے آپ نارمل رہیں گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کا حکم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسے کسی طرح بھی یہ اشارہ نہ ملے کہ آپ سے ہماری بات چیت ہوئی ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہو گا سر"...... ڈاکٹر مارٹر نے جواب دیا تو ڈیوڈ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران پورٹ سمتھ کے رہائشی پلازہ کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر دو سو گیارہ کے باہر موجود تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران فرام پاکیشیا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں دروازہ کھولتی ہوں"...... ڈور فون سے آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر ایک خوبصورت نوجوان لڑکی موجود تھی جس نے گھریلو لباس پہنا ہوا تھا۔

"آئیے"...... اس لڑکی نے ایک نظر عمران کو دیکھ کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب آ گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور اندر

داخل ہو گیا۔

"ابھی آنے والے ہیں"...... لڑکی نے عمران کے عقب میں دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ آج مجھے مزید رقم دیں گے"۔ لڑکی نے عمران کو ڈرائینگ روم میں لے جا کر صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مس مارتھا۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ ڈاکٹر مارٹر سے مجھے ملوائیں گی اور ڈاکٹر مارٹر مجھے میری مطلوبہ معلومات دیں گے تو میں آپ کو مزید رقم دوں گا اور ابھی دونوں میں سے ایک کام بھی نہیں ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری ڈاکٹر مارٹر سے فون پر بات ہوئی ہے۔ وہ ابھی یہاں پہنچنے والا ہے۔ میں نے اسے تمہارے بارے میں بھی بتا دیا ہے اور رقم کے بارے میں بھی۔ وہ تیار ہے کیونکہ اسے بھی معلوم ہے کہ اتنی بھاری رقم ہمارا مستقبل بنا دے گی"...... لڑکی جس کا نام مارتھا تھا، نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر ایک طرف موجود ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے اس میں سے جوس کے دو ڈبے نکالے اور ایک ڈبہ اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران گزشتہ کل اس سے یہاں فلیٹ میں ہی مل کر گیا تھا۔ اس لڑکی کا کزن ڈاکٹر مارٹر ایکریمیا کی ایک لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ وہ سائنس دان تھا اور ہر ویک اینڈ پر وہ مارتھا سے ملنے خود آتا تھا کیونکہ ان دونوں کی کورٹ

شپ چل رہی تھی۔ عمران گزشتہ چند روز سے ناراک آیا ہوا تھا اور اس نے یہاں بڑی بھاگ دوڑ کے بعد یہ معلوم کیا تھا کہ ڈاکٹر مارٹر اس مارتھا سے ملنے ہر ویک اینڈ پر آتا ہے۔ مارتھا ایک مقامی ہوٹل میں اسسٹنٹ مینجر تھی۔ پھر عمران اس کے رہائشی فلیٹ پر آیا۔ اس نے مارتھا سے بات چیت کی اور پھر اس نے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی اس کو دی تو مارتھا ڈاکٹر مارٹر سے اس کی ملاقات کرانے پر رضامند ہو گئی۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ وہ خود بھی سائنس دان ہے اور ڈاکٹر مارٹر سے وہ اپنے ایک فارمولے میں پیش آنے والی ایک الجھن کے بارے میں ڈسکس کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح اس کا فارمولا مکمل ہو جائے گا اور وہ اسے بھاری مالیت پر فروخت کر سکے گا۔ اس نے مارتھا سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے مزید رقم بھی دے گا۔ چونکہ کل عمران نے شراب پینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے آج مارتھا نے اسے شراب کی بجائے جوس ہی پیش کیا تھا۔ عمران نے ابھی جوس ختم ہی کیا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور مارتھا چونک کر اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ایک سائیڈ پر لگے ہوئے ڈور فون کے رسیور کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے"...... اس نے رسیور ہک سے نکال کر فون کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

"مارٹر ہوں مارتھا"...... فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ نوجوان آدمی کا تھا۔

"اوہ اچھا۔ میں دروازہ کھولتی ہوں"...... مارتھا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور واپس ہک سے لٹکا کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران اطمینان سے بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد مارتھا کے ساتھ ایک الجھے ہوئے بالوں کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔

"یہ ہیں مسٹر علی عمران۔ پاکیشیا سے آئے ہیں۔ ان کے بارے میں تم سے بات کی تھی"...... مارتھا نے کہا تو عمران ڈاکٹر مارٹر کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ اچھا۔ میرا نام ڈاکٹر مارٹر ہے"...... ڈاکٹر مارٹر نے چونک کر اور انتہائی غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بریف کیس ایک طرف رکھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"مارتھا بتا رہی تھی کہ آپ نے اسے بھاری رقم دی ہے اور آج مزید رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔ کیوں۔ اس کی کیا وجہ ہے"...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر مارٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ بوڑھے ہوں گے لیکن آپ تو نوجوان ہیں۔ ویسے کروگ ریز پر میں نے آپ کے تمام تحقیقی مقالے پڑھے ہوئے ہیں اور خاص طور پر کروگ ریز پر جو آپ نے کام کیا ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر

مارٹر کا چہرہ اپنی تعریف سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔

"آپ سائنس دان ہیں"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"میں سائنس کا طالب علم ہوں۔ آپ سے ایک خاص فارمولے پر ڈسکس کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ اس سے آپ میری طلب کی شدت کا اندازہ کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ واقعی۔ فرمائیے۔ مجھ سے جو ہو سکا میں ضرور کروں گا"۔ ڈاکٹر مارٹر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر۔ جیسا کہ میں نے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ کروگ ریز پر میں نے آپ کے تمام تحقیقی مقالہ جات پڑھے ہیں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ کروگ ریز دفاعی اسلحہ کو ناکارہ بنا دیتی ہیں لیکن ان کی رینج اور طاقت بے حد کم ہے اس لئے اس پر ابھی تک آپ مزید ریسرچ کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"ڈاکٹر مارٹر۔ آپ نے اپنے ایک تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر ڈکسٹر کے بارے میں لکھا جو ڈکسٹر ریز پر کام کر رہے ہیں اور آپ نے ان سے مل کر ڈکسٹر ریز کو کروگ ریز کی رینج وسیع کرنے کے سلسلے میں تجربات بھی کئے تھے اور اس سے آپ کو آگے بڑھنے میں خاصی مدد ملی تھی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ میرے محسن ہیں اور استاد بھی۔ لیکن آپ کیا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر مارٹر نے چونک کر کہا۔

"میں ان سے ملاقات چاہتا ہوں اور ڈکسٹر ریز کے سلسلے میں ان سے چند خصوصی باتیں پوچھنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو ایکریمیا کی ایک خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں اور کسی سے نہیں ملتے اور نہ ان سے سپیشل سیکرٹری کی تحریری اجازت کے بغیر رابطہ کیا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"ان سے فون پر تو بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بات تو ہو سکتی ہے لیکن وہ انتہائی خشک مزاج آدمی ہیں۔ وہ کسی اجنبی سے تو کسی صورت بھی بات نہیں کرتے"۔ ڈاکٹر مارٹر نے جواب دیا۔

"آپ تو ان کے لئے اجنبی نہیں ہیں۔ آپ سے تو وہ بات کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں ان سے کیا کہوں"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"آپ ان سے ملنے کی درخواست کریں اور کہیں کہ آپ ڈکسٹر ریز کے سلسلے میں ان سے ملنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ سوری۔ وہ صاف انکار کر دیں گے۔ ان دنوں وہ ایسے کام میں مصروف ہیں کہ کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"چلیں وہ انکار کریں گے کر دیں۔ آپ بات تو کریں۔ مجھے تو یقین ہے کہ وہ آپ سے ملاقات سے انکار نہیں کریں گے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن میں تو ان سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا۔ پھر"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

"آپ میرے بارے میں ان سے کہہ دیں۔ شاید وہ رضامند ہو جائیں اور یہ بھی بتا دیں کہ یہ ضروری نہیں کہ میں ان سے لیبارٹری میں ہی ملوں۔ مجھے لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں کسی بھی جگہ ان سے مل سکتا ہوں صرف ایک گھنٹے کے لئے"...... عمران نے کہا۔

"سوری مسٹر عمران۔ میں انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا"۔ ڈاکٹر مارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر اپنے سامنے رکھ لی۔

"یہ گڈی آپ کی ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"مسٹر عمران۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر ڈکسٹر کسی صورت بھی ملاقات نہیں کریں گے۔ نہ مجھ سے اور نہ آپ سے کیونکہ میں نے چھ ماہ پہلے ان سے رابطہ کر کے ملاقات کی بات کی تھی۔ مجھے اپنے فارمولے کے ایک پوائنٹ پر ان سے ڈسکس کرنا تھی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ حکومت کے ایک اہم فارمولے پر حکومت کی کسی خفیہ لیبارٹری میں انتہائی اہم کام میں مصروف ہیں اور تقریباً انہیں ایک سال لگ جائے گا اس لئے نہ وہ کسی سے مل سکتے ہیں اور نہ ہی اس لیبارٹری سے باہر آ سکتے ہیں اس لئے اب بھی انہوں نے یہی جواب دینا ہے"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

اس کی نظریں گڈی پر بار بار پڑ رہی تھیں جبکہ مارتھا کی نظریں تو اس طرح گڈی سے چپکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

" تم ان سے بات کرو۔ میں نے کہا ہے کہ مجھے ان کی لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر مارٹر چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔ جب ڈاکٹر مارٹر نے نمبر پریس کر کے ہاتھ ہٹایا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" اسکاٹ سٹوڈیو "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میں ڈاکٹر مارٹر بول رہا ہوں۔ ہربرٹ لیبارٹری سے۔ ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کراؤ"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

" ڈاکٹر ڈکسٹر کسی سے بات نہیں کر سکتے۔ سوری"...... دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر مارٹر نے مایوسانہ انداز میں رسیور رکھ دیا۔

" میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ بات نہیں کریں گے"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

" یہ اسکاٹ سٹوڈیو کا کیا مطلب تھا"...... عمران نے کہا۔

" یہ کوڈ نام ہے لیبارٹری کا"...... ڈاکٹر مارٹر نے کہا۔

" کوئی ایسی ٹپ جس سے ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات ہو سکے"۔ عمران نے کہا۔

" نہیں۔ میرے پاس ایسی کوئی ٹپ نہیں ہے"...... ڈاکٹر مارٹر نے جواب دیا۔

" اوکے۔ بہرحال آپ نے تعاون کیا ہے اس لئے یہ گڈی آپ لوگوں کی ہوئی۔ اب مجھے اجازت دو"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر فلیٹ سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی ٹیکسی تیزی سے ہوٹل سٹار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ہوٹل کے سامنے ٹیکسی چھوڑ کر عمران ہوٹل سٹار کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے کی بجائے سائیڈ پر موجود برآمدے کی طرف بڑھ گیا جہاں پبلک فون بوتھوں کی ایک قطار موجود تھی۔ وہ ایک فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب سے اس کمپنی کا کارڈ نکالا جس کمپنی کا یہ فون بوتھ تھا اور کارڈ اس کے مخصوص خانے میں ڈال کر اسے آگے کی طرف دبایا تو فون پیس پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ عمران نے ہک سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ یہ وہی نمبر تھے جو اس سے پہلے ڈاکٹر مارٹر نے پریس کئے تھے۔

" اسکاٹ سٹوڈیو "...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

" پی اے ٹو چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن بول رہا ہوں"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"چیف سیکرٹری صاحب ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو ۔ میں ڈاکٹر ڈکسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن سے بات کریں"...... عمران نے کہا اور چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے لارڈ مارٹن کی آواز اور لہجے میں ہیلو کہا۔

"ڈاکٹر ڈکسٹر بول رہا ہوں سر"...... ڈاکٹر ڈکسٹر کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ڈکسٹر ۔ مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چند خطرناک ایجنٹ آپ کو اغوا کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے اغوا کرنے کے لئے ۔ کیوں"...... ڈاکٹر ڈکسٹر نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف اتنی اطلاع ملی ہے کہ آپ لیبارٹری میں ایسی ریز پر کام کر رہے ہیں جو زمین کی گہرائیوں میں موجود ہر قسم کے شعاعی ہتھیاروں

کو زیرو کر دیتی ہیں اور ان ریز کا نام آپ کے نام پر ڈکسٹر ریز رکھا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ لیکن ان پر تو ریسرچ مکمل ہو چکی ہے اور میں نے یہ فارمولا سپریم ڈیفنس کونسل کو بھجوا دیا ہے تاکہ حکومت اس کا جائزہ لے کر اس کی تیاری کے لئے منصوبہ بندی کر سکے"...... ڈاکٹر ڈکسٹر نے جواب دیا۔

"آپ کو تو اس فارمولے کا علم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے جناب ۔ یہ میرا اپنا ایجاد کردہ ہے۔ مجھے کیسے معلوم نہیں ہو گا"...... ڈاکٹر ڈکسٹر نے جواب دیا۔

"وہ شاید آپ کو اغوا کر کے آپ سے یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے جناب ۔ لیکن اگر ایسا ہو بھی جائے تب بھی وہ ناکام رہیں گے"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں ۔ وجہ"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ جس لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے اس میں ہونے والے کام کو انتہائی خفیہ رکھنے کے لئے ایسے آلات یہاں نصب کئے گئے ہیں کہ جو بھی اس لیبارٹری سے باہر جاتا ہے اسے ایک خصوصی مشین سے گزر کر جانا پڑتا ہے اور اس مشین سے گزرنے کے بعد اس کے ذہن سے سائنسی فارمولے کے بارے میں ساری باتیں

واش ہو جاتی ہیں"...... ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو انتہائی غلط طریقہ کار ہے۔ پھر تو سائنس دان واپس جا کر بھی کچھ نہ کر سکتے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے جناب۔ اصل میں یہ مشین انسانی ذہن کے ان خلیات کو جن کا تعلق خصوصی یادداشت سے ہوتا ہے ان کو معینہ عرصے تک کے لئے معطل کر دیتی ہے۔ البتہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ خلیات خود بخود دوبارہ کام شروع کر دیتے ہیں یا دوبارہ اس مشین سے گزارنے سے ان کے اثرات ختم کر دیئے جاتے ہیں"۔ ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا۔

"لیکن وہ لوگ لیبارٹری میں گھس کر تو آپ سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ اس لیبارٹری کے بارے میں سوائے میرے اور کسی کو کچھ علم نہیں ہے کیونکہ یہ میری ذاتی لیبارٹری ہے۔ صرف فون نمبر اوپن رکھا گیا ہے لیکن فون نمبر مخصوص خلائی سیارے سے منسلک ہے اس لئے اس کے ذریعے بھی لیبارٹری کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا"...... ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا۔

"لیکن سپریم ڈیفنس کونسل کو تو اس بارے میں معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ سوائے میرے اور کسی کو علم نہیں ہے۔ اس مشین سے گزرنے کے بعد اس لیبارٹری کا محل وقوع بھی ذہن سے واش کر

دیا جاتا ہے"...... ڈاکٹر ڈکسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ آپ نے تو واقعی فول پروف انتظام کر رکھا ہے۔ گڈ شو۔ اب میں مطمئن ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور فون بوتھ سے نکل کر وہ برآمدے سے اتر کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ کمرے میں پہنچ کر اس فون نمبر کے ذریعے اس لیبارٹری کی لوکیشن معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ڈاکٹر ڈکسٹر لاکھ اسے خفیہ رکھے لیکن بہرحال وہ اسے ٹریس کر ہی لے گا اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ عمران نے ہاٹ ریز کے اس آلے کے بارے میں بہت سوچا تھا۔ سرداور سے بھی اس کی تفصیلی بات چیت ہوئی تھی۔ عمران چاہتا تھا کہ یہ آلہ ویسے ہی زمین میں موجود رہے اور ایکریمین اپنی جگہ مطمئن رہیں کہ وہ کام کرے گا لیکن جب اسے آپریٹ کیا جائے تو وہ آپریٹ نہ ہو سکے۔ وہ زیرو ہو چکا ہو اور یہی مسئلہ اس کے لئے لاینحل سا بن گیا تھا لیکن پھر سرداور نے اسے ڈکسٹر ریز کے بارے میں بتایا۔ کافی عرصہ قبل ایک سائنسی کانفرنس میں ڈکسٹر ریز کے بارے میں مقالہ پڑھا گیا تھا اور اس کی کاپی سرداور ساتھ لے آئے تھے اور وہ کاپی ان کے پاس موجود تھی اور سرداور نے ڈکسٹر ریز کے بارے میں یہ مقالہ عمران کو دے دیا اور عمران اسے پڑھنے کے بعد کنفرم ہو گیا کہ اگر ڈکسٹر ریز تیار ہو چکی ہیں تو ان کی مدد سے زمین کی گہرائی میں موجود اس آلے کو جو پاکیشیا کے ایٹمی

ہتھیاروں کو کسی بھی وقت زیرو کر سکتا ہے زمین کے اندر ہی زیرو کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس نے ڈاکٹر ڈکسٹر کی تلاش شروع کر دی لیکن ڈاکٹر ڈکسٹر کے بارے میں تو کچھ معلوم نہ ہو سکا البتہ ڈاکٹر مارٹر کے بارے میں معلوم ہو گیا کہ اس نے ڈاکٹر ڈکسٹر کے ساتھ کافی عرصہ کام کیا ہے۔ چنانچہ عمران ناراک پہنچ گیا۔ وہ اکیلا آیا تھا اور یہاں بھی وہ اصل چہرے میں اس لئے موجود تھا کہ اسے معلوم تھا کہ اصل چہرے میں اسے فوراً پہچان لیا جائے گا لیکن وہ سیکرٹ ایجنٹوں کی نفسیات سے واقف تھا کہ اسے اصل چہرے میں دیکھ کر وہ یہی سمجھیں گے کہ عمران کسی خفیہ مقصد کے لئے نہیں آیا ورنہ اگر وہ میک اپ میں پہچان لیا جاتا تو شاید اسے ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دیا جاتا اور جو نقل و حرکت اس نے کی تھی اس میں بھی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے اور نگرانی کرنے والی وہی سارہ گالڈر تھی جو گالڈر کے ساتھ پاکیشیا آئی تھی اور جس کا تعلق بلیک ایجنسی سے تھا لیکن اس نے اس کی پرواہ نہ کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ جب بھی چاہے گا انہیں ڈاج دے کر ان کی نظروں سے غائب ہو سکتا ہے اس لئے وہ اپنی جگہ مطمئن تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ...... اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہاروے آپ سے بات کرنا چاہتا ہے جناب" ...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات" ...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہیلو چیف ۔ میں ہاروے بول رہا ہوں" ...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیوں کال کی ہے" ...... ڈیوڈ نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"چیف ۔ گالڈر نے مجھے بتایا ہے کہ پاکیشیا کا عمران یہاں ہمارے خلاف کام کر رہا ہے" ...... ہاروے نے کہا۔

"ہمارے خلاف ۔ کیا مطلب ۔ ہمارے خلاف وہ کیا کام کر سکتا

ہے"...... ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

" وہ یہاں ملاقاتیں کرتا پھر رہا ہے اور ایسا آدمی لامحالہ کسی بڑے مقصد کے لئے ہی یہاں آسکتا ہے اور یہ بڑا مقصد لامحالہ ایکریمیا کے مفادات کے خلاف ہو گا"...... ہاروے نے کہا۔

" وہ یہاں ایک سائنس دان ڈاکٹر ڈکسٹر سے ملاقات کرنے کے لئے ساری بھاگ دوڑ کر رہا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ چاہے لاکھ کوشش کر لے ڈاکٹر ڈکسٹر سے اس کی ملاقات نہیں ہو سکتی"۔ ڈیوڈ نے کہا۔

" وہ کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا چیف۔ ان معاملات میں اس کا ذہن جادوگروں کے انداز میں کام کرتا ہے اس لئے آپ اسے کیوں ڈھیل دے رہے ہیں"...... ہاروے نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ اسے گولی مار دی جائے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس۔ وہ اس وقت مطمئن ہے۔ اسے آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے"...... ہاروے نے جواب دیا۔

" نہیں۔ بغیر کسی مشن کے ایسا نہیں ہو سکتا اور ویسے بھی مجھے معلوم ہے کہ وہ ہزار آنکھیں رکھتا ہے اس لئے وہ تو ہلاک نہیں ہو گا البتہ اسے یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ کارروائی ہم نے کی ہے اور نتیجہ یہ کہ وہ بلیک ایجنسی کے خاتمہ پر ہی تل جائے گا۔ جو کچھ وہ کرتا پھر رہا ہے کرنے دو۔ اس سے ایکریمیا کو کوئی نقصان نہیں ہو گا"۔ ڈیوڈ

نے کہا۔

" باس۔ آپ مجھے اپنے طور پر اس کے خلاف کام کرنے کی اجازت دے دیں۔ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے"...... ہاروے نے کہا۔

" نہیں۔ یہ اصول کے خلاف ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس نے گالڈر اور سارہ کو بھی اس لئے رہا کر دیا تھا کہ انہوں نے پاکیشیا میں کوئی جرم نہیں کیا تھا"...... ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لیکن چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

" یس چیف"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ہوٹل سٹار کے کمرہ نمبر چار سو چودہ میں علی عمران ہے۔ اس سے میری فون پر بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" اس سے کیا کہا جائے چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اسے کہنا کہ بلیک ایجنسی کا چیف ڈیوڈ اس سے بات کرے گا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" علی عمران سے بات کریں چیف"...... دوسری طرف سے پی

اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ہیلو ۔ ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی "...... ڈیوڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں چیف صاحب۔ کیسے یاد فرمایا ہے"...... عمران کی شگفتہ سی آواز سنائی دی۔

" عمران۔ میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے۔ کہ تمہاری سرگرمیاں ہماری نظروں میں ہیں۔ تم ایکریمیا کے سائنس دانوں سے ملاقاتیں کر رہے ہو۔ اگر تمہارے ذہن میں ایکریمیا کے مفادات کے خلاف کوئی پلان ہے تو بہتر ہے کھل کر بتا دو"...... ڈیوڈ نے کہا تو دوسری طرف سے عمران کے ہنسنے کی آواز سنائی دی تو ڈیوڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" سارہ گالڈر نے تمہیں اطلاع تو دے دی لیکن کیا ایکریمیا میں کسی کا آنا جرم ہے یا سائنس دانوں سے ملاقات کرنا جرم ہے۔ ایکریمیا میں تو ایسے سائنس دان بھی مل جاتے ہیں جو فٹ پاتھوں پر فارمولے ہاتھ میں لئے فروخت کرنے کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں اور ایسے سائنس دان بھی ہیں جن سے ملاقات بھی فائدہ مند ہو جاتی ہے۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ میرا کوئی ارادہ ایکریمیا کے مفادات کے خلاف کام کرنے کا نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر تم ڈاکٹر ڈکسٹر سے کیوں ملنا چاہتے ہو"...... ڈیوڈ نے

کہا۔

" میں ایک سائنسی الجھن کے سلسلے میں ڈاکٹر ڈکسٹر سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تمہیں کوئی شک ہے تو بے شک اپنے آفس میں اس ملاقات کا بندوبست کرا دو"...... عمران نے کہا۔

" ڈاکٹر ڈکسٹر اس وقت جس کام میں مصروف ہیں اور جس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے ہیں انہیں ڈسٹرب کرنا بھی ایکریمیا کے مفادات کے خلاف ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلے جاؤ ورنہ کسی بھی وقت تمہارے خلاف ایکشن لیا جا سکتا ہے اور اس صورت میں تمہارا کوئی لحاظ نہیں ہو گا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" اگر تم لوگ مجھ جیسے کمزور اور عاجز سے آدمی سے اس قدر خوفزدہ ہو تو ٹھیک ہے میں واپس چلا جاتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہم خوفزدہ نہیں ہیں۔ ہم صرف اصول پر چلنا چاہتے ہیں ورنہ تم اب تک ایک ہزار بار ہلاک ہو چکے ہوتے اور میں نے فون بھی اسی لئے کیا ہے کہ بلیک ایجنسی تو پھر اصول پر چلے گی لیکن یہاں ایکریمیا میں بے شمار ایجنسیاں ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ سب اصولوں پر چلیں ۔ ویسے بھی تم نے ہر ایجنسی کے ساتھ کچھ نہ کچھ کر رکھا ہے اس لئے سب تم سے انتقام لینے کے لئے بے چین رہتے ہیں"۔ ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا لیکن اسی لمحے ایک اور فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس" ...... ڈیوڈ نے کہا۔

"سنٹرل فونز چیکنگ سنٹر سے آرتھر بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیسے فون کیا ہے"...... ڈیوڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب ۔ سنٹرل فونز نے ایک کال چیک کی ہے جو چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن نے کسی سائنس دان ڈاکٹر ڈکسنر کو کی ہے ۔ چونکہ یہ چیف سیکرٹری کی کال تھی اس لئے قانون کے مطابق اس کی چیکنگ کی گئی تو عجیب حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے کہ یہ کال ہوٹل سٹار کے برآمدے میں موجود ایک فون بوتھ سے کی گئی تھی جس پر مزید چیکنگ کی گئی تو معلوم ہوا کہ لارڈ مارٹن تو سرکاری دورے پر کرانس گئے ہوئے ہیں۔ وہ تو ایکریمیا میں موجود ہی نہیں ہیں اس لئے آپ کو اطلاع دی جا رہی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹیپ سناؤ مجھے اس کا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس چیف ۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ٹیپ چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی اور پھر انسانی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ڈیوڈ خاموش بیٹھا ٹیپ سنتا رہا۔ جب آخر میں خالی ٹیپ چلنے کی آواز سنائی دی تو ڈیوڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"چیف ۔ آپ نے ٹیپ سن لی ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں ۔ اس ٹیپ کو محفوظ رکھو"...... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ عمران اس ڈاکٹر ڈکسنر سے آخر کیوں ملنا چاہتا ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے"...... ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہاروے کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہاروے سے بات کراؤ ۔ چیف بول رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہاروے بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد ہاروے کی آواز سنائی دی۔

"ہاروے ۔ میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔ عمران کے بارے میں تازہ ترین اطلاع ملی ہے کہ وہ ایک اہم سائنس دان کو ہلاک کرنے کے مشن پر کام کر رہا ہے۔ وہ ہوٹل سٹار کے کمرہ نمبر چار سو چودہ میں موجود ہے۔ تم اپنے گروپ سمیت اس کے خلاف کام شروع کر دو۔ مجھے اس کی لاش چاہئے"...... ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ یس چیف ۔ ایسا ہی ہو گا چیف"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"پوری احتیاط سے کام لینا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے چیف کہ عمران کون ہے اور کیا کرتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں"...... ہاروے نے کہا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"اب تمہاری قسمت عمران"...... ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فائل اٹھا کر سامنے رکھی اور ایک طویل سانس لے کر اس نے فائل کھول لی۔

عمران ہوٹل کے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر کئی کاغذ موجود تھے جن پر حساب کتاب کیا گیا تھا۔ عمران کی آنکھیں بند تھیں اور اس نے سر کرسی کی پشت سے لگایا ہوا تھا۔ وہ دراصل فون نمبروں کے ذریعے ڈاکٹر ڈکسٹر کی لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ حساب کتاب اور مخصوص فارمولے کے ذریعے لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کر لے گا لیکن دو گھنٹوں کی انتہائی کوشش کے باوجود وہ کامیاب نہ ہو سکا تھا اور پھر اس نے آنکھیں کھولیں اور بکھرے ہوئے کاغذات اکٹھے کرنے شروع کر دیئے۔

"نجانے اس ڈاکٹر ڈکسٹر نے فون سسٹم کس فارمولے کے تحت بنایا ہے کہ کسی طرح بھی محل وقوع معلوم نہیں ہو رہا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ابھی وہ کاغذ اکٹھے کر ہی رہا تھا کہ

فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"چیف آف بلیک ایجنسی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر بلیک ایجنسی کے چیف سے اس کی بات ہوئی اور اس نے اسے دھمکیاں دے کر واپس جانے کا کہا تو عمران نے اسے بھی کہہ دیا کہ اگر وہ اس سے خوفزدہ ہیں تو وہ واپس چلا جاتا ہے اور پھر کال ختم ہوتے ہی عمران تیزی سے اٹھا۔ اس نے کال سننے کے بعد ایک اور فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ اس ڈیوڈ کی مدد سے اس ڈاکٹر ڈکسٹر کی لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرے گا۔ اس نے ڈیوڈ پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رین بو کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

"رونالڈ سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے اس بار نرم لہجے میں کہا گیا۔

"رونالڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا فون محفوظ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایک منٹ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ اب بات کریں عمران صاحب"...... چند لمحوں بعد رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

"رونالڈ۔ تمہیں بلیک ایجنسی کے چیف ڈیوڈ کے بارے میں تفصیلات کا یقیناً علم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"کیا تم اس کی رہائش گاہ کے بارے میں جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن آپ کرنا کیا چاہتے ہیں"...... رونالڈ نے کہا۔

"میں ایک لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتا ہوں جہاں ڈاکٹر ڈکسٹر کام کر رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ڈیوڈ کو اس بارے میں علم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ نے لیبارٹری تباہ کرنی ہے"...... رونالڈ نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ڈاکٹر ڈکسٹر نے ایک فارمولا ایجاد کیا ہے۔ اس کے بقول اس نے یہ فارمولا سپر ڈیفنس کونسل کو بھجوا دیا ہے۔ میں نے اس فارمولے کے بارے میں تفصیلات ڈاکٹر ڈکسٹر سے معلوم کرنی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ کو اگر فارمولے کی کاپی مل جائے تو کیا آپ کا کام ہو جائے

گا"...... رونالڈ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا تم کاپی حاصل کر سکتے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ڈکسٹر نے جن ریز کا فارمولا سپریم ڈیفنس کونسل کو بھجوایا ہے اس کی کاپی مل سکتی ہے۔ صرف رقم خرچ کرنا پڑے گی"۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

"رقم کی فکر مت کرو۔ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہے"۔ عمران نے کہا۔

"سپریم ڈیفنس کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر ولسن اور میری اس معاملے میں پارٹنرشپ ہے۔ ایکریمیا کی لیبارٹریوں سے جو فارمولے اس کے پاس آتے ہیں وہ ان کی کاپیاں اپنے پاس محفوظ کر لیتا ہے اور پھر ان میں سے اہم فارمولوں کے بارے میں وہ مجھے اطلاع دے دیتا ہے اور میں پوری دنیا میں اس کے گاہک تلاش کرتا ہوں اور پھر بھاری رقم کے عوض ان فارمولوں کی کاپیاں فروخت کر دی جاتی ہیں اور نصف رقم میرے اکاؤنٹ میں اور نصف ڈاکٹر ولسن کے اکاؤنٹ میں پہنچ جاتی ہے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی"۔ رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ بچہ بغل میں اور ڈھنڈورا شہر میں"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں"...... رونالڈ نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میں کس فارمولے کو خریدنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر ڈکسٹر نے ایک ہی فارمولا سپریم ڈیفنس کونسل کو بھجوایا ہے۔ اس کا نام بھی ڈکسٹر ریز رکھا گیا ہے اور اس کی کاپی ڈاکٹر ولسن کے پاس محفوظ ہے۔ ویسے یہ بھی بتا دوں کہ سپریم ڈیفنس کونسل نے اس فارمولے کو پاس کر کے اس آلے کو تیار کرنے کے لئے اسے ایک اور بڑی لیبارٹری میں بھجوا دیا تھا اور ایسے آلے تیار بھی ہو چکے ہیں۔ اس کے کامیاب تجربات بھی کئے جا چکے ہیں۔ اگر آپ مزید رقم خرچ کریں تو یہ آلہ بھی آپ کو مل سکتا ہے"...... رونالڈ نے کہا تو عمران کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا واقعی یا تم نے اب دن میں خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایکریمیا ہے عمران صاحب یہاں دولت ہی سب کچھ ہے۔ ولسن آدمی ہے آپ اس کی طلب کے مطابق رقم خرچ کریں تو یہاں وہ کچھ مل سکتا ہے جس کا کسی دوسرے ملک میں شاید تصور بھی نہ کیا جا سکتا ہو"...... رونالڈ نے کہا۔

"اوکے۔ تم ڈاکٹر ولسن سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ فارمولے اور آلے کے لئے مجھے کتنی رقم خرچ کرنا پڑے گی"...... عمران نے

کہا۔

" میں بتا دیتا ہوں ۔چونکہ سودا میں خود کرتا ہوں اس لئے یہ رقم پہلے سے ہمارے درمیان طے شدہ ہوتی ہے۔ ویسے قیمت کا تعین ڈاکٹر ولسن کرتا ہے کیونکہ وہ ان کی سائنسی اہمیت اور کارکردگی سے واقف ہوتا ہے" ...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔بتاؤ" ...... عمران نے کہا۔

" اگر آپ صرف فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی قیمت پچاس لاکھ ڈالرز ہو گی اور اگر آپ آلہ خرید کریں تو اس کی قیمت اسی لاکھ ڈالرز ہو گی اور اگر دونوں اکٹھے لیں گے تو دس فیصد رعایت ہو گی" ...... رونالڈ نے جواب دیا۔

" کمال ہے ۔اس قدر قیمت میں تو شاید پوری لیبارٹری آجائے ۔ تم ایک آلے اور فارمولے کی قیمت بتا رہے ہو" ...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب ۔ قیمت یہی ہو گی۔ ویسے آپ کی مرضی ہے۔ کاروبار بہرحال کاروبار ہے" ...... رونالڈ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گارنٹڈ چیک لے لو گے" ...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں" ...... رونالڈ نے جواب دیا۔

"کب تک ڈیلیوری دے سکو گے" ...... عمران نے پوچھا۔

" فارمولا تو دو روز بعد مل جائے گا جبکہ آلہ ایک ہفتے بعد" ۔

رونالڈ نے جواب دیا۔

" اوکے ۔میں تمہارے کلب آرہا ہوں۔ تم گارنٹڈ چیک مجھ سے لے لو ۔ میں تمہیں پاکیشیا کا پتہ دے دوں گا۔ تم فارمولا اور آلہ وہیں بھجوا دینا" ...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔آجائیں ۔میں انتظار کروں گا" ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ڈیوڈ اپنے آفس میں موجود تھا کہ ڈائریکٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاروے بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ہاروے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی"...... ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"چیف۔ عمران واپس پاکیشیا چلا گیا ہے"...... دوسری طرف سے ہاروے نے کہا تو ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"واپس چلا گیا ہے۔ کیا واقعی"۔ ڈیوڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ہاروے کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہاں۔ آپ نے جب مجھے اس کے خلاف کام کرنے کی اجازت دی تو میں اپنے آدمیوں سمیت سیدھا ہوٹل سٹار پہنچا۔ لیکن وہاں کمرہ خالی تھا۔ البتہ عمران کا سامان وہاں موجود تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ وہ واپس آئے گا۔ چنانچہ میں نے وہاں مخصوص انداز میں پکٹنگ کر دی لیکن صبح ہو گئی اور عمران واپس نہ آیا تو میں بے حد پریشان ہوا۔ پھر میں نے اس کی یہاں سے جانے کی انکوائری کی تو ایک ٹیکسی ڈرائیور سے معلوم ہو گیا کہ وہ یہاں سے رین بو کلب گیا ہے۔ رین بو کلب سے معلوم ہوا کہ عمران، رونالڈ کے آفس میں تقریباً ایک گھنٹہ رہا ہے اور پھر رونالڈ کا ڈرائیور اسے وہاں سے پک کر کے سیدھا ایئرپورٹ لے گیا ہے۔ مزید تفصیلات معلوم ہونے پر یہ بات کنفرم ہو گئی کہ عمران کے لئے ہنگامی طور پر ٹکٹ کا انتظام رونالڈ نے کیا اور عمران واپس چلا گیا۔ اس پر میں نے پاکیشیا میں موجود ایک مخصوص گروپ کو کنفرمیشن کے لئے کہا تو ابھی اس کی کال آئی ہے کہ عمران پاکیشیا پہنچ گیا ہے۔ اسے ایئرپورٹ پر چیک کیا گیا ہے اور وہ ایئرپورٹ سے سیدھا اپنے فلیٹ پر گیا ہے"...... ہاروے نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ اس جیسا آدمی اس طرح سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس چلا گیا۔ ویسے یہ سب کچھ اس کی فطرت کے خلاف ہے۔ وہ تو آگے بڑھ کر اس وقت تک واپس جانے کا عادی نہیں ہے جب تک وہ اپنا مشن مکمل نہ کر لے اور تم کہہ رہے ہو کہ اس کا سامان بھی

ہوٹل میں موجود تھا"...... ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس ۔آپ رونالڈ کے بارے میں تو جانتے ہیں کہ اس کے ہاتھ کس قدر لمبے ہیں اور ایکریمیا میں اسے کیا حیثیت حاصل ہے۔اس کے ساتھ ساتھ رونالڈ رقم حاصل کرنے کا کوئی موقع کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور عمران کا اس طرح اچانک رونالڈ کے پاس پہنچنا اور پھر وہیں سے ایئرپورٹ چلے جانا مجھے کھٹک رہا تھا۔چنانچہ میں نے اپنے طور پر جب انکوائری کرائی تو ایک عجیب بات سامنے آئی ہے۔ جس رات عمران رونالڈ سے مل کر واپس گیا ہے دوسرے روز رونالڈ نے انتہائی بھاری رقم کے دو چیک اپنے بینک میں جمع کرائے ہیں۔ یہ دونوں چیک بینک آف گریٹ لینڈ کے گارنٹڈ چیک ہیں۔ان میں سے ایک چیک کی مالیت پچاس لاکھ ڈالرز ہے اور دوسرا چیک اسی لاکھ ڈالرز کا ہے اور دونوں بیئرز چیک ہیں"...... ہاروے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ یہ تو واقعی انتہائی بھاری مالیت کے چیک ہیں۔ تم نے اس سلسلے میں رونالڈ سے بات کی"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" نہیں باس۔اس کے لئے ظاہر ہے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔آپ اگر اجازت دیں تو اس پر ہاتھ ڈالا جائے"...... ہاروے نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ تم اس پر تشدد کر کے معلوم کرنا چاہتے

ہو"...... ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

" ظاہر ہے۔ویسے وہ کیوں بتائے گا"...... ہاروے نے کہا۔

" نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اگر تشدد کے بعد اسے ہلاک کر دیا گیا تو معاملات انتہائی خراب ہو جائیں گے اور اگر ہلاک نہ کیا گیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی بلیک ایجنسی سے استعفیٰ دینا پڑے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ ایکریمیا کے صدر تک اس کی براہ راست اپروچ ہے۔ تم ویسے اس سے مل کر اس سے معلومات حاصل کرو"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" باس ۔آپ کو معلوم تو ہے کہ وہ کس فطرت اور کس قماش کا آدمی ہے اس لئے زبانی اس نے کیا بتانا ہے۔ الٹا ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی کالیں چیک کرائی جائیں۔ہو سکتا ہے کہ ان کالوں کے ذریعے کچھ معلوم ہو جائے"۔ ہاروے نے کہا۔

" ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ ویسے بھی کوئی ایمرجنسی نہیں ہے۔ عمران واپس چلا گیا ہے اور جو کچھ وہ چاہتا تھا وہ یقیناً نہیں کر سکا۔ اگر کوئی بات ہو گی بھی سہی تو کالوں کی چیکنگ سے معلوم ہو جائے گی"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" باس ۔آپ کے اس سے گہرے تعلقات ہیں ۔آپ اسے براہ راست فون کر کے معلوم کریں۔شاید اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نکل جائے جس سے معلوم ہو سکے کہ عمران اس کے پاس کیوں

آیا تھا"...... ہاروے نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔ تم البتہ خفیہ طور پر اس کی کالیں چیک کراتے رہو"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس چیف "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رین بو کلب "...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" چیف آف بلیک ایجنسی ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ رونالڈ سے بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے یکلخت انتہائی نرم لہجے میں کہا گیا۔

" رونالڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رونالڈ کی بھاری آواز سنائی دی۔

" ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی "...... ڈیوڈ نے کہا۔

" اوہ تم۔ خیریت کیسے فون کیا ہے"...... رونالڈ نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ڈیوڈ اس کا لنگوٹیہ دوست رہا ہو۔

" یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں رونالڈ کہ پاکیشیا کے عمران کو تم اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ یہاں ایک خفیہ لیبارٹری کو ٹریس کرنے اور اس کے انتہائی اہم سائنس دان کو اغوا کرنے آیا ہوا تھا لیکن ابھی

ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ ہوٹل سٹار سے جہاں وہ رہائش پذیر تھا وہاں سے نکل کر سیدھا تمہارے کلب گیا اور تمہارے آفس میں وہ ڈیڑھ دو گھنٹے رہا۔ پھر وہاں سے وہ سیدھا ایئرپورٹ گیا اور اب وہ پاکیشیا پہنچ چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی اطلاع مل چکی ہے کہ تم نے دوسرے روز اپنے بینک میں دو انتہائی بھاری مالیت کے گارنٹڈ چیک جمع کرائے ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" تو پھر کیا ہوا"...... اس بار رونالڈ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" دیکھو رونالڈ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ہاتھ بے حد لمبے ہیں لیکن یہ عمران ایکریمیا کے انتہائی اہم ملکی مفادات کے خلاف کام کر رہا ہے اس لئے یہ سوچ لو کہ اگر کوئی ایسی اطلاع حکومت تک پہنچ گئی کہ تم نے اس سلسلے میں اس کی کوئی مدد کی ہے تو تم جانتے ہو کہ کیا ہو سکتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" تمہیں شاید یاد نہیں رہا ڈیوڈ کہ تم میری وجہ سے ہی بلیک ایجنسی کے چیف بنے ہو ورنہ صدر صاحب تو جیفرے کا نام فائنل کر چکے تھے۔ اس کے باوجود تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ میں ایکریمین مفادات کے خلاف کام کروں گا۔ اب تم نے چونکہ مجھ پر براہ راست الزام لگا دیا ہے اس لئے اب تفصیل سے سن لو۔ عمران کی میری طویل عرصے سے دوستی ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ایکریمیا میں میری کیا پوزیشن ہے اور میرے پاس کس ٹائپ کی معلومات ہوتی

ہیں۔ اس نے مجھے فون کیا اور مجھے کہا کہ میں اسے تمہاری رہائش گاہ کا پتہ بتا دوں اور یہ بھی بتا دوں کہ تم کس وقت اپنی رہائش گاہ پر موجود ہوتے ہو۔ جس پر میں بے حد حیران ہوا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر ڈکسٹر سے ایک سائنسی معاملے میں ڈسکس کرنے یہاں آیا ہے اور اس نے ڈاکٹر ڈکسٹر سے ملاقات کرنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ البتہ تم نے اسے فون کر کے دھمکیاں دی ہیں کہ اس کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ وہ اپنے اصل حلیئے میں تھا اور اصل نام سے وہ رہ رہا تھا۔ اگر وہ کسی خفیہ مشن پر آیا ہوتا تو کیا وہ سب کے سامنے رہتا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ تمہاری ایجنٹ سارہ اس کی نگرانی کرتی رہی ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اب وہ ڈیوڈ کو استعمال کر کے اس ڈاکٹر ڈکسٹر سے ملاقات کرے گا جس پر میں نے اسے کہا کہ اگر وہ ڈاکٹر ڈکسٹر سے صرف سائنسی معاملہ پر بات کرنا چاہتا ہے تو یہ بات فون پر بھی ہو سکتی ہے اور اس کا انتظام میں کر سکتا ہوں۔ اس پر عمران رضامند ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے آفس میں بلوالیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ ڈاکٹر ڈکسٹر سے بھی میرے قریبی تعلقات ہیں اس لئے میں نے ڈاکٹر ڈکسٹر سے فون پر رابطہ کیا اور اسے میں نے ساری صورت حال بتا دی تو وہ لیبارٹری کو بچانے کے لئے عمران سے بات کرنے پر تیار ہو گیا۔ پھر عمران اور ڈاکٹر ڈکسٹر نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک فون پر کسی سائنسی مسئلے پر بات کی اور عمران مطمئن ہو گیا۔ اس نے ڈاکٹر

ڈکسٹر اور میرا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد اس کے کہنے پر میں نے اس کے لئے ٹکٹ حاصل کی اور وہ میرے آفس سے ہی سیدھا ایئر پورٹ چلا گیا۔ جہاں تک چیکوں کا تعلق ہے تو تمہیں معلوم ہے کہ میرا ذاتی بزنس پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اس لئے ایسے بے شمار چیک مجھے ملتے رہتے ہیں۔ تم بے شک میرے اکاؤنٹ کو چیک کرا لو۔ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ دو روز پہلے میں نے اس سے بھی بھاری مالیت کے گارنٹڈ چیک اس بینک میں جمع کرائے تھے اور میری بات پر یقین نہ آئے تو ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کر کے کنفرم کر لو"...... رونالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ اسکاٹ سٹوڈیو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف بلیک ایجنسی ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کل رات رین بو کلب کے رونالڈ نے یہاں فون کر کے ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کی تھی"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں کمپیوٹر سے معلوم کر کے بتاتی ہوں کیونکہ میری رات کو ڈیوٹی نہیں تھی"...... دوسری طرف سے معذرت

بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے ۔ چیک کر کے بتاؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہیلو سر ۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر ۔ کل رات رین بو کلب کے رونالڈ نے ڈاکٹر ڈکسنز کو کال کیا اور یہ انتہائی طویل کال تھی۔ تقریباً چالیس منٹ کی"۔ لڑکی نے جواب دیا۔

"کیا وہاں کالوں کا ریکارڈر رکھا جاتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"کیا اس کال کی ٹیپ تم فون پر مجھے سنوا سکتی ہو"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر ۔ سپیشل لائن پر اسے سنوایا جا سکتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ۔ سنواؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر"...... تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"میں ٹیپ آن کر رہی ہوں سر"...... لڑکی نے کہا۔

"اوکے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس ۔ اسکاٹ سٹوڈیو"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رین بو کلب سے رونالڈ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر ڈکسنز سے بات کراؤ"...... مردانہ آواز سنائی دی تو ڈیوڈ فوراً پہچان گیا کہ یہ رونالڈ کی ہی آواز ہے اور پھر ڈاکٹر ڈکسنز اور رونالڈ کے درمیان بات چیت شروع ہو گئی۔ رونالڈ نے ڈاکٹر ڈکسنز کو بتایا کہ عمران سائنس دان بھی ہے اور پاکیشیا کا انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ بھی۔ وہ ڈاکٹر ڈکسنز کو اغوا کرنا چاہتا تھا لیکن رونالڈ نے اسے آمادہ کر لیا کہ وہ اس کی ڈاکٹر ڈکسنز سے تفصیلی بات کرا دیتا ہے۔ پھر ڈاکٹر ڈکسنز نے عمران سے بات کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔

"ہیلو ڈاکٹر ڈکسنز۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی اور پھر ان دونوں کے درمیان واقعی کسی سائنسی فارمولے پر تفصیلی بات چیت ہونے لگی اور ڈیوڈ خاموش بیٹھا یہ بات چیت سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے کیونکہ عمران جس انداز میں بات کر رہا تھا اس سے وہ واقعی کوئی بڑا سائنس دان لگتا تھا۔ پھر بات چیت ختم ہو گئی۔

"سر۔ آپ نے ٹیپ سن لی ہے"...... لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ ہر لحاظ سے مطمئن ہو چکا تھا۔ ایک تو

رونالڈ نے سچ بولا ہے اور دوسرا عمران اس لئے واپس چلا گیا ہے کہ اس کا اصل مقصد بھی پورا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے فون کر کے جب ہاروے کو پوری تفصیل بتائی تو ہاروے بھی مطمئن ہو گیا اور ڈیوڈ نے اس انداز میں سر جھٹکا جیسے اس کے سر سے ٹنوں بوجھ اتر گیا ہو۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو "...... رسمی دعا سلام کے بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود بھی وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" آپ بے حد خوش نظر آ رہے ہیں۔ کیا وہ ہارٹ ریز والا مسئلہ حل ہو گیا ہے "...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ پاکیشیا کے ایٹمی ہتھیاروں پر منڈلانے والا خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ ایک ایسا آلہ بھی مل گیا ہے جس سے دفاعی حملے کی صورت میں ہتھیاروں کو زیرو کیا جا سکتا ہے اور پھر اس کا فارمولا بھی ہاتھ آ گیا ہے۔ اب سرداور اس پر فوری کام کرا کر اسے مزید بہتر بنا کر پاکیشیا کے دفاع کے لئے استعمال کریں گے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا بلیک ایجنسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ آپ نے کیا کیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی تو اصل لاینحل مسئلہ تھا۔ میں چاہتا تھا کہ ایکریمین حکام کو معلوم نہ ہو سکے کہ ہم نے ہاٹ ریز کو زیرو کر دیا ہے ورنہ وہ اس کی جگہ کسی بھی وقت دوسرا آلہ نصب کر دیتے اور ہم کب تک اور کہاں تک انہیں چیک کرتے رہتے اور اگر یہ خطرہ ہمارے سروں پر لٹکا رہتا تو ہمارا دفاع واقعی ختم کر دیا جاتا۔ موجودہ دور میں کسی بھی ملک کا اصل ڈیفنس ایٹمی ہتھیاروں کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ اگر وہی زیرو ہو جائیں تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے اس لئے میں چاہتا تھا کہ ایکریمین حکام اسی خیال میں رہیں کہ ہاٹ ریز کام کریں گی جبکہ وہ زیرو ہو چکی ہوں۔ ظاہر ہے ایکریمیا عام حالات میں تو اسے آپریٹ نہیں کر سکتا جب تک کہ ایسے حالات نہ پیدا ہو جائیں جن میں اسے آن کرنا ناگزیر نہ ہو جائے۔ رونالڈ کی مدد سے یہ مسئلہ نہ صرف انتہائی آسانی سے حل ہو گیا بلکہ انتہائی کامیاب طریقے سے حل ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ ڈیوڈ تو آپ کی طرف سے مشکوک تھا اور اس طرح آپ کے اچانک واپس آ جانے پر وہ یقیناً چونک پڑا ہو گا اور بلیک ایجنسی انتہائی طاقتور اور باوسائل ایجنسی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو گیا کہ آپ نے رونالڈ سے خریداری کی ہے تو وہ سب کچھ سمجھ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"رونالڈ واقعی بے حد سمجھ دار آدمی ہے۔ میں نے جب اس کے کلب جا کر اسے کہا کہ وہ کسی طرح ڈاکٹر ڈکسٹر سے میری بات کرا دے تاکہ میں اس سے سائنسی فارمولے پر ڈسکس کر لوں۔ اس طرح بلیک ایجنسی جب چیکنگ کرے گی تو مطمئن ہو جائے گی تو اسے میری بات سمجھ میں آ گئی۔ رونالڈ بے حد بااثر آدمی ہے اور ایکریمیا کے صدر اور تمام فوجی اور سول حکام سے اس کے انتہائی گہرے تعلقات ہیں۔ ڈیوڈ کو بھی اس نے جیفرے کی بجائے بلیک ایجنسی کا چیف صدر سے کہہ کر بنوایا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر ڈکسٹر سے بھی اس کے گہرے تعلقات ہیں کیونکہ سپریم ڈیفنس کونسل کا چیئرمین ڈاکٹر ولسن اس کا بزنس پارٹنر ہے۔ اس کی وجہ سے اس کے تعلقات ایکریمیا کے تمام اہم اور بڑے سائنس دانوں سے ہیں اور یہ رونالڈ تعلقات بنانے کا بھی ماہر ہے اور تعلقات بڑھانے کا بھی۔ بہرحال اس نے ڈاکٹر ڈکسٹر کو فون کر کے مجھ سے بات کرنے پر آمادہ کیا اور پھر میں تقریباً چالیس منٹ تک فون پر ڈاکٹر ڈکسٹر سے ایک سائنسی ریز فارمولے پر ڈسکس کرتا رہا۔ اس کے بعد میں واپس آ گیا۔ دو روز میں فارمولے کی کاپی مجھے مل گئی اور پھر وہ آلہ بھی رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ رونالڈ سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈیوڈ نے اسے دوسرے روز فون کیا تھا اور ڈیوڈ کو میرے اس کے آفس میں رکنے کے ساتھ ساتھ ان دو بھاری چیکوں کا بھی علم تھا جو میں نے اسے دیئے تھے۔ رونالڈ نے اسے تفصیل بتا دی اور ڈاکٹر ڈکسٹر

سے میری بات چیت کا بھی حوالہ دیا۔ بعد میں اس نے معلوم کر لیا کہ ڈیوڈ نے لیبارٹری فون کر کے وہاں کی فون آپریٹر سے میری اور ڈاکٹر ڈکسٹر کے درمیان ہونے والی بات چیت کی ٹیپ سنی۔ اس طرح وہ پوری طرح کنفرم ہو گیا۔ میں نے بھی اسے فون کر کے کہہ دیا کہ چونکہ میرا کوئی خفیہ مشن نہ تھا۔ میں نے ڈاکٹر ڈکسٹر سے بات کرنی تھی جو رونالڈ کے ذریعے ہو گئی اس لئے میں واپس آ گیا ہوں۔ اس طرح یہ سارا معاملہ جس طرح میں چاہتا تھا اس طرح نمٹ گیا"...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے ذہن کا واقعی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" یہ میری خوش قسمتی ہے بلیک زیرو۔ ورنہ مجھ سے بھی بڑے بڑے سپر مائنڈ یہاں موجود ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ وہ کون ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایک تو آغا سلیمان پاشا ہے جسے سالوں پرانا حساب یاد ہے۔ پھر وہ مسلسل حریرے بادام کھا کھا کر اپنی یادداشت کو مزید تیز کرتا رہتا ہے اور اب تو اس کا ذہن اس قدر تیز رفتار ہو چکا ہے کہ میرا ذہن اس کے تیز رفتار ذہن کے سامنے بیل گاڑی محسوس ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" لیکن آپ نے تو جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اور کون

ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" دوسرا کیپٹن شکیل۔ جس کے ذہن سے مجھے اب واقعی خوف آنے لگ گیا ہے۔ پہلے تو جو میں سوچتا تھا وہ بھی سوچ لیتا تھا لیکن اب اس کا ذہن میرے ذہن سے بھی آگے جا چکا ہے۔ اب اسے پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں کیا سوچنے والا ہوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" ٹھیک ہے۔ دو تو ہو گئے۔ کیا تیسرا بھی کوئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ اس لسٹ میں تم بھی شامل ہو تو منہ دھو رکھو۔ ویسے تمہارا نام اس لسٹ کی بجائے ایک اور لسٹ میں شامل ہو چکا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

" وہ کون سی لسٹ ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

" بڑے مالیت کے چیک دینے والوں کی لسٹ"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" یہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اس لئے کہ جب میں بطور نمائندہ خصوصی رونالڈ کو ایک کروڑ ڈالرز کے چیک دے سکتا ہوں تو تم ظاہر ہے اربوں ڈالرز کے چیک

بھی دے سکتے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جس فنڈ سے یہ دونوں چیک جاری ہوئے ہیں اگر اس فنڈ سے آپ چیک لینا چاہتے ہیں تو میں ایکریمیا جا کر کچھ روز گزار آتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے بھی بڑا چیک آپ کو مل جائے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم وہی چھوٹا چیک ہی دے دو۔ کیوں میری عاقبت خراب کرنا چاہتے ہو۔ ویسے بھی میرے حساب میں کوئی نیکی نہیں ہے اور تم جوئے کی رقم دلا کر آئندہ کا سکوپ بھی ختم کرانا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ کیا عمران یہاں موجود ہے"۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"نہ بھی ہو تو اسے کان سے پکڑ کر دربار سلطانی میں حاضر کیا جا سکتا ہے"...... اس بار عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران۔ سرداور تم سے کوئی ضروری اور فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تمہارے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن وہاں کسی نے فون ہی اٹنڈ نہیں کیا تو انہوں نے مجھے فون کیا ہے"...... سر سلطان

نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ کیا انہیں کسی شرعی گواہ کی ضرورت تو نہیں پڑ گئی"...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"شرعی گواہ۔ کیا مطلب۔ یہ شرعی گواہ کیا ہوتا ہے"۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہر گواہ شرع کے معیار پر پورا نہیں اتر سکتا اور جو پورا اترے اسے شرعی گواہ کہا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"شرع کے معیار پر۔ کیا مطلب۔ تم آخر کہنا کیا چاہتے ہو"۔ سر سلطان نے کہا۔

"شرع میں گواہ کا ایک خاص معیار مقرر ہے۔ اسے تزکیہ الشہود کہا جاتا ہے۔ جو گواہ تزکیہ الشہود پر پورا اترتا ہے وہی شرعی گواہ ہوتا ہے اور اسلام میں اس کی گواہی کو ہی معتبر جانا جاتا ہے اور نکاح ایسی رسم ہے کہ جس میں گواہوں کا شرعی ہونا ضروری ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوہ۔ تو تم اس سینس میں بات کر رہے تھے۔ نانسنس۔ اب ان کی عمر ہے کہ وہ شرعی گواہ تلاش کرتے پھریں"۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جناب۔ اس عمر میں ہی تو شرعی گواہ تلاش کئے جاتے ہیں ورنہ

جوانی میں تو ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

" تم چھوڑو ان فضول باتوں کو اور ان کو فون کرو"۔ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

" حقیر فقیر پر تقصیر۔ بندہ ناداں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سلام نیاز پیش کرتا ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" عمران۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا تھا کہ شوگران کے سائنس دانوں نے شاکمان میں ڈکسٹر ریز کے فائر کو چیک کر لیا ہے اور انہوں نے مجھے کال کر کے پوچھا ہے کہ ہم نے ان کی سرحد کے قریب کس قسم کی ریز زیر زمین فائر کی ہیں اور کیوں کی ہیں تو میں نے انہیں بتایا کہ پاکیشیائی سائنس دانوں نے یہ ریز ایجاد کی ہیں۔ ان کا تجربہ کیا گیا ہے جس پر انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ ان ریز کی ماہیت کے بارے میں انہیں بھی بتایا جائے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ اگر ہم نے انہیں نہ بتایا تو ظاہر ہے وہ ازخود اس کی چھان بین کرنے کی کوشش کریں

گے اور اس چھان بین میں ہاٹ ریز آلہ بھی ٹریس ہو سکتا ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس آلے کو زیرو کرنے کی غرض سے یہ ڈکسٹر ریز فائر کی گئی ہیں اور ان کے پاس سے ایسی معلومات اگر لیک آؤٹ ہو کر ایکریمیا پہنچ گئیں تو تمہاری تمام کوشش ضائع ہو جائے گی"...... سرداور نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" تو پھر اب تم بتاؤ کہ کیا جائے۔ اگر میں نے انہیں ڈکسٹر ریز کا حوالہ بھی دے دیا تب بھی انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس سے زیر زمین کسی ہتھیار کو زیرو کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں بھی ہاٹ ریز آلہ سامنے آجائے گا"...... سرداور نے کہا۔

" کس نے آپ سے بات کی ہے"...... عمران نے کہا۔

" سر ڈاکٹر شلاجنگ نے"...... سرداور نے کہا۔

" ان کا فون نمبر ہے آپ کے پاس"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... سرداور نے چونک کر کہا۔

" فون نمبر آپ مجھے بتائیں۔ میں سر ڈاکٹر شلاجنگ سے خود بات کر لیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" تم ان سے کیا بات کرو گے۔ میں سمجھا نہیں"...... سرداور نے کہا۔

" وہ آپ سے زیادہ سمجھ دار ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ سب ٹھیک

ہو جائے گا اور آپ کو وہ دوبارہ فون نہیں کریں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم خود اس معاملے کو نمٹا لو"...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون نمبر بتا دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کا نمبر ڈائل کر کے انکوائری آپریٹر سے شوگران کا رابطہ نمبر اور شوگران کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر معلوم کر کے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"شاپتنگ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پاکیشیا سے بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم ناٹی بوائے۔ تم نے یہ میرا خصوصی نمبر کہاں سے حاصل کر لیا"...... دوسری طرف سے یکلخت مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سرداور پریشان ہو رہے تھے کہ آپ کو کیا بتائیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں کچھ بھی نہیں معلوم۔ انہیں تو صرف وہی کچھ معلوم ہوتا ہے جو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) انہیں بتاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو شاکمان میں یہ ریز تم نے فائر کرائی ہیں"۔ شاپتنگ نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اب آپ سے تو ظاہر ہے کچھ چھپایا نہیں جا سکتا۔ ان ریز کا کوڈ نام ڈکسٹر ریز ہے اور ان ریز کو ایکریمیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر ڈکسٹر نے ایجاد کیا ہے اور ان کے نام پر ہی اس کا نام رکھا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر ڈکسٹر۔ یہ کون ہیں۔ میں نے تو پہلے کبھی ان کا نام نہیں سنا"...... ڈاکٹر شاپتنگ نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ ایکریمیا کے اس مخصوص شعبے سے تعلق رکھتے ہیں جس کا کام انتہائی قیمتی معدنیات کی تلاش ہوتا ہے۔ یہ ڈکسٹر ریز بھی انہوں نے اسی شعبے کے تحت ایجاد کی ہیں۔ ان ریز کا کام یہ ہوتا ہے کہ جب اسے زمین پر فائر کیا جاتا ہے تو یہ زمین کی انتہائی گہرائی تک اتر کر اور پھیل کر وہاں چند گھنٹوں تک باقی رہ جاتی ہیں۔ اس دوران معدنیات کو تلاش کرنے والے خصوصی سیارے سے زمین کی گہرائیوں میں موجود ہر قسم کی معدنیات کو اطمینان سے چیک کر لیا جاتا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقوں میں انتہائی قیمتی معدنیات کے بڑے بڑے ذخائر موجود ہیں۔ لیکن ایکریمیا اور دوسری سپر پاورز جان بوجھ کر اسے ٹریس نہیں کرتیں اس لئے میں نے اپنے طور پر ڈاکٹر ڈکسٹر سے ان ریز کے سلسلے میں بات چیت کی۔ ہمارے ماہر معدنیات کے مطابق شاکمان کے پہاڑی علاقے میں

ایس تھری کا بڑا ذخیرہ ہو سکتا ہے لیکن وہ اسے چیک نہ کر سکتے تھے اس لئے میں نے ڈکسٹر ریز کا فائر کر دیا تو یہ ذخیرہ کھل کر سامنے آگیا اور آپ جانتے ہیں کہ ایس تھری میزائلوں کے سلسلے میں کس قدر قیمتی دھات ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔ایس تھری شاکمان میں موجود ہے۔ویری گڈ۔یہ تو واقعی پاکیشیا کے لئے قدرت کا بہت بڑا انعام ہے"...... ڈاکٹر شلاچنگ نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔اور مجھے یقین ہے کہ چونکہ شاکمان کا علاقہ شوگران کی سرحد پر ہے اس لئے لامحالہ اس سے ملحقہ شوگرانی علاقے میں بھی ایس تھری کے ذخائر ہوں گے۔میں آپ کو ڈکسٹر ریز کا فارمولا بھجوا دوں گا۔آپ اسے وہاں فائر کر کے چیکنگ کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔اگر ایسا ہو جائے تو یہ تمہارا شوگران پر احسان ہو گا"۔ ڈاکٹر شلاچنگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔آپ بے فکر رہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم یہ فارمولا بھجواؤ گے"...... ڈاکٹر شلاچنگ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ایک ہفتے کے اندر اندر یہ آپ کے پاس ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔بے حد شکریہ۔میں اس کا شدت سے منتظر رہوں گا"۔ ڈاکٹر شلاچنگ نے کہا تو عمران نے انشاء اللہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے ڈاکٹر شلاچنگ کو چکر تو دے دیا ہے عمران صاحب لیکن اب یہ فارمولا کہاں سے بھیجیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ڈکسٹر ریز کے فارمولے میں کچھ تبدیلیاں کرنا پڑیں گی اور بس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر ایس تھری کیسے ٹریس ہو گی"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب یہ تو قدرت کا کام ہے کہ ایس تھری شاکمان میں ہو لیکن شوگران میں نہ ہو حالانکہ دونوں کے آخر میں ن آتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں یکسر منفرد انداز کا دلچسپ اور یادگار ناول

ڈومنائی

سپیشل نمبر

مظہر کلیم ایم اے

ڈومنائی بدروحوں پر مشتمل ایسا جادو جسے صدیوں پہلے ختم کر دیا گیا تھا لیکن پھر اسے زندہ کر دیا گیا۔ کیسے —— ؟

ڈومنائی جس کی طاقتیں پوری دنیا میں مسلمانوں کے مقدس مقامات کے خلاف کام کرنا چاہتی تھیں۔ پھر کیا ہوا —— ؟

وہ لمحہ جب عمران اور پوری سیکرٹ سروس کو ڈومنائی جادو کی طاقتوں نے اغوا کر کے ایسی غاروں میں قید کر دیا جہاں سے وہ کسی صورت زندہ باہر نہ آسکتے تھے۔ پھر کیا ہوا؟

روپیلا ڈومنائی جادو کی بڑی طاقتور بدروح جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حقیقتاً بے بس کر دیا۔ پھر —— ؟

پنڈت آتمارام ڈومنائی جادو کا مہان آقا۔ جو عمران کو ہر قیمت پر ہلاک کرنا چاہتا تھا۔
کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکا۔ یا نہیں —— ؟

ڈومنائی جادو کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کی خوفناک جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟

وہ لمحہ جب جوزف اپنے مخصوص انداز میں حرکت میں آیا اور ڈومنائی جادو اس کے مقابل بے بس ہو کر رہ گیا۔

انتہائی دلچسپ' ایمان افروز اور تحیر خیز یادگار ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس سے بھرپور ایک دلچسپ ناول

مکمل ناول

لاسٹ راؤنڈ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ایک ایسا مشن جس کا لاسٹ راؤنڈ سب سے تہلکہ خیز ثابت ہوا۔

جوائس پاکینڈو سیکرٹ سروس کا ٹاپ ایجنٹ جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں اس طرح اپنا مشن مکمل کیا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو سکی —— حیرت انگیز سچوئشن۔

ٹموتھی پاکینڈو سیکرٹ سروس کی سیکرٹ ایجنٹ جو انتہائی معصوم اور سادہ لوح تھی۔
کیا وہ واقعی سیکرٹ ایجنٹ تھی —— انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ کردار۔

رمیش کافرستان سپیشل منسٹری کا سیکنڈ سیکرٹری جس نے عمران جیسے شخص کو ننگی کا ناچ ناچنے پر مجبور کر دیا —— ایک منفرد اور مختلف انداز کا کردار۔

ایک ایسا مشن جس میں بے پناہ جدوجہد اور بھاگ دوڑ کے بعد آخر کار ناکامی عمران کا مقدر ٹھہری —— وہ مشن کیا تھا اور کس طرح ناکام ہوا؟
مشن کا لاسٹ راؤنڈ کیا تھا۔ کیا لاسٹ راؤنڈ عمران کے حق میں ختم ہوا۔ یا ؟

انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ واقعات سے بھرپور
بے پناہ سسپنس اور قدم قدم پر چونکا دینے والے ڈرامائی موڑ
ایک ایسی کہانی جو قطعی منفرد انداز میں لکھی گئی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی
مکمل ناول
براڈ سسٹم
مصنف
مظہر کلیم ایم اے
براڈ سسٹم ایک ایسا سسٹم جس سے کسی بھی ملک کا ایٹمی دفاع طویل عرصے کے لئے جام کیا جاسکتا ہے۔
براڈ سسٹم جس کی تیاری مکمل ہو چکی تھی اور اسے سب سے پہلے پاکیشیا کے خلاف آزمایا جانا تھا۔
بلون پوری دنیا کے یہودیوں پر مشتمل تنظیم جو براڈ سسٹم کو سیلائٹس کے ذریعے تمام مسلم ممالک کے خلاف استعمال کرنا چاہتی تھی۔
بلون جس کے چیئرمین لارڈ برگساں نے ایکریمیا کے ٹاپ فیلڈ ایجنٹوں کی خدمات حاصل کر رکھی تھیں۔
بلون جس کا پہلا ٹارگٹ پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تھا۔
وہ لمحہ ـــ جب عمران اور اس کے ساتھی خوفناک میزائلوں کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئے اور ان کی لاشوں کو چیک بھی کر لیا گیا۔
کیا ـــ براڈ سسٹم کے تحت بلون نے پاکیشیا کا ایٹمی دفاع مفلوج کر دیا۔ یا ـــ؟
کیا ـــ عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا کے ایٹمی دفاع کے تحفظ کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے۔ یا ـــ؟
انتہائی دلچسپ منفرد اور ہنگامہ خیز کہانی
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان
عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول
لارج ویو پراجیکٹ
مصنف مظہر کلیم ایم اے
لارج ویو پراجیکٹ جس کی حفاظت کے لئے ایکریمیا اور اسرائیل نے مل کر اپنی پوری ذہانت استعمال کر دی تھی اور جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
جزیرہ ڈیگوشیا جہاں لارج ویو پراجیکٹ کی تنصیب کی جا رہی تھی اور جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے قدم قدم پر موت کے پھندے لگا دیئے گئے تھے۔
جزیرہ ڈیگوشیا جہاں پہنچتے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہر طرف سے یقینی موت نے گھیر لیا۔ پھر ـــ؟
کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے۔ یا بلیک ایجنسی نے انہیں یقینی شکست سے دوچار کر دیا۔
انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل شکست حفاظتی اقدامات کیا پراجیکٹ کو بچا سکے۔ یا؟
انتہائی تیز رفتار ایکشن بے پناہ سسپنس
اور موت کے جلو میں لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات
انتہائی منفرد اور یادگار کہانی
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

مکمل ناول

ریڈ رنگ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا میں جعلی ادویات سپلائی کرتی تھی۔ ایسی ادویات۔ جس سے لاکھوں مریض ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے تھے۔

مادام ولاڈی جو جڑی بوٹیوں کی بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر تھی مگر یہی مادام ولاڈی ریڈ رنگ کی بھی سربراہ تھی۔ ایک حیرت انگیز' دلچسپ اور منفرد کردار۔

مادام ولاڈی جس نے جڑی بوٹیوں کی ریسرچ سے منشیات کی ایک نئی قسم دریافت کرلی جسے ریڈ بلو کا نام دیا گیا۔

ریڈ بلو ایسی جان لیوا منشیات جسے دفاعی ہتھیار کے طور پر دنیا میں پہلی بار استعمال کرنے کی پلاننگ کی گئی اور اس کے لئے پاکیشیا کو تجربہ گاہ بنایا گیا۔ کیسے؟

پاکیشیا کی سلامتی کے تحفظ کے لئے عمران پوری سیکرٹ سروس سمیت ریڈ رنگ کے خلاف میدان میں کود پڑا اور پھر ایک ہولناک' خونریز اور انتہائی تیز رفتار مقابلے کا آغاز ہو گیا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خلاف دو گروپس کی صورت میں علیحدہ علیحدہ میدان عمل میں اتری۔ ان دونوں گروپس کا آپس میں کوئی رابطہ نہ تھا۔ کیوں؟

ڈان جان سابقہ ایکریمین سیکرٹ ایجنٹ جو اب ریڈ رنگ کا عملی طور پر سربراہ تھا۔ ایک ایسا آدمی جو عمران کی ٹکر کا ایجنٹ تھا۔

صدیقی جس نے اپنی زندگی کی سب سے ہولناک جنگ اکیلے لڑی جبکہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی اس جنگ سے لاتعلق رہے۔ کیوں؟
کیا صدیقی اس جنگ میں کامیاب بھی ہو سکا۔ یا؟

تنویر جس نے اپنی مخصوص فطرت کے مطابق انتہائی تیز رفتار ایکشن سے کام لیتے ہوئے ہر طرف موت کا بازار گرم کر دیا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو سکا۔

وہ لمحہ جب ڈان جان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دونوں گروپس کو یقینی موت کے حوالے کر دیا۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی ڈان جان کے مقابلے میں بے بس ہو گئے تھے۔ یا؟

وہ لمحہ جب عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب ساتھیوں کے روکنے کے باوجود ڈان جان اور مادام ولاڈی کو معاف کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیوں؟
کیا عمران کو پاکیشیا کی سلامتی مقصود نہ تھی۔ یا؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ رنگ کے خلاف اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکے یا ناکامی ان کا مقدر بن گئی۔

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، منفرد اور یادگار ایڈونچر ناول

تاتار ڈیگرز

مصنف مظہر کلیم ایم اے

تاتار ڈیگرز —— روسیاہ فیڈریشن کی ایک ریاست تاتارستان کی مسلم تنظیم جو تاتارستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہی تھی۔

تاتار ڈیگرز —— ایک ایسی تنظیم جو تاتارستان کی پارلیمنٹ سے آزادی کی قرارداد منظور کرانے کی خواہاں تھی۔ مگر ——؟

مادام ژاں —— تاتارستان کی روسیاہی انچارج۔ جس نے تاتار ڈیگرز کے خلاف کام کرتے ہوئے اسے مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا۔ کیسے ——؟

مادام ژاں —— جو تاتار ڈیگرز کے لئے موت کا فرشتہ ثابت ہوئی اور اس نے تاتار ڈیگرز کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ کیا واقعی ——؟

ولیدوف —— تاتار ڈیگرز کا خفیہ چیف۔ جس نے تاتارستان کی آزادی اور تاتار ڈیگرز کی مدد کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کر لیں۔

مادام عافیہ —— تاتار ڈیگرز سے تعلق رکھنے والی ایک تاتاری خاتون جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی مدد کے لئے بے پناہ غیر انسانی تشدد کو بھی انتہائی بہادری سے برداشت کیا۔ ایک دلچسپ اور انوکھا کردار۔

تاتار ڈیگرز —— جس کی مدد اور تاتارستان کی آزادی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم تاتارستان پہنچ گئی اور پھر ایک خوفناک، طویل اور جان توڑ جدوجہد

کا آغاز ہو گیا۔

- وہ لمحہ جب مادام ژاں نے تاتارستان کی آزادی کی قرارداد مسترد کرائے جانے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے۔
- وہ لمحہ جب تاتارستان کی آزادی کی قرارداد پر رائے شماری ہوئی اور ——؟
- کیا تاتار ڈیگرز ناکام ہو گئی۔ یا ——؟
- کیا عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس اور تاتار ڈیگرز اپنے مشن میں کامیاب رہے؟
- کیا تاتارستان آزاد ہو گیا ——؟

بے پناہ سسپنس
لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات
تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک ایسی کہانی
جو یادگار اور لافانی دستاویز کا روپ دھار گئی۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان